عید میلاد النبی کے مبارک موقع پر خطباء، شعراء، ادباء اور
عوام النّاس کیلئے انمول تحفہ

ضیائے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف
ریاست علی مجدّدی

نظر ثانی
علامہ محمد نعیم اللہ خان قادری

کتب خانہ امام احمد رضا

عید میلاد النبی کے مبارک موقع پر خطباء، شعراء، ادباء اور
عوام الناس کیلئے انمول تحفہ

ضیائے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

علامہ ریاست علی مجددی

نظر ثانی

علامہ محمد نعیم اللہ خان قادری

کتب خانہ امام احمد رضا

داتا دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336
0321-4716086

نام کتاب ——— ضیائے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف ——— محمد ریاست علی مجددی
نظر ثانی ——— محمد نعیم اللہ خاں قادری
صفحات ——— 208
قیمت ——— 200 روپے

ملنے کا پتہ

جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

مکتبہ مجاہد بھیرہ شریف	048-6691763
مکتبہ الفرقان گوجرانوالہ	0333-4264487
مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ	055-4237699
اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی	051-5536111
معراج کتب خانہ ملتان	0323-7210125
مکتبہ چشتیہ خانقاہ ڈوگراں	0308-4551988
مکتبہ حسان کراچی	0331-2476512
مکتبہ برکات المدینہ کراچی	0321-3531922
مکتبہ رضویہ کراچی	021-32216464
مکتبہ کنز الایمان کراچی	0315-8269125
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ عطاریہ گوجرہ	0331-6553526
مکتبہ فیضان عطار حیدر آباد	0311-3682626

حسن انتساب

اُن ایمان افروز... روحانی... وجدانی لمحات کے نام جب
میرے پیرومُرشد... قبلہء عالم... سراج العارفین... امام السالکین
شہبازِ طریقت... شناسائے رموزِ معرفت وحقیقت... آفتابِ نقشبندیت ومجددیت
چراغ راہِ جہاد... داعی صراطِ حق وقارِ عالماں... صاحبِ عرفاں
سعیدِ عصر... غوثِ زماں... سعیدُ الاولیاء
تاجِ زمانہ... پہچانِ گوجرانوالہ... اِک ملک صفت انساں
شارح مکتوباتِ امام ربّانی
حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرّہٗ السرمدی
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو کر فرمایا کرتے تھے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے بہاروں پر بہار آئی
خوشبو جنت کی زمین کو چومنے بار بار آئی

ریاست علی مجددی

+++

فیضانِ نظرِ کرم

پیکر صدق و اخلاص... عالمی مبلغِ اسلام... پروردۂ آغوش ولایت
شیخ کامل... بحرِ علم و عرفان... جانشین ابوالبیان... صاحبزادہ والاشان
حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی دامت برکاتہم العالیہ
پیر صاحب آف ابوالبیان شریف
زیب سجادہ درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف
سرپرست اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

گدائے درگاہِ مرشد
ریاست علی مجددی

فہرست

حسنِ تقریظ

اِبتدا ہے ربِ جلیل کے بابرکت نام سے اور لامحدود درود و سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر

عاشقو عشق کی آگ کو جلاؤ ...... اگر ہو سکے تو نعت نبی سناؤ

یہ سنت خداوند کریم کی ہے ...... یارو میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناؤ

ہر دکھ درد کی دوا ہے اس میں ...... محبوبِ خدا کی محفلیں سجاؤ

حبیب جنت تیری طلب کرے گی ... عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہستی کو مٹاؤ

موجودہ دور میں ہر کوئی پریشان ہے، سکون ختم ہو چکا ہے، کمائی میں برکت نہیں، لڑائی ہر گھر کا اہم ترین حصہ بن گئی ہے، موت آسان اور زندگی مشکل ہو گئی ہے، کسی کو اولاد کا غم، کسی کو بہن بھائیوں سے شکایت، کسی کو زمانے سے شکوہ اور کسی کے لئے زندگی فضول، یہ سب کیا ہے، کیا یہ عذابِ الٰہی ہے؟ نہیں ...... توبہ میری توبہ ...... جو کچھ بھی زمانے میں ہو رہا ہے یہ سب ہمارا اپنا کردار ہے۔ ہم خدا کو تو مانتے ہیں مگر خدا کے احکام نہیں مانتے، ہم قرآن کو تو مانتے ہیں مگر قرآن پر عمل نہیں کرتے، ہم حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مانتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہیں کرتے، ہم والدین کو مانتے ہیں مگر والدین کا احترام نہیں کرتے، ہم نماز پڑھتے ہیں مگر دکھلاوے کے لیے، ہمارے ہر اچھے عمل میں ریاکاری شامل ہوتی ہے، ہماری سوچیں غلط ہو گئی ہیں، ہمارے ایمان کمزور ہو گئے ہیں، ہم ہمیشہ دوسروں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں مگر اپنے گریبان میں جھانکتے نہیں ...... کیوں؟ یہ سب دین سے دُوری کا نتیجہ ہے۔ مسلمانو! یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ان سب

بیماریوں کا کوئی علاج بھی ہے۔ ہاں ہے! آؤ میں بتاتا ہوں وہ بھی مفت۔ جس کی اولاد نافرمان ہو، جس کی کمائی میں برکت نہ ہو، سکون کی تمنا ہو، رزق کا خواہش مند ہو، اولاد کا خواہش مند ہو، قصہ مختصر ہر مشکل کا حل، یہ ایسی دوا ہے جو محبت سے خریدی جاتی ہے، جتنی محبت زیادہ ہوگی اتنے فائدے بھی زیادہ ہونگے اور شفا بھی جلدی ملے گی۔ یہ ایسی دوا ہے جس میں فائدے ہی فائدے ہیں مگر نقصان کوئی نہیں ہے۔ اس دوا میں شفا ہی شفا ہے' سکون ہی سکون ہے۔ یہ دوا عطیہ رحمٰن ہے اور سنتِ رحیم بھی ہے۔ اِس دوا کا نام ہے ''میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ اس دوا کو جو مومنہ یا مومن پرہیز کے ساتھ استعمال کرے گا وہ دونوں جہانوں میں فائدے پائے گا، وہ انشاء اللہ ہر مشکل سے نجات پائے گا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کرے گا۔ اس دوا کی پرہیز ہے، جھوٹ سے نفرت، زنا سے نفرت، حرام کی کمائی سے نفرت، چغلی سے نفرت، لہٰذا ان بیماریوں سے نجات، رب کریم کی رضا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کے لئے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ، میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے کتنے اعزاز کی بات ہے، میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رب تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ وبائیں، بلائیں، بدعائیں، سزائیں، خطائیں سب دور اور معاف ہو جاتی ہیں۔ سکونِ قلب ملتا ہے۔ سب سے بڑھ کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور آپ کا قرب بھی نصیب ہوتا ہے۔ مسلمانو! میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ پورا سال اپنے محبوب کا میلاد مناتا ہے' تمام انبیاء کرام حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد بڑے شان وشوکت سے مناتے رہے اور اپنے اُمتوں کو میلاد منانے کی تلقین کرتے رہے۔ میلاد خود حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے منایا' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے حضور سید عالم کا میلاد منایا، اولیا اللہ نے بھی حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منایا اور مناتے ہیں۔ اگر ہم کو میلاد کی فضیلت کا پتہ چل جائے تو خدا شاہد ہے کہ ہم ہر روز میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

منائیں۔ مسلمانو! میلادِ مصطفیٰ منانے سے زندگی آسان ہو جاتی ہے، میلاد منانے والے پر جنت لازم ہو جاتی ہے، میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عام ہو جائے۔ تاکہ ہر مسلمان میلاد منا کر جنت کا وارث بن جائے.....آمین، ثم آمین۔

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ...... جنت میں گھر بناؤ

محترم جناب ریاست علی مجددی صاحب میری نظر میں وہ ہستی ہیں جن کی مثال دینا یا کسی سے ان کا موازنہ کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ ریاست علی صاحب ایک علم دوست و کتاب دوست شخصیت ہیں جو مجھ جیسے ناسمجھ کے لیے ایک نور کا منار ہیں، جس کی روشنی سے ہمارے مردہ قلب روشن ہوتے ہیں۔ ان کی شیریں تحریریں ہر دل کو لُبھاتی ہیں۔ ریاست علی مجددی صاحب ایک استاد۔ ایک رہبر۔ ایک دانشور، علم کے شناور ہیں۔ آپ نے جس راستے کا چناؤ کیا ہے وہ عاشقِ رسول ہونے کا ثبوت ہے۔ اِس نفسانفسی کے دور میں آپ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم ہیں، آپ نے صبر کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔ ہمیشہ سچ بولا۔ کسی کا کبھی دل نہیں دکھایا۔ یہ سب خوبیاں نصیب سے ملتی ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے دُنیا بھی اُسے پسند کرتی ہے۔ ریاست علی مجددی صاحب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص الخاص کرم ہے اور پیر سعید احمد مجددی صاحب کی خاص نظر کرم ہے۔ یہ عطیہ مجددیاں ہیں، قاضی کوٹ والوں کے لئے پر اور اہل سنت کے لئے جناب عزت مآب ابوالبیان پیر سعید احمد مجددی صاحب نے ایسا ہیرا تراش کر دیا ہے جو بے مثل و بے نظیر ہے۔ قاضی کوٹ والے کتنے خوش نصیب ہیں جنہیں ایسا ہیرا ملا اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کے ریاست علی صاحب لختِ جگر ہیں، یہ وہ والدین ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو جنتیں بنائی ہیں، ایک دُنیا میں اور دوسری آخرت میں۔ نیک اولاد والدین کے لیے جنت اور بخشش کا وسیلہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان والدین کو ریاست علی مجددی صاحب جیسا لختِ جگر

عطا فرمائے تا کہ ہر مسلمان جنت میں جائے۔ یا اللہ! اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ریاست علی صاحب کو وہ علمی خزانے عطا فرمائے جن کے وہ طالب ہیں، اُنکے قلم میں وہ طاقت عطا کرے جو مولا آپ کے محبوب کے تعریف کرنے والی ہو......آمین ثم آمین۔
ریاست علی مجددی صاحب نے ''میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات'' سے متعلق جو کتاب تصنیف کی ہے، وہ کتاب تمام کی تمام حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے۔ ریاست علی صاحب نے کتابوں کے سمندر سے بیش قیمت گوہر ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک مالا بنائی ہے جو میری نظر میں ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ جو قاری بھی اس تصنیف کو پڑھے گا وہ ضرور کچھ نا کچھ حاصل کرے گا۔ موجودہ دور میں ایسی تصانیف مارکیٹ میں آنی چاہے کیونکہ اس کتاب میں دُنیا کی ہر تکلیف کا حل موجود ہے۔ حل ڈھونڈنے والی نظر ہو تو اس کتاب سے وہ سب کچھ مل سکتا ہے جو آپ کو چاہیے۔ میں ریاست علی صاحب کے لئے دعا گو ہوں۔

طالبِ اِصلاح

حبیب اللہ بٹ

پسرور روڈ جنڈیالہ باغ والا گوجرانوالہ
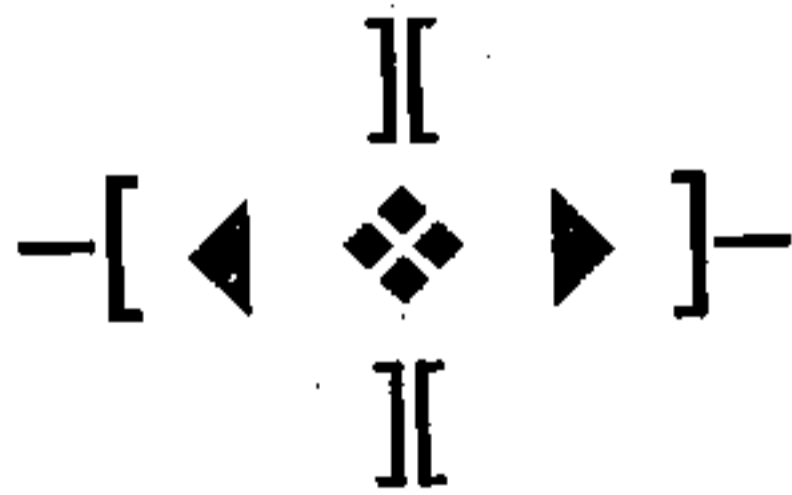
پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ!

ہر قسم کی حمد وثناء اُسی پروردگارِ عالم ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے شایانِ شان ہے کہ جس نے امرِ کُن سے کل عالمین کو پیدا فرمایا...... پھر تمام عالمین میں سے آدم و بنی آدم کو تمام مخلوقات پر بزرگی عطا فرما کر لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا تاج پہنایا اور موجودات کی تمام اشیاء کو اِس حضرتِ انسان کے لیے مسخر و مطیع کر دیا۔ اپنی نعمتوں اور فضل و کرم مالا مال کر دیا۔ حتیٰ کہ اِسی اِنسانی روپ میں انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر مزید باعثِ عزت کر دیا اور یہ نعمت کل نعمتوں سے بلند و بالا ہے۔

پھر بے حد وحساب درود وسلام اُس ستودہ صفات... خلاصہء موجودات ... شاہِ لولاک... رسولِ پاک... سید الابرار... محبوبِ پروردگار... حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو باعثِ تخلیقِ کون ومکاں... شہنشاہِ دوجہاں... قبلہء دیں... کعبہء ایماں... خزینہء معرفت الٰہی... سردارِ قابَ قوسینِ اوادنیٰ... فرمانروائے ملکِ تسلیم ورضا... سرورِ عالم اور فخرِ بنی آدم ہیں۔

درود لامحدود حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم...... شفیع روزِ جزا...... صاحب قرآن...... آیہء رحمت یزدان...... صدر نشیں عرشِ بریں...... ستارۂ آسماں...... قابَ قوسین او

اَدنیٰ ...... ماہِ تاباں ...... اَوجِ دُرا نشمش ...... وَالضُّحٰی ......سورہَ وَاللیل اِذَا یَغْشٰی ......
زُلف عنبریں ......محبوب ربُّ العلمین ......صاحب اعزازِ طٰہٰ و یٰسین ......رحمتِ ربُّ
العلمین ......شافع روزِ محشر ......صاحبِ اِکرام ......اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرْ ......اَوّلُ الا
وّلین ...... خاتمُ المرسلین ...... آفتابِ شہپر پیغمبری ...... اختر تابندہ بروجِ سروری ......
مرشد رُوح الامین ...... شفیعُ المذنبین ...... خیرالامم ......شاہِ عرب وعجم ...... باعثِ
ایجادِ کونین ......قبلہء داریں ...... نبی کریم ......فخرِ آدم و بنی آدم ......سرورِ عالی جناب
...... شفیعِ یومُ الحساب ...... بخشا نندہَ گنہگاراں ...... دارُوئے دَردمنداں ...... واقفِ
اِسرارِ اِلٰہی ......مختارِ سپیدی وسیاہی ......مظہرِ انوارِ خداوندِ دوجہاں ...... قاسمِ کوثر وجناں
...... محبوبِ ربِ جلیل ......سب سے افضل ......جوہرِ اوّل ......احمد مرسل ......محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وسلم ...... پر......جن کو پروردِگارِ عالمین نے اُن کی شان میں لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ
فْلَاكَ فرمایا......اور اُن کے شمع جمالِ حق سے ہر تمام عالمین کو روشن کیا۔

راقم الحروف کو ۱۹۸۶ء سے اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم ..سراج العارفین ...امام السالکین ...سعید الاولیاء ..شہبازِ طریقت ...شارحِ مکتوباتِ امامِ ربانی ...حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرّہٗ (وصال ۲۰۰۲ء گوجرانوالہ) کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ سننے کا موقع نصیب ہوا۔ آپ جب خصوصاً ربیع الاول شریف میں حضور سرورِ کائنات' تاجدارِ لولاک حضور پرنور' محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرماتے ہوئے' اِس عالم گیتی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا تذکرہ فرماتے' تو دورانِ تقریر آپ محبت بھرے انداز میں فرمایا کرتے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے بہاروں پر بہار آئی
خوشبو جنت کی زمین کو چومنے بار بار آئی

پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سامعین کو ساتھ ملا کر پڑھتے تو عجیب سماں بندھ جاتا' سارا ماحول

حقیقت کی وادی میں کھو جاتا' بڑا روحانی ایمان افروز ماحول ہوا کرتا۔

﴿اسی لیے اِس کتاب کا انتساب بھی آپ کے اِس جملے ہی کی طرف کیا ہے﴾

۱۹۹۶ء سے راقم نے اس موضوع پر کام کرنا شروع کیا' اس کا خاص عنوان یہ ہے کہ حضور رسولِ کریم ﷺ کی اِس کرۂ ارضی پر جلوہ افروزی سے پہلے اِس عالم دُنیا کی کیا حالت تھی؟ پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے تو کیسے زمانے بھر میں بہار آ گئی۔

راقم کافی عرصہ سے خاص میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور محفل میلاد کے متعلق منظوم کلام اکٹھا کرتا رہا وہ بھی شامل ہے۔ کچھ مضامین برکات میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے بھی شاملِ اشاعت ہیں۔

چونکہ کافی عرصہ سے اِس موضوع پر کام کرتا رہا' اِس لئے مکمل حوالہ جات نہ لگ سے' آگاہ کرنے پر آئندہ اشاعت میں اِس کا اہتمام کر دیا جائے گا۔

دورانِ جستجو درجنوں کے حساب سے کتابوں کو نظر سے گزارنے کے اُن سے استفادہ کر کے یہ دلبہار ایمان افروز گلدستہ تیار ہوا...... پیر و مرشد کی نظر کرم اور والدین کی دُعاؤں سے یہ کام مکمل ہوا...... اِس میں اگر کوئی کمی نظر آئے تو درگزر کرتے ہوئے اصلاح فرما دیں۔

اپنے انتہائی محسن مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری' بی ایس سی' بی ایڈ' ایم اے' اُردو' پنجابی' تاریخ (آف کامونکی) جنہوں نے بڑی عرق ریزی سے نظر ثانی فرمائی اور محمد علیم خاں آف مغل چک' حوالہ جات کے لئے کتابیں فراہم کرتے رہے' اپنے دفتر کے ساتھی حبیب اللہ بٹ صاحب نے تقریظ لکھ کر جو اپنے جذبات کا اِظہار راقم کے حق میں کیا ہے' وہ اُن کا حسن ظن ہے ورنہ ''من آنم کہ من دانم''...... دیگر جن دوستوں نے کتاب کی اشاعت میں معاونت کی اور قیمتی مشوروں سے نوازا ہے' اللہ تعالیٰ سب کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

شیخ غلام سرور اویسی کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے محبت بھرے انداز میں اس کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کو دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

جن علماء و مشائخ اور شعرائے کرام کے کلام سے استفادہ کیا ہے اور جو محبت سے اس کا مطالعہ کریں گے دُعا ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔

آخر میں' بارگاہِ ربوبیت میں دست بدعا ہوں کہ اے بار الٰہ! تو نے اپنے ایک ادنیٰ' حقیر بندے کو اپنے عظیم رسول ﷺ کی توصیف کی توفیق عطا فرمائی' اسے' بروزِ حشر' اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنا دے۔

امین، یارب العالمین، بجاہِ سید المرسلین ﷺ

طالبِ شفاعت مصطفیٰ ﷺ
ریاست علی مجدّدی
کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ
۸/صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/۹/نومبر ۲۰۱۶ء
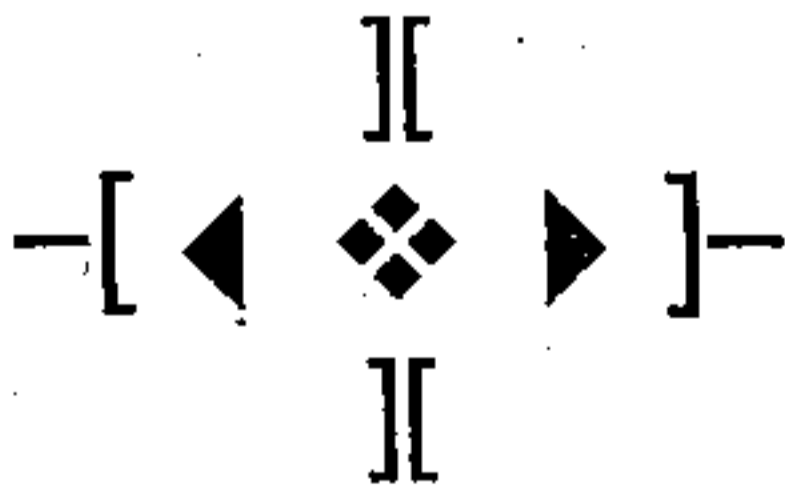
ضیائے میلادِ مصطفیٰ ﷺ

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی اِس عالم گیتی میں آمد سے ظلم وستم کی فضاؤں میں تہلکہ مچ گیا...... ضلالت و جہالت کی شبِ دیجور ختم ہوگئی...... صداقت وحقانیت کا اُجالا ہوگیا...... جہالت و باطل کی تاریکیاں دور ہوگئیں...... ہر طرف روشنی پھیل گئی ......ذرہ ذرہ جگمگانے لگا۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ گری ایک ایسا عظیم البرکت اِنقلاب ہے کہ...... جس نے نہ صرف عرب وعجم بلکہ پورے عالم اِنسانی کی کایا پلٹ کر رکھ دی...... اور اِنسانی زندگی کا ہر ایک گوشہ اس نورِ مبین ﷺ کی آمد سے جگمگانے لگا...... خزاں رسیدہ زندگی میں پر کیف بہار آئی...... اور ایمان واِیقان کے ایسے پھول کھلے جن کی خوشبو سے راہ گم کردہ بندے کو نہ صرف منزل ملی...... بلکہ اپنے رب کا وہ قرب نصیب ہوا جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

زمین کے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا

ایک زمانہ تھا جب دھرتی بے نور تھی...... ہر طرف گھٹاٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا...... ہر سو ظلمت کا دَوردَورہ تھا...... حیاتِ اِنسانی ظلمت وفساد اور جمود وتعطل کا شکار تھی...... اَمن وسکون غارت ہوچکا تھا...... شرافت ودیانت عنقا (مفقود نایاب) تھی...... انسانیت سسک رہی تھی...... جور وجفا اور ظلم وتعدی انسان کی بے بسی پر خندہ زن تھے...... کہیں

خودتراشیدہ بتوں کی پرستش کی جارہی تھی ......تو کہیں سورج وچاند اور ستاروں کی پوجا ہورہی تھی ......اور کہیں بتوں کی خوشنودی کے لیے اِنسانوں کا خون بہایا جارہا تھا۔ دُنیا میں شراب نوشی ...... غارت گری ......اور ہر قسم کی فحاشی و عریانی پر فخر کیا جاتا تھا۔ دُنیا میں تین طرح کے سیاسی و معاشی نظام قائم تھے ......مثلاً سرمایہ داری ...... جاگیرداری اور سرداری نظام ......تقریباً ہر خطے میں فرعونی' ہامانی اور قارونی ذہن کے لوگ برسرِ اِقتدار تھے ......انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ مدت سے منقطع تھا ......شب تیرہ نے صبح تاباں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور روشنی کی کوئی کرن نہ تھی ......ایسے میں رحمتِ خداوندی جوش میں آئی ......عرشِ اعظم پر یہ مُودہ سنایا گیا کہ زمین کا مقدر سنور نے کو ہے۔ پھر وہ سہانی گھڑی آئی ...... وہ لمحاتِ نوریں آئے ......وہ صبح جمالیں طلوع ہوئی ......دُنیا والوں کے مقدر کا ستارہ چمکا ......سرزمینِ مکہ سے وہ آفتابِ عالم طلوع ہوا جس کی شعاعوں نے مشرق و مغرب کے گوشے گوشے کو بقعہء نور بنادیا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

بہاروں پر بہار آگئی

''چاند چمک رہا ہے ......ستارے کھل رہے ہیں......نور کی پھوار پڑ رہی ہے ......اچانک غلغلہ بپا ہو ......ایک ندا دینے والا ندا دے رہا تھا......لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا......دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہوگیا......آج وہ آنے والا آ گیا۔ وادیٔ مکہ کے سناٹے میں یہ آواز گونج گئی ...... سب حیران ......یہ ماجرا کیا ہے...... کس کا انتظار تھا...... کون آرہا ہے؟ ہاں! سونے والو جاگ اُٹھو آنے والا آگیا......نور کی چادر پھیل گئی......میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں...... بصرائے شام کے محلات نظر آنے لگے......سارے عالم میں چاندنا ہوگیا...... ہاں! یہ کون آیا؟ سویرے

سویرے وہ کیا آئے...... رحمت کی برکھا آگئی...... نور کے بادل چھا گئے...... دُور دُور تک نور کی بارش ہو رہی ہے...... چاندنی بہہ رہی ہے...... حد نظر تک نور کی چادر تنی ہے...... عجب سماں ہے...... عجب منظر ہے...... ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا ...... تاریکیاں چھٹ گئیں...... روشنیاں بکھر گئیں...... جدھر دیکھو نور ہی نور...... جدھر دیکھو بہار ہی بہار...... تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے...... مسرتیں پھوٹ رہی ہیں...... یہ رنگینیاں...... یہ اُجلا سا سماں...... مہکی مہکی سی فضائیں...... یہ مست مست ہوائیں جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔

ہاں! بہار آئی...... بہار آئی...... زندگی میں بہار آئی...... دماغوں میں بہار آئی...... دلوں میں بہار آئی...... روحوں میں بہار آئی...... عقل و خرد میں بہار آئی...... برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں...... صدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں...... گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں...... موندی موندی سی آنکھیں روشن ہو گئیں...... بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں...... رِندھی رِندھی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں...... ڈُوبے ہوئے اُبھرنے لگے...... سہمے ہوئے چہکنے لگے...... روتے ہوئے ہنسنے لگے...... صدیوں کے دبے ہوئے پسے ہوئے سرفراز ہونے لگے...... خون کے پیاسے محبت کرنے لگے...... ہارنے والے جیتنے لگے...... ناتواں ایک قوت بن کر اُبھرے اور دُنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡم میں بنایا گیا ہے...... اشرف المخلوقات کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الٰہیہ سے سرفراز کیا گیا ہے...... زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے...... سب دیکھنے لگے...... سب تکنے لگے...... سب بلائیں لینے لگے...... سب فدا ہونے لگے...... سب آرزوئیں کرنے لگے...... سب تمنائیں کرنے لگے...... وہ کیا آئے کائنات کا ذرّہ ذرّہ دل کش و دل رُبا معلوم ہونے لگا۔

"دُنیا نزع کے عالم میں تھی...... ظلم کی اندھی اور بہری قوتوں کے سامنے انسانی

ضمیر کے سارے حصار منہدم ہو چکے تھے...... مظلوموں اور بے بسوں کے لیے اپنے مقدر کی تاریکیوں کے ہجوم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا...... زیردستوں میں فریاد کی سکت نہ تھی اور بالا دستی کو یومِ حساب کا خوف نہ تھا...... یہ دُنیا ایک رزم گاہ تھی اور انصاف کے متلاشیوں کی چیخیں...... گمراہی' جہالت اور استبداد کی آہنی دیواروں سے ٹکرانے کے بعد خاموش ہو چکی تھیں...... رُوم و ایران کے تاجداروں کی قبائیں اپنے محکوموں کے خون میں ڈُوبی ہوئی تھیں اور صحرائے عرب کے باشندوں کی قبائلی عصبیتیں اپنے فرزندوں سے تازہ آنسوؤں کی طلبگار تھیں۔

اے زمانے کے مظلوم اور محکوم انسانو! یہ تمہارا نجات دہندہ ہے...... قیصر و کسریٰ کے استبداد کی چکی میں پسنے والے غلامو تمہارے آلام و مصائب کا دَور ختم ہو چکا ہے ...... جہالت اور گمراہی کی تاریکی میں بھٹکنے والو! یہ تمہیں سلامتی کا راستہ دکھائے گا...... عدل و انصاف کے متلاشیو! اس کے ہاتھ ظلم کے پرچم سرنگوں کر دیں گے...... یتیموں...... بیواؤں اور زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانو! تمہارا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔

"محسنِ انسانیت کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جب کہ پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کہیں دورِ وحشت چل رہا تھا اور کہیں شرک اور بت پرستی کی لعنتوں نے مدنیت کا ستیاناس کر رکھا تھا...... مصر اور ہندوستان ...... بابل اور نینوا...... یونان اور چین میں تہذیب اپنی شمعیں گل کر چکی تھی ...... لے دے کے فارس اور رُوم تمدنی عظمت کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے...... رُومی اور ایرانی تمدنوں کی ظاہری چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی...... مگر ان شیش محلوں کے اندر بدترین مظالم کا دور دورہ تھا اور زندگی کے زخموں سے تعفن اُٹھ رہا تھا۔ بادشاہ خدا کے اوتار ہی نہیں خدا بنے ہوئے تھے۔ رُوم اور ایران کے دونوں خطوں میں اس تگڑم نے عام انسان کا گلا اچھی

طرح دبوچ رکھا تھا۔ یہ لوگ ان سے بھاری ٹیکس ...... رشوتیں ...... خراج اور نذرانے وصول کرتے تھے ...... اور ان سے جانوروں کی طرح بیگاریں لیتے تھے ...... لیکن ان کے مسائل سے اُن کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ان کی مصیبتوں میں اُن سے کوئی ہمدردی نہ تھی اور ان کی گُتھیوں کا کوئی حل اُن کے پاس نہ تھا۔ ان بالا دست طبقوں کی عیاشیوں اور نفس پرستیوں نے اخلاقی روح کو ہلاک کر دیا تھا۔ بادشاہوں کے اَدل بدل' نت نئے فاتحین کے ظہور اور خون ریز جنگوں کی وجہ سے حالات میں جو تموج پیدا ہوتا تھا اُس میں بھی کوئی راہِ نجات عام آدمی کے لیے نہ نکلتی تھی۔ عام آدمی کو ہر تبدیلی کی چکی اور زیادہ تیزی سے پیستی تھی۔ ہر قوت اسی کو آلہ کار بنا کر اور اسی کا خون صرف کر کے اور اسی کی محنتوں سے استفادہ کر کے اپنا جھنڈا بلند کرتی تھی اور پھر غلبہ واقتدار پانے کے بعد وہ پہلوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ظالم ثابت ہوتی تھی۔ خود رُوم وایران کے درمیان مسلسل آویزش کا چکر چلتا تھا اور مختلف علاقے کبھی ایک حکومت کے قبضے میں جاتے اور کبھی دوسری سلطنت اُن کو نگل لیتی لیکن ہر بار فاتح قوت عوام کے کسی طبقے کو خوب اچھی طرح پامال کرتی ...... مثلاً رومی حکومت آتی تو آتش کدے کلیساؤں میں جاتے اور ایرانی راج چھا جاتا تو پھر کلیسا آتش کدے بن جاتے ...... پھر دُنیا کے اکثر حصوں میں طوائف الموکی کا دور دورہ تھا ...... نت ٹکراؤ ہوتے ...... بار بار کشت وخون ہوتے ...... بغاوتیں اٹھتیں ...... مذہبی فرقے خون ریزیاں کرتے اور ان ہنگاموں کے درمیان اِنسان بہ حیثیت انسان بُری طرح پامال ہو رہا تھا ...... وہ انتہائی مشقتیں کر کے بھی زندگی کی ادنیٰ ضرورتیں پوری کرنے پر قادِر نہ تھا ...... اسے مظالم کے کولہو میں پیسا جاتا تھا ...... مگر تشدد کی خوف ناک فضا میں وہ صدائے احتجاج بلند نہیں کر سکتا تھا ...... وہ تلخ احساسات رکھتا ہوگا ...... مگر اُسے ضمیر کی آزادی کسی ادنیٰ درجے میں حاصل نہ تھی ...... اس کی مایوسیوں اور نامرادیوں کا آج ہم مشکل ہی سے تصور کر سکتے ہیں کہ وہ

ماحول کے ایک ایسے آہنی قفس میں بند تھا جس میں کوئی روزن نہ تھا...... کسی طرح نہیں کھلتا تھا...... اس کے سامنے کسی اُمید افزا اعتقاد اور کسی فلسفے یا نظریے کا جگنو تک نہیں چمکتا تھا...... اس کی روح چیختی تھی...... مگر پکار کا کوئی جواب کسی طرف سے نہ ملتا تھا...... کوئی مذہب اُس کی دستگیری کے لیے موجود نہ تھا...... کیونکہ انبیاء کی تعلیمات تحریف وتاویل کے غبار میں گم کی جا چکی تھیں اور باقی جو شے مذہب کے عنوان سے پائی جاتی تھی اُسے مذہبی طبقوں نے متاع کاروبار بنالیا تھا اور انہوں نے وقت کی ظالم طاقتوں کے ساتھ سودے گانٹھ لیے تھے! یونان کا فلسفہ سکتے میں تھا...... کنفیوشس اور مانی کی تعلیم دم بخود تھی...... ویدانت اور بدھ مت کے تصورات اور منوشاستر کے نکات سر بگریباں تھے...... جسٹینین کا ضابطہ...... ارسٹولن کا قانون بے بس تھا...... کسی طرح کوئی روشنی نہ تھی...... جب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان حالات کے ایک آہنی قفس میں بند ہو جاتا ہے اور اُسے کسی طرح سے نجات کا راستہ دکھائی نہیں دیتا تو تمدنی بحران پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خوف ناک ترین بحران کا ایک عالم گیر دور تھا جس کی اندھیاریوں میں محسن انسانیت نے وقت کے تمدنی بحران کی تاریکیوں کا سینہ چیر کر ہر طرف اُجالا پھیلا دیا۔

خود عرب کا قریب ترین ماحول جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اوّلین میدانِ کارزار بنا اُس کا تصور کیجئے تو دل دہل جاتا ہے...... وہاں عاد و ثمود کے ادوار میں سبا اور عدن اور یمن کی سلطنتوں کے سائے میں کبھی تہذیب کی روشنی نمودار بھی ہوئی تھی...... تو اب اُسے گل ہوئے مدتیں گزر چکی تھی...... بقیہ عرب پر دَورِ وحشت کی رات چھائی ہوئی تھی...... تمدن کی صبح ابھی تک جلوہ گر نہیں ہوئی تھی اور انسانیت نیند سے بیدار نہ ہو پائی تھی...... ہر طرف ایک انتشار تھا...... انسان اور انسان کے درمیان تصادم تھا...... جنگ وجدل اور لوٹ مار کا دَور دَورہ تھا...... شراب اور زِنا اور جوئے سے ترکیب پانے والی

جاہلی ثقافت زوروں پر تھی...... قریش نے مشرکانہ اور بت پرستانہ مذہبیت کے ساتھ کعبہ کی مجاوری کا کاروبار چلا رکھا تھا...... یہود نے کلامی اور فقہی موشگافیوں کی دُکانیں کھول رکھی تھیں...... باقی عرب فکر کے لحاظ سے ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا...... مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلا رکھے تھے...... غلام سازی کا منحوس ادارہ دھوم دھڑلے سے چل رہا تھا...... حاصل مدعا یہ کہ اِنسان خواہش پرستی کی ادنیٰ سطح پر گر کر درندوں اور چوپایوں کی شان سے جی رہا تھا...... جو زوروالا تھا اُس نے کمزوروں کو بھیڑ...... بکریوں کے گلوں کی طرح قابو میں کر رکھا تھا...... اور کمزور قوت والوں کے قدموں میں سجدہ پاش تھے۔

یہ تھے حالات جن میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین تبدیلی کا پیغام لے کر یکہ وتنہا اُٹھتے ہیں...... ایسے مایوس کن حالات میں کوئی دوسرا ہوتا تو شاید زندگی سے بھاگ کھڑا ہوتا...... دُنیا میں ایسے نیک اور حساس لوگ بکثرت پائے گئے ہیں جنہوں نے بدی سے نفرت کی...... مگر وہ بدی کا مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہو سکے اور اپنی جان کی سلامتی کے لیے تمدن سے کنارہ کش ہو کر غاروں...... کھوہنوں میں پناہ گزیں ہوئے...... جوگی اور راہب بن گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی نیا کی طوفانی موجوں' طلاطم انگیز گردابوں سے لڑ کر ساری اولادِ آدم کے لیے نجات کا راستہ کھولا...... تمدن کی کشتی کی پتوار سنبھالی اور پھر اُسے ساحل مراد کی طرح رواں کر دیا۔ روم اور ایران کی دو بڑی ٹھکرائی ہوئی تمدنی طاقتوں نے جو بحران پیدا کر دیا تھا اُسے توڑنے کے لیے آپ ایک تیسری طاقت بن کے اُٹھے اور آہستہ آہستہ یہ تیسری طاقت جب اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی تو اُس نے روم وایران دونوں کو چیلنج کیا اور دونوں کی مرعوب کن قیادتوں کے تخت اُلٹ دیے اور عوام الناس کو خوفناک تمدنی قفس سے نکال کر آزاد فضاؤں میں اُڑان کا موقع دیا۔ اولادِ آدم کے سامنے ایک راہِ نجات کھل گئی...... کاروانِ زندگی جو

راہزنوں کے درمیان گھرا کھڑا تھا وہ پھر فلاح وارتقا کی راہوں پر گامزن ہو گیا۔

یوں رسولِ پاک ﷺ خلقِ خدا کے لیے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے ...... دُنیا میں اگر آج ہم مسلمانوں کا وُجود ہے تو یہ اُسی ہستی کی جانفشانیوں کے مقدس وجود کا فیضان ہے۔ آج اگر زندگی کی صلاح وفلاح کے لیے ایک اُصولی ضابطہء اِنسانیت کے سامنے موجود ہے تو یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جد وجہد کا ثمرہ ہے۔ آج اگر زندگی کا ایک بہترین نمونہ ومعیار ہماری نگاہوں کے سامنے پرتو انداز ہے تو یہ نبی اکرم ﷺ کی ذات ہی سے لے سکتے ہیں ...... آج اگر ہمارے سینوں میں تحریک اسلامی کے احیاء کے ولولے کروٹ لے سکتے ہیں تو اسی محبوب شخصیت کی قربانیوں کی جذبہ انگیز یاد ہی سے لے سکتے ہیں ...... آج اگر ہم اسلامی انقلاب برپا کرنے کا انداز واُسلوب سیکھ سکتے ہیں تو اسی خدائی رہنما کی کشمکش میں رواداری سے سیکھ سکتے ہیں ......
آج اگر ابنائے آدم کو حقیقت کی شعور افزا کرنیں' اخلاق کی لازول قدریں اور زندگی کی فلاح کے اٹل اُصول ہاتھ آسکتے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ ہی سے ہاتھ آسکتے ہیں ...... محسن انسانیت جیسا داعی اور معلم اور مربی اور قائد اگر نہ مبعوث ہوا ہوتا تو کبھی وہ کارِ عظیم اس دورِ ظلمت وجہل میں سرانجام نہ پاسکتا ...... حضور پیغمبر انقلاب ﷺ ہی سارے انقلاب کی روح تھے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کے وقت نسلِ انسانی کی بعینہٖ وہی حالت تھی جو قرآنِ مجید نے چند لفظوں میں بیان کی ہے ...... اس سے واضح ہے کہ بادشاہوں کے بے لگام اقتدار اور اُمراء کے بے رحم اختیار نے انسان کے جسم اور رُوح' ذہن اور فکر کو بری طرح جکڑ رکھا تھا۔

انسانی سیاست ...... معیشت ...... معاشرت ...... مذہب ...... عدالت اور ہر شعبہء حیات میں مکمل جابرانہ نظام نافذ تھا ...... ضمیر مردہ ہو چکا تھا ...... نیکی نام باقی نہیں

تھی...... عقل اور فہم پر جہالت...... خوف...... ظلم و جبر اور وہم کے پردے پڑے ہوئے تھے...... زندگی کے ہر شعبے میں فطری آزادیاں مفقود تھیں...... ذہنی ارتقاء اور عقلی نشو ونما کا عمل جامد ہو گیا تھا...... وحشت و بربریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ حیاتِ انسانی پر مسلط ہو چکی تھی...... خوف و ہراس...... ناکامی اور نامرادی کے گھناؤنے سائے اِنسانی شعور کے طول اور عرض پر پھیل گئے تھے...... لیکن اس تاریکی میں قدرت کے چمکیلے ہاتھ درد و کرب میں ڈوبی ہوئی انسانیت کی مدد کی لیے اُبھرتے ہیں...... اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوتا ہے...... سب کو پیامِ رحمت ملتا ہے...... انقلاب کی موجیں بلند ہوتی ہیں اور خوف و غم...... ظلم واِستبداد...... شرک وکفر کو تنکوں کی طرح بہالے جاتی ہے...... اس سے پہلے ہر صبح...... سورج کی ہر کرن...... انسان کے لیے نت نئے ظلم کی خبر لاتی تھی...... اب اس کی ہر شعاع دامن انسانیت کو امن وسکون...... راحت ومسرت...... آزادی اور حریت کی متاعِ بے بہا سے بھر دیتی ہے...... غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں...... پیٹھ کا بوجھ گر جاتا ہے...... ذہنی بندشیں اور فکر کی بندھنیں ٹوٹ جاتی ہیں...... نسلی غرور اور شخصی برتری کا تصور مٹ جاتا ہے...... خوف اور غم کا ہر تصور تحلیل ہو جاتا ہے...... سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جلوۂ تاباں بن کر سینۂ فطرت سے ہویدا ہوئے...... آپ کی نگاہوں نے رازِ ہستی کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا اور انسان کو خالقِ جہاں کے احکام کا ہم صفیر کر کے معزز عالم کا سر نشیں بنا دیا...... آپ ہی کے فیض سے وہ غریب گلہ بان جو اِبتدائے آفرینش سے ریگزاروں میں گمنام پڑے تھے دہلی سے غرناطہ تک اپنا سکہ چلانے لگے' اور وہ مٹھی بھر شتربان جنہیں دُنیا حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی ایک قلیل عرصہ میں سارے عالم پر اپنا پرچم لہرانے لگے۔

گویا ذاتِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی ایک گھٹا تھی...... جو خشک آسمانوں پر پھیل گئی اور تپتی ہوئی انسانیت پر برس کر سبزہ وگل کی افزائش کا سبب بنی...... یا نور کی ایک کرن

تھی جو اندھیروں کو چیرتی ہوئی دُنیا کے پردے پر آپڑی اور ایک عالم کو منور کر گئی......
یا وہ روشنی کا ایک مینار تھی جو طوفان خیز سمندروں سے اُبھری اور تاریک فضاؤں میں بلند ہو کر اِنسانیت کے سفینے کو نشانِ راہ دکھانے لگی۔

چودہ صدیاں ختم ہو گئی ہیں......لیکن روشنی کا یہ مینار اپنی جگہ موجود ہے...... یہ سراجِ منیر پوری تابنا کی کے ساتھ اپنی جگہ قائم ہے۔

اس رات کو آسمان کے کناروں میں اور زمین کے میدانوں میں منادی کی گئی کہ وہ مخفی نور......جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہونا ہے......حضرت آمنہ بی بی کے رحم میں آج کی رات قرار پا رہا ہے......آمنہ کو مبارک ہو......اس رات کو دُنیا بھر کے بت اوندھے ہو گئے......ان دنوں قریش سخت قحط میں مبتلا تھے اور اشیائے خوردنی کی کمی تھی۔ چنانچہ زمین ہری ہو گئی......درخت پھلوں سے لد گئے اور ہر طرف سے امداد موصول ہونے لگی۔ چنانچہ یہ مسرت اور شادمانی کا سال قرار پایا۔ ابن اسحاق سے روایت ہے......جنابِ آمنہ فرمایا کرتیں کہ جب آپ میرے پیٹ میں تھے تو مجھے بارہا کہا گیا: کہ تمہارے پیٹ میں اس قوم کا سردار ہے۔

۱۲ ربیع الاوّل کا دن فخر آدم......آئین ساز مجلس عالم......حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کے حوالے سے اطراف واکنافِ کائنات میں تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت انسانی تاریخ میں علمی......فکری اور نظریاتی اِرتقاء کے حوالے سے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی آمد نے انسانی تاریخ، تہذیب اور تمدن کو نورِ عرفان اور اِیقان کے نئے دھاروں سے متعارف کروایا...... یہ دُنیا آپ کی آمد سے قبل ظلمت کدہ کائنات تھی......آپ کے تشریف لاتے ہی یہ ظلمت کدہ بقعہء نور بن گیا......بنتا بھی کیوں نہ کہ آپ کو خالق کائنات نے سراج منیر بنا کر بھیجا......اس سراجِ منیر کے طلوع ہوتے ہی کائنات کا ذرہ ذرہ آفتابِ بداماں بن گیا...... ہر نوعی

تاریکی کافور ہوئی اور ہمہ جہتی اُجالوں نے اِنسانی مزاج...... اقدار...... اطوار...... گفتار...... رفتار...... تخیل...... تدبر اور تفکر کو اُجالا دیا...... کہتے ہیں کہ حسن وہ ہے جس کا اعتراف سوکن بھی کرے۔

یہ آپ ہی کے وُجودِ مسعود کا تصدق ہے کہ کاروانِ ہستی رواں دواں ہے...... یہ آپ ہی کے ابرِ کرم کی حیات خیزی ہے کہ مرغزارِ زندگی میں جا بجا رنگ اور خوشبو کے خیمے آباد ہیں۔ رَوِش رَوِش نکہتوں کے فوارے پھوٹ رہے ہیں۔

اپنے...... پرائے...... اغیار اور بیگانے...... حلیف و حریف...... سب مانتے ہیں...... سب جانتے ہیں کہ خدائے لم یزل کے دست قدرت نے آپ ہی کی وجہ سے آبشاروں کو ترنم...... لالہ زاروں کو تبسم...... پہاڑوں کو جلا...... ستاروں کو جمال...... شفق کو لالی...... کھیتوں کو ہریالی...... قوسِ قزح کو رنگینی...... چٹانوں کو سنگینی...... کندن کو ڈلک...... موتی کو جھلک...... بادلوں کو للکار...... بوندوں کو جھنکار...... بجلیوں کو بے باکی...... شمشیروں کو براقی...... بلبلوں کو زمزمے...... زلزلوں کو ہلہلے...... دھوپ کو وقار...... چاندنی کو نکھار...... کلی کو مسکراہٹ...... کرن کو جگمگاہٹ...... شبنم کو نرماہٹ...... ریشم کو سرسراہٹ...... پھولوں کو رعنائی...... بگولوں کو برنائی...... حسن کو سادگی...... عشق کو تازگی...... چوٹیوں کو سنجیدگی...... وادیوں کو خندیدگی...... عطا کی...... گویا۔

یہ آپ کی انقلابی تعلیمات کا فیضان تھا کہ ذرے سورج بن گئے...... کنکر موتیوں کا روپ دھار گئے...... شعلے شبنم بن گئے...... خنجر مرہم بن گئے...... آپ کی نگاہ جہاں جہاں پڑی، صبحیں بیدار ہوگئیں...... سورج طلوع ہو گئے...... اُجالوں کی بستیاں آباد ہوگئیں...... آپ کے مبارک قدم جہاں پڑے ذرے ذرے سے زَمزم پھوٹ پڑے، صحراؤں میں گلستان مسکرا اُٹھے...... یہ آپ کی سیرت اور اُسوہ حسنہ کے معجزات اور

کمالات تھے جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صداقت...... عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عدالت ......عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو مروت اور حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو شجاعت کے اوصاف سے مالا مال کر کے قعرِ مذلت میں پڑی ہوئی انسانیت کی مشتِ خاک کو ہمدوشِ ثریا کر دیا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

زمانے کو نئی زندگی مل گئی

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بسنے والے تمام اِنسانوں کے لیے رحمت بن کر آئے ......اور اپنے ساتھ وہ اُصول لائے جن کی پیروی میں ہر قوم وملت ...... بلکہ تمام بنی نوعِ اِنسانی کے لیے یکساں فلاح اور سلامتی ہے۔

رحمت عالم...... نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اِس دُنیا میں قدم رکھا تھا اُس وقت سارا عرب اخلاقی پستی ...... بدنظمی ......اور بدامنی کی اِنتہا کو پہنچا ہوا تھا۔

قرآنِ پاک میں اُس وقت کی حالت پر اِن اَلفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے:

"تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے' جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچایا"

دُنیا کے کئی ممالک معاشرتی اور اخلاقی طور پر انتہائی پستی میں گر چکے تھے...... روم و فارس کی سلطنتیں اِنسانی تہذیب کے دو سب سے بڑے گہوارے تھے...... ان دونوں کو ایک طرف آپس کی پیہم لڑائی اور دوسری طرف خود اپنے گھر کے معاشرتی اِمتیازات...... معاشی ناہمواری اور مذہبی جھگڑوں نے تباہ و برباد کر رکھا تھا...... اِن حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عزم لے کر اُٹھے اور ۲۳/برس کے مختصر عرصہ میں نہ صرف عرب ...... بلکہ ساری دُنیا کو بدل کے رکھ دیا...... اور اُن کے ہر شعبہ ہائے زندگی کو ایک نئی زندگی عطا کر دی۔

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] —

اِنسانیت کوسکون مل گیا

اِنسانیت ایک بے حس لاشہ تھی...... جس میں کہیں روح کی تڑپ...... دِل کا سوز اور عشق کی حرارت باقی نہیں رہی تھی...... اِنسانیت ایک جنگل کا منظر پیش کر رہی تھی...... ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں...... جن میں خونخوار درندے اور زہریلے کیڑے پل رہے تھے...... جس میں جسم سے لپٹ جانے والی اور خون چوسنے والی (اِنسانی روپ میں) جونکیں تھیں...... گویا اُس جنگل میں ہر قسم کا خونخوار خوفناک جانور تو پایا جاتا تھا...... مگر آدم زادوں کی اِس بستی میں کوئی صحیح معنوں میں اِنسان نظر نہیں آتا تھا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے اِنسانیت کے اِس بے حس جسم میں خون گردش کرنے لگا...... نبض میں حرکت آ گئی اور جسم میں جنبش پیدا ہو گئی۔ جن پرندوں نے اِس کو مردہ سمجھ کر اِس کے بے حس جسم کی ساکن سطح پر بسیرا کر رکھا تھا...... اُن کے گھر ہلنے لگے...... اُن کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ظلم وستم کی چکی میں پسی ہوئی اِنسانیت کو سکون مل گیا...... اس حضرتِ انسان کو دوبارہ زندگی مل گئی۔

نور کے تڑکے نورٌ علی نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دستِ قدرت نے دامنِ کائنات پر وہ لعل بابہار رکھ دیا...... جس کے ایک سرسری جلوے سے دُنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہو گئے...... سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہو گئی...... دُنیا جو سرد جمود و کیفیت میں تھی اِک دم متحرک نظر آنے لگی...... پھولوں نے پہلو کھول دیے...... کلیوں نے آنکھیں وا کیں...... دریا بہنے لگے...... ہوائیں چلنے لگیں...... آتش کدوں کی آگ سرد ہو گئی...... صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی...... لات ومنات وجبل

کی عزت خاک میں مل گئی۔

شیاطین جلنے لگے...... غلام خوش ہونے لگے...... اُن کے ہاتھوں میں تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اُس نے بچالیا...... ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے...... دو کو بچا سکتا ہے...... کوئی قوی ہوگا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچالے گا...... یہاں کروڑوں...... اربوں...... پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک...... حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

انا اخذ بحجز کم عن النار هلم الی

میں تمہارا کمربند پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

کفر و شرک کی ظلمت ختم ہوگئی

وجدان نے چودہ سو سال کی اُلٹی زَقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا...... دُنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی...... کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تُلی کھڑی تھی...... عِصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں...... نیکی، نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی...... راہِ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں سے روشنی کی کرن پھوٹے اور اُسے سلامتی کی راہ مل جائے...... وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اُٹھا رہی تھی...... دیکھو وہ چند قدم چل کر رُک گئی...... سرِ راہ دو زانوں ہو کر عالمِ یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے...... گردن جھکائے...... مصروفِ دُعا ہوگئی...... اور نہایت عجز اور الحاح سے بولی......

اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی

پھروں...... اے آقا! اپنے کرم سے اُس نور کا ظہور کر...... جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے...... وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقتِ دید بخشے...... اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا...... یک بیک اس کے دِل میں خوشی کی لہر اُٹھی...... اور اس کے رُخسار نوشگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے...... کیونکہ اسے قبولیتِ دُعا کا القاء ہو رہا تھا...... پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اُٹھائیں...... کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں...... اُفقِ مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دِلکش پو پُھٹ رہی تھی...... آفتابِ ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

۱۲ ربیع الاوّل...... دوشنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمانوں پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دُعائے خلیل اور نوید مسیحا کا غازہ نمودار ہو گا...... جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی...... لوگ اپنے پروردِگار کو جاننے لگیں گے...... نسل اور خون کے اِمتیاز کی لعنت مٹ جائے گی...... غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے...... شبنم نے عالمِ ملکوت کی اِن باتوں کو سنا اور یہ پیامِ مسرت کرۂ اَرض کے کانوں تک پہنچا دیا۔

کائناتِ ارضی اور فضائے ملکوت میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی...... کیونکہ دُنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا...... ادیانِ باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا...... آمنہ کا جایا...... دُنیا میں کیا آیا...... دُنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے...... کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروفِ عمل ہو گئیں...... اِنسانیت کی تعمیر اُخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی...... متلاشیانِ حق کو ایسا عرفانِ اِلٰہی عطا ہوا کہ ماسویٰ اللہ کا خوف خود بخود دِل سے جاتا رہا۔

[صَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

اِنسانیت کو وقار مل گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دُنیا کو شرفِ اِنسانی کا حقیقی اَندازہ ہوا......ورنہ اس سے پہلے حضرت اِنسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت وسطوت کا احساس تھا......اگر وہ بے خبر تھا تو اپنی حرمت اور اپنے مقام سے......اسی بے خبری کے نتیجے میں وہ سورج ...... چاند اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں معبود بنائے ہوئے تھا...... پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر اُنہیں خدا کا درجہ دیے ہوئے تھا ......راجوں ......مہاراجوں ......نوابوں ......سرداروں ......شاہوں ......اور رہبانوں کی جلالت وحشمت سے مسحور ہو کر انہیں خدا کا اَوتار مانے ہوئے تھا......اِنسان اِتنا دبا ہوا تھا کہ ہر اُبھرتی چیز کے سامنے جھک جاتا تھا......اِتنا ڈرا ہوا تھا کہ ہر ڈراؤنی شے کی بندگی پر آمادہ ہو جاتا تھا......اِتنا سہما ہوا تھا کہ ہر ایک کا زور اس پر چلتا تھا......اتنا سمٹا ہوا تھا کہ اسے اپنی وُسعت کا اِدراک ہی نہ ہو سکا......اِتنا مبہوت تھا کہ جن بھوت اس کے سجدوں کے حقدار قرار پائے ......اِتنا گھٹا ہوا تھا کہ اس بیکراں کائنات میں سانس لیتے ڈرتا تھا اور اِتنا جکڑا ہوا تھا کہ ہر نئی زنجیر کو اپنے لیے تقدیر سمجھتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اسے بتایا کہ تیری حرمت کعبے سے اَفضل ہے...... تیری ذات رازِ الٰہی ہے...... تیری تخلیق صرف ''کُن'' سے نہیں...... خاص دستِ قدرت سے ہوئی ہے۔ تو امانت الٰہی کا حامل ہے...... تجھے اِرادہ واختیار کا وصف عطا کیا گیا ہے......اپنے ذرّہ ہستی میں صحرا ہے اور قطرۂ وجود میں قلزم ہے۔ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم اور خود آگہی کے اس درس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو اِنسان پہلے مٹی کے مادھو بت کے سامنے سمٹا ہوا ہوتا تھا......آج اس کی ہیبت سے پہاڑ سمٹ کر رائی بنے ہوئے ہیں......جو اِنسان مورتیوں......بھوت...... پریوں......اور واہموں کے خوف

سے نیم جان تھا...... اب صحرا اور دریا اس کی ٹھوکر سے دونیم ہوئے جا رہے ہیں...... جو انسان دیوی...... دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا...... آج وہ ''یزداں بکمند آور'' کا نعرۂ مستانہ لگاتا نظر آتا ہے...... سچی بات یہ ہے کہ کائنات کا اِعتبار ہو کہ انسانیت کا وقار...... یہ سب کچھ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
کسی شئے کا نام و نشاں ہی نہ ہوتا

صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ وسلم

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اور بعثت باکرامت سے پہلے...... یہی معمور ہستی جہانِ خراب کا منظر پیش کر رہا تھا...... یونان اپنی عظیم الشان تہذیب کے کھنڈر پر یکہ وتنہا کھڑا آنسو بہا رہا تھا اور اہل یونان اس کھنڈر تلے دبے ہوئے کراہ رہے تھے...... یونانی حکماء نے اپنے فلسفہ کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا...... اُس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا...... سقراط...... بقراط...... اَرسطو...... اور افلاطون...... جس طرف نگاہ اُٹھتی فلسفیوں کی قطار بندھی نظر آتی تھیں۔

یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں نے اَندھیرا اور گہرا کر دیا...... یہ دُنیا منور ہوئی تو غارِ حرا کے گوشے سے طلوع ہونے والے آفتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

رُومَۃُ الکبریٰ کے قیصر اور فارس کے کسریٰ بھی اِنسانیت کی پیٹھ پر بوجھ ہی بنے رہے...... اگر کسی نے آ کر اِنسان کو سبکدوش کیا تو آغوشِ آمنہ کے پروردہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا...... یہ فغفور و خاقان اِنسانیت کے لیے نادان ثابت ہوئے...... دُنیا کو امان ملی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ دامان میں نصیب ہوئی......شاہی قباوعبا...... اِنسانی آبادی کے لیے وبا نکلی...... وہ کالی کملی تھی جو گرفتارانِ بلا کے لیے نسخہ شفا بنی...... بادشاہوں کی وسیع سلطنتیں اپنے باشندوں کے لیے سخت اور تنگ شکنجے تھے...... جب کہ یتیم مکہ کی چھوٹی سی کوٹھڑی دُنیا بھر کے مظلوموں کے لیے اپنے اندر افلاک کی وسعتیں رکھتی تھی۔حبش سے آنے والے...... روم سے آنے والے...... فارس سے آنے والے آتے گئے اور سماتے گئے......ارقم کے چھوٹے سے گھر میں بحر و بر سمٹ گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کفر وضلالت اور شرک وجہالت کا راج تھا...... معاشرتی رسوم بگڑی ہوئیں تھیں...... عادتیں خراب اور اِنسانیت نزار تھی۔ ساری کائنات پر شیطان کی حکمرانی تھی...... حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات مسخ کر دی گئی تھیں...... معمارِ جہاں خلیل اللہ کا بنایا ہوا خانہء خدا......اب خدا کا گھر نہ رہا تھا...... اس کی بجائے بتوں کی آماجگاہ بن گیا تھا...... اِنسانیت ظلم کی چکی میں پس رہی تھی...... اِنسانوں کو غلام بنایا جا رہا تھا...... بچیوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا تھا...... بیویوں کو جوئے میں ہار دیا جاتا تھا...... سودی کاروبار نے معیشت کو اپنے خونیں پنجوں میں جکڑ رکھا تھا...... ایسے میں اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر ترس آیا...... خالقِ کائنات کو جلال آیا...... اللہ کریم نے کرم فرماتے ہوئے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔آپ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ہی رحمتوں کی برسات ہونے لگی...... ہر سو تسبیح وتہلیل ہونے لگی...... رہبانیت پر خوف طاری ہو گیا...... پوری دُنیا میں برائی کی قوتوں کو زوال آ گیا...... اور ہر سو کرم ذاتِ باری ہونے لگا۔

کرم کے بادل برس رہے ہیں = دِلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا = نگر نگر ہے گلی گلی ہے
یہ کیف و مستی فضا پہ چھائی = چمن پہ دیکھو نکھار آیا
ہیں پھول مہکے، کھلی ہیں کلیاں = جیسے موسمِ بہار آیا

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری...... ولادتِ باسعادت کی خبر جنات بھی دینے لگے...... اُن کی گواہی شجر و حجر سے نکلنے لگی...... بت منہ کے بل گرنے لگے...... آتش کدہ ایران کی کئی برس سے روشن آگ بجھ گئی...... دِلوں کے چراغ روشن ہونے لگے...... جہالت کی تاریکیاں چھٹنے لگیں...... نور کی برسات ہونے لگی۔ ولادتِ باسعادت کوئی معمولی...... تاریخی یا جغرافیائی تبدیلی کا پیش خیمہ نہیں تھی...... جس دِن ولادت باسعادت ہوئی قدسیوں نے آپ کی تشریف آوری کے ترانے گائے...... مجبور...... مقہور...... بے بس اِنسانوں نے کہا، ان کا چارہ گر آ گیا ہے...... غلاموں نے کہا، ان کا آقا و مولی آ گیا ہے...... یتیموں نے کہا، ان کا والی آ گیا ہے۔ کلمے نے کہا اللہ کے گھر کو بتوں سے پاک کرنے اور کعبے کو جبینوں سے سجانے والا آ گیا ہے...... چاہِ زم زم پکار اُٹھا، میرا صحیح وارث آ گیا ہے...... اس لیے مبشرِ کونین کی سیرت لکھنے والے کا مرتبہ بھی بلند کر دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (پ ۳۰، سورۃ والضحیٰ)

ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

اس لیے جو حضور مبشر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرے گا اللہ اُس کا بھی مرتبہ بلند کر دیتا ہے اور دُنیا میں اُسے فوز و فلاح ملتی ہے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو اُن کے جلوہ فرما ہوتے ہی زمین والوں پر اللہ کی رحمتوں کے دَر کھل گئے...... طیورِ خوش نوا زمزمہ سنج ہوئے کہ خزاں کی

چیرہ دستیوں سے تباہ گلشنِ انسانیت کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا آ گیا...... سر بہ گریباں غنچے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ انہیں جگانے والا اور جگا کر شگفتہ پھول بنانے والا آ گیا...... افسردہ کلیاں مسکرانے لگیں کہ ان کے دامن کو رنگ و نکہ سے فردوس بداماں کرنے والا آ گیا...... علم و آگہی کے سمندروں میں حکم کے جو آبدار موتی آغوشِ صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے ہوئے تھے اُن میں شوق نمو انگڑائیاں لینے لگا...... یوں سمجھو زمانے بھر پہ بہار آ گئی۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

اخلاقِ انسانی کا آئینہ چمکنے لگا

''چمنستانِ عالم میں ہر طرف بادِ سموم کے جھونکے مصروفِ تباہی تھے...... ریگزارِ عرب کے ذرے قتل و غارت گری کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے جھلس رہے تھے...... پوری کائناتِ انسانی پر جبر و جور کا اندھیرا مسلط تھا...... اِنسانی دُنیا میں درندگی و بہیمیت پھیلی ہوئی تھی...... کہیں فتنہ و فساد کی قہرناکیاں تھیں اور کہیں حرمان و نامرادی کی چیخیں سنائی دیتی تھیں...... اِنسان بھیڑیوں اور درندوں کی زندگی بسر کرتے اور وحوش و بہائم کی طرح رہتے تھے...... عصیاں و سرگشتگی کی آندھیوں نے ہر سمت بربادیاں پھیلا رکھی تھیں...... جن گردنوں کو آقائے حقیقی کے سامنے جھکنا چاہیے تھا...... وہ خود تراشیدہ بتوں کے سامنے خم ہو رہی تھیں...... ہر طرف فتنہ باریاں تھیں اور ہر سو قیامت خیزیاں ...... خیال بھی نہ ہوتا تھا...... تصور بھی نہ قائم ہوتا تھا کہ کبھی بزمِ عالم سجائی بھی گئی تھی ...... چرخِ نادرہ کار کی کسی گردش نے کبھی اِس کرۂ اَرض کو بھی نوازا تھا اور چمنستانِ دہر میں بھی کسی دِن...... رُوح پرور بہاریں کھلی تھیں کہ یکا یک غیرتِ حق نے کروٹ لی ...... رحمت الٰہی کے بحرِ بیکراں میں بندہ نوازیوں کی موجیں بلند ہونی شروع ہوئیں......

بندوں کی ضلالت ونامرادی کی طرف معبود کا گوشۂ چشم وکرم مبذول ہوا...... چمنستانِ سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں اور پرتو قدس سے اخلاقِ انسانی کا آئینہ چمک اُٹھا یعنی وہ تاریخ آ گئی جس کے انتظار میں آفتابِ عالم تاب نے مدت ہائے دراز تک لیل و نہار کی کروٹیں بدلی تھیں...... وہ صبح جاں نواز طلوع ہوئی جس کے شوقِ انتظار میں سیار گانِ فلک چشم براہ تھے...... شہنشاہِ کونین تاجدارِ عرفاں...... فرمانروائے کائنات...... شاہ عرب...... سلطانِ عجم...... نورِ مجسم صُلب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ...... اور پہلوئے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے...... ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ تھی کہ ولادتِ نبوی کا نور ایک پردۂ ضیا بن کر تمام عالمِ اَمکاں پر پھیل گیا۔

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

ضلالت وجہالت کی شب ختم ہوگئی

عصیاں وتمرد اور کفرو باطل کی تاریکیوں میں بھٹکے ہوئے گمراہانِ عرب نے خدا تعالیٰ کے عہد کو پس پشت ڈال کر خانۂ خدا کو بھی بت خانہ بنالیا تھا...... واحسرتا! کہ ان پیشانیوں نے جو خانہ کعبہ میں جا کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے بنی تھیں...... بے جان...... بے رُوح...... بے حس اور بے اختیار بتوں کے سامنے جھک کر اَشرفُ المخلوقات اِنسان کو اَرذَلُ الکائنات اِنسان بنادیا تھا۔ آہ! حضرت اِبراہیم خلیل اللہ اور حضرت اِسمٰعیل ذبیح اللہ کی رُوحیں عالمِ قدس میں تڑپ اُٹھتی ہوں گی...... جب وہ اس بیت اللہ کو جسے پاک وصاف رکھنے کا خدا نے اُن سے عہد لیا تھا...... بیت الاصنام بنا ہوا دیکھتی ہوں گی اور ان کی نگاہوں کو اس میں تین سو ساٹھ بت نصب نظر آتے ہوں گے۔

عالمگیر گمراہیوں اور ہولناک تاریکیوں کی اس شب تیرہ' تار میں کہیں تہذیب و

تمدن کی روشنی نظر نہ آتی تھی...... جب شرافت کا نام ونشان مٹ چکا تھا...... جب فطرت کا حسنِ حقیقی اور رُوحانیت کا جمالِ صداقت ...... کفروباطل کی تاریکیوں میں چُھپ گیا تھا...... جب کفرو معصیت اور ظلم وستم کی خونخوار دیوی نے تمام دُنیا پر اپنی ناگن کی طرح لہرائی ہوئی ڈَسنے والی سیاہ زُلفوں کا جال پھیلا رکھا تھا اور اِنسانوں کے دِل خدا کی قدر ومنزلت کو بھول کر اسی زُہد شکن دیوی کے اسیر گیسو ہو کر اپنے گلے میں عصیاں کاری اور بت پرستی کی لعنت کی زنجیر پہن چکے تھے۔ اِک بار اِنسانیت مر کر پھر زندہ ہوئی...... آج سے تیرہ صدیاں پیشتر اسی گمراہ ملک کے شہر مکہ مکرمہ کی گلیوں سے ایک انقلاب آفرین صدا اُٹھی...... جس نے ظلم وستم کی فضاؤں میں تہلکۂ عظیم مچا دیا ......یہیں سے ہدایت کا وہ چشمہ پھوٹا جس نے اقلیم قلوب کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں سرسبز وشاداب کر دیں...... اسی ریگستانی چمنستان میں رُوحانیت کا وہ پھول کھلا جس کی روح پرور مہک نے دہریت کی دماغ سوز بو سے گھرے ہوئے انسانوں کے مشامِ جان کو معطر ومعنبر کر دیا۔

اسی بے برگ وگیاہ صحرا کے تیرہ وتار اُفق سے ضلالت وجہالت کی شب دیجور میں صداقت وحقانیت کا وہ ماہتابِ دَرَخشاں طلوع ہوا جس نے جہالت وباطل کی تاریکیوں کو دُور کر کے ذرہ ذرہ کو اپنی اِیمان پاش روشنی سے جگمگا کر رشکِ تجلی از صد طور بنا دیا...... گویا ایک دفعہ پھر خزاں کی جگہ سعادت کی بہار آ گئی...... اک بار پھر اَہرمَن کی فرماں روائی کی جگہ دُنیا پر یزدان کی حکومت ہو گئی...... حق نے غلبہ پایا...... اور باطل مغلوب ہوا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

اِنسان کو انسانیت کا شرف مل گیا

سلام ہو سیدہ آمنہ کے لال پر جس نے ہمیں اپنی رحمۃ للعالمینی میں پناہ دی...... ہمارے بازوؤں کو کشور کشائی کی طاقت بخشی ...... ہمارے دِلوں کو اپنی خندہ جبینی سے آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگایا...... ہمیں اِیمان کی لافانی دولت سے مالا مال کیا...... ان پر قرآن کریم ایسی لازوال کتاب نازل ہوئی...... جو مسکرایا تو چمنستانِ کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا...... جو اُٹھا تو پہاڑوں نے سربلندی پائی ......جس کے خرام ناز سے صبا نے ٹہلنا سیکھا......جس نے کائنات کو نورانی کیا...... جو نور میں سب سے پہلے اور ظہور میں سب سے آخر ہے......جس کی توانائیوں نے ہمیں کائنات کی تسخیر پر قادر کیا......جس نے عرب کے بدوؤں اور حجاز کے ساربانوں کو شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنا سکھایا ...... جس نے عرب وعجم کی تمیز مٹا ڈالی ......جس نے اِنسانوں پر اِنسانوں کی فوقیت کو ختم کیا اور تقویٰ...... دیانت ......فراست کو اِنسانی شرف ومجد کی دلیل ٹھہرایا۔

— ◀ [صلّی اللّٰہ علٰی حبیبہٖ محمّدٍ وّاٰلہٖ وسلّم] ▶ —

انسانیت کو وقار مل گیا

ان ہادیانِ سرمنزل معرفت کی بعثت کا سلسلہ اِبتدائے آفرینش کے ساتھ جاری ہوا...... خاکدانِ گیتی کا ہر گوشہ اور ہر چپہ ان شموس ہدایت کے نور سے سیر ہوا...... تا آنکہ ۵۷۱ء میں جب ابنائے آدم تذلل وسفل کی اِنتہائی گہرائیوں میں گر چکے تھے ...... جب خدا کے بندوں کی گردنیں اصنام واوثان کے سامنے سجدہ ریزی کرنے کے لیے وقف ہو گئی تھیں...... جب حریت نفس اور آزادی ضمیر کا خاتمہ ہو چکا تھا...... جب اللہ کے بندے فسق وفجور میں مبتلا ہو کر خدا کے اَحکام سے غافل ہو گئے تھے...... جب

اِنسانیت کبریٰ پر بہیمیت و نفسانیت پورے طور پر غالب آ گئی تھی اور جب اس خط عبرا پر جہالت و ضلالت کی تاریکی پورے طور سے مسلط ہو چکی تھی...... دُنیا کا وہ سب سے بڑا ہادی اور سب سے برگزیدہ اِنسان مبعوث ہوا...... جس کی جبین تابناک سے نورِ حقیقت کی شعاعیں نکل رہی تھیں...... جس کے جاہ و جلال کو دیکھ کر قیصر و کسریٰ کے تخت لرز گئے ...... جس کے فیضان کی اشعہ لامعہ نے ظلمت آبادِ ارضی کو بقعہ نور بنا دیا...... جس کے سر منزلِ شہود پر قدم رکھتے ہی استعمار کی زنجیریں کٹ گئیں...... تمیز رنگ و نسل مٹ گئی ...... اِنسانیت کا کھویا ہوا وقار قائم ہوا...... مخلوقِ خدا کی خداوندی کا خاتمہ ہو گیا...... اور جس نے چار سوئے گیتی میں یہ اعلان کر دیا کہ شاہی و خسروی وجہ اِفتخار و اِمتیاز نہیں ...... بلکہ خدا کے نزدیک اُسی کا رتبہ سب سے بلند ہے...... جو تقویٰ میں سب سے بڑا ہو...... چاہے وہ اُفریقہ کے کسی تپتے ہوئے صحرا کا حبشی ہو یا یورپ کے کسی برفانی خطہ کا سفید اِنسان۔

[صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

صحرائے حجاز جگمگانے لگا

آیئے ذرا تاریخ کے آئینے میں جھانکئے اور آج سے چودہ سو سال پیشتر کے حالات کا جائزہ لیجئے...... جب کہ شجرِ زندگی کی ہر شاخ خشک ہو چکی تھی...... تہذیب و تمدن کے پھول وحشت سے خشک ہو چکے تھے...... زمین پر اِنسانیت کی سربلندی و شادابی کا کہیں نشان تک باقی نہ تھا...... کشتِ مذاہب و اخلاق کے حدود تو باقی تھے...... لیکن فصلیں بالکل اُجڑ چکی تھیں...... دُنیا کسمپرسی اور زبوں حالی کا شکار تھی...... جہالت اپنے شباب پر تھی...... تاخت و تاراج کا یہ عالم کہ اِنسانیت اب تک ماتم کناں ہے ...... قتل و ہلاکت اِس قدر کہ کلیجہ منہ کو آ رہا ہے...... وحشت و بربریت اور ظلم کی یہ کیفیت

...... دریاؤں کے دِل ہوں تو دہل جائیں ...... پہاڑوں کے سینے ہوں تو شق ہو جائیں ...... شرافت و شائستگی سر پیٹے، سرِ بازار رقص کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی ...... اِنسانی وقار ...... آزادیٔ ضمیر ...... عزتِ نفس ...... شرم وحیا اور تمام اخلاقی اِقدار نیست و نابود ہو رہی تھیں ...... ہر سُو کثافتیں اور کدورتیں سر اُٹھائے ہوئے تھیں ...... ظلم و ناانصافی ...... مخاصمت و معاندت ...... مسابقت و مخالفت ...... پریشانی و سراسیمگی ...... اور خوف و ہراس کی گھٹائیں فضائے اِنسانی کو ہر سو محیط کیے ہوئے تھیں ...... قرطاسِ گیتی پر تنازعات و مناقشات اور دنگا فساد کے خوفناک اور گھمبیر سائے بکھرے پڑے تھے ...... فتنہ و شر کی قوتیں ہر سو اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ دندناتی پھر رہی تھیں ...... بدکاری و بے حیائی ...... فحاشی و زنا کاری کا بازار گرم تھا ...... ذاتی اغراض و مقاصد کے افکارِ فاسدہ اور اصنامِ باطلہ کی حکمرانی تھی ...... نفسیاتی خواہشات اور سفلی جذبات کی جلوہ نمائی تھی .... کہتے ہیں کہ خدا کے حضور دیر ہے ...... اندھیر نہیں۔ بالآخر جبر و استبداد اور مصائب و شدائد کی چکی میں پستی ...... سسکتی اور بلکتی اِنسانیت کی سنی گئی۔ ربِّ ذُوالمنن ...... اللہ ربّ العالمین ...... رحمٰن و رحیم کا سحاب کرم زندہ اُمیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی ہزاروں جنتیں اپنی آغوش میں لیے ...... ربیع الاوّل کے مقدس مہینے ...... فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا اور بلد امین کی مبارک وادیوں میں کھل کر برسا۔ اِنسانیت کی مرجھائی کھیتیاں لہلہا اُٹھیں ...... اخلاق و تمدن کے پژمردہ پھولوں پر پھر سے بہار آ گئی ...... عمرانیت وحدانیت کے سبزۂ پامال میں نزہت و لطافت پیدا ہو گئی ...... اعمالِ صالحہ کے خشک چشمے حیاتِ تازہ کی جوئے رواں میں تبدیل ہوئے ...... طغیانی و سرکشی کی بادِ سموم عدل و اِحسان کی جاں بخش نسیمِ سحری میں بدل گئی ...... فضائے عالم مسرتوں کے نغموں سے گونج اُٹھی ...... اِنسان کو نئی زندگی اور زندگی کو نئے ولولے عطا ہوئے ...... آسمان نے جھک کر بصد عجز و نیاز زمین کو مبارک باد دی کہ تیرے

بخت نے یاوری کی اور تیرے خوش نصیب ذرّوں کو اُس ذاتِ اَقدس و اعظم ...... نور مجسم کی پابوسی کی سعادت نصیب ہوگئی ...... جو عالمِ موجودات کے سلسلہء اِرتقاء کی آخری کڑی ہے...... جس سے شرفِ اِنسانیت کی تکمیل ہوگئی ...... جو بفضلہٖ تعالیٰ علم و بصیرت کے اُس اُفقِ اعلیٰ پر جلوہ فرما ہے...... جہاں عقل و عشق ...... ناسوت و لاہوت قوسین کی طرح آپس میں ملتے ہیں۔ جو دانشِ روحانی اور حکمتِ برہانی کے اس مقام بلند پر فائز ہے جہاں غیب و شہود کی وادیاں دامن نگاہ سمٹ جاتی ہیں...... وہ آنے والا آ گیا...... جس کی آمد...... ملوکیت و قیصریت کے لیے پیغامِ فنا تھی ...... مجوسی اِیران کے آتش کدوں کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی کہ اب اِنسانی تصورات کی دُنیا نار کی جگہ نور سے معمور ہوگئی ...... دُنیا سے باطل کی تاریکیاں دُور ہوگئیں کہ آج وہ آفتابِ عالمتاب طلوع ہوا جس کے بھیجنے والے نے اُسے جگمگاتا چراغ کہہ کر پکارا...... جس کے نور سے صحرائے حجاز کے ذرّے جگمگا اُٹھے ...... بلدامین کی گلیوں کا نصیبہ جاگا...... کہ آج اُس آنے والے کی آمد آمد تھی ...... جو اس شانِ زیبائی و رعنائی سے آیا کہ زمین و آسمان میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے ...... مجبور و مقہور اور گم گشتہ راہ اِنسانیت پر خدائے بزرگ و برتر کو رحم آیا...... اِنسانیت کو چارہ گر مل گیا...... اس کے دُکھوں کا مداوا کرنے والا مل گیا ...... اس کے زخموں اور گھاؤں پر پھاہا رکھنے والا میسر آ گیا...... اس کے دُکھ درد بانٹنے والا مل گیا...... اس کی تکلیف کا ازالہ کرنے والا مل گیا...... اُسے مسیحائے نفس مل گیا...... جس نے اُسے نئی زندگی بخشی ...... اس کی چیخوں اور سسکیوں کا معالج مل گیا...... غریبوں کا مولیٰ اور بے کسوں کا ملجا و ماویٰ مل گیا...... آپ کی تعلیم و تربیت نے اِنسانیت کی قدریں بدل دیں ...... معاشی و معاشرتی ...... اخلاقی و سیاسی ...... دینی اور ملی روایات کو پست معیار سے اُٹھا کر ایک بلند معیار بخشا...... آپ کی نظر کیمیا اثر نے درندوں کو غمخواروں بنایا...... گڈریوں کو سلطان عالم بنایا...... وحوش و بہائم کو اِنسان

بنایا۔

— ◀ [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] ▶ —

مشرق و مغرب جگمگانے لگے

عرب قوم شاعری کے آرٹ میں یقیناً طاق اور تجارت کے کاروبار میں بھی بہت ممتاز...... چند اور اِخلاقی جوہر بھی ان کے اندر خوب چمکے ہوئے تھے...... بہادُری اور سپہ گری...... فیاضی...... مہمان نوازی میں ان کا سکہ قرب و جوار ہی میں نہیں...... بلکہ دُور دُور تک بیٹھا ہوا تھا...... لیکن اس سے آگے چلئے تو یہ لوگ بالکل کورے...... آج اسے لوٹ لیا...... کل اُسے ختم کر دیا...... بے حیائی فیشن میں داخل اور بے ستری جزو عبادت...... شراب کی محفل جمی تو شام کی صبح ہوگئی...... جوئے کی بازی لگی تو جسم کے کپڑے تک اُتر گئے...... اور خون کے انتقام در انتقام کا سلسلہ جو چلا تو کہنا چاہئے کہ صدی کی چھٹی ہوگئی‘ عمریں ختم ہوگئیں...... پشتیں گزر گئیں اور جھگڑا چکائے نہیں چکتا...... تو یہ تھا چھٹی صدی عیسوی کی آخری تہائی کا ملک عرب...... جس کے مشہور ترین اور مقدس ترین شہر مکہ میں ۵۷۱ء میں ایک روز صبح صادق کے وقت قوم کے شریف ترین گھرانے میں ایک جیتا جاگتا چاند عالم ظہور میں آیا...... جس کی نورانیت سے...... کہنے والے کہتے ہیں کہ...... اُن کے گھر کے در و دیوار جگمگ جگمگ کرنے لگے...... زچہ خانہ کے مادی حدود کی بساط ہی کیا...... یہ نورانیت تو اس غضب کی تھی کہ مشرق و مغرب کے سرے اس سے جگمگا اُٹھے۔

— ◀ [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] ▶ —

زمانہ عدل و انصاف سے بھر گیا

تعلیم یہ لائے کہ اپنی عقلوں اور ذہنوں کو مادیات کے جنجال میں نہ پھنساؤ......

اَسبابِ ظاہری وفریبی کے دھوکے میں نہ آوَ......ان سے کام تو یقیناً لو اور پوری طرح لو لیکن اصلی سہارا اور حقیقی بھروسہ ایک ان دیکھی ذات ہی کا رکھو......وہی سب کا پیدا کرنے والا......وہی سب کو پالنے والا......وہی سب کو زندہ رکھنے والا......اور وہی سب کو آخر میں مارنے والا......اُٹھانے والا ہے......اُس کا کوئی شریک نہیں......نہ ذات......میں نہ صفات میں......زندگی کے چھوٹے بڑے ایک ایک جزو......اور بہت ہی محدود جزو سمجھو......تنگ نظری سے کام لے کر اسی کو کل سمجھ لینے کے دھوکے میں نہ پڑو......اس ''آج'' کا عنقریب ''کل'' ہونے والا ہے......ہر دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی الگ ہو کر رہے گا......ساری تیاری اُس یوم کے لیے رکھو۔

قانون یہ بنا کہ کوئی کسی حال میں......کسی پر ظلم نہ کرے......بڑائی اور چھوٹائی اس عالمِ آب وگل کا بنیادی قانون ہے......کوئی اَمیر رہے گا......کوئی غریب......لیکن بڑے کو چھوٹے کے دبانے کا اور امیر کو غریب کے پیسنے کا......حاکم کو محکوم کے ستانے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ میاں اور بیوی......بادشاہ اور رعایا......زَردار اور نادار......اَدائے حقوق کے لحاظ سے اللہ کی عدالت میں سب بالکل برابر ہیں......دھیان اپنے فرائض کا رکھو......اپنی ذمہ داریوں کو ایک دوسرے کے حق میں ادا کرو......مطالباتِ حقوق کا نام لے کر غل غپاڑہ نہ کرو......دُنیا کو ہنگامہ وفساد کے تہلکہ میں نہ ڈالو......تلوار ہاتھ میں اُٹھاوَ بھی تو دُنیا میں امن قائم کرنے کو......اللہ کی حکومت کا سکہ اَز سرِ نو چلانے کو ......سود کا......رشوت کا......خیانت کا ایک ایک پیسہ حرام سمجھو......بے حیائیوں کے قریب نہ جاوَ......ننگے ناچ کی قدردانی نہ کرو......نشہ کی چیزوں کو ہاتھ بھی نہ لگاوَ...... ترکہ سب وارثوں کو اُن کے حصہ رسدی کے مطابق تقسیم کرو......یہ نہ ہو کہ سب کچھ بڑا لڑکا پا گیا اور دوسرے لڑکے......لڑکیاں منہ دیکھتی ہی رہ گئیں......جوئے کی کمائی چوری کے مال کی طرح گندی سمجھتے رہو......بیگانی عورت کی طرف نظر بھی نہ اُٹھاوَ......

ہاں جائز شادیاں اگر ضرورت یا مصلحت سمجھو تو اَدائے حقوق کے ساتھ ایک سے زائد بھی کر سکتے ہو۔

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

زندگی کا اُجڑا ہوا چمن گلزار بن گیا

حیاتِ انسانی کی رعنائیاں خزاں کی دستبرد سے پامال ہو چکی تھیں...... بہارِ زندگی صرصر شیطان کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اُتر چکی تھی...... جبر واستبداد کی راجدھانی میں ناموسِ الٰہی کی دھجیاں فضا میں اُڑ چکی تھیں...... اغوائے اخلاقِ انسانی ایک کھیل تھا...... جو کھیلا جا رہا تھا...... فراعنہ مصر اور نمارِدۂ عراق کی ذریت طبل لمن الملك اليوم دھوم دھڑلے سے بجا رہی تھی اور انسانیت ان کے مظالم کی چکیوں میں پس کر غبارِ راہ کی صورت میں تحلیل ہو چکی تھی...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید حق کے گُرز سے تمام اصنامِ باطلہ کا سر کچل کر رکھ دیا...... باطل مردہ اور زندہ آلہوں کے تختِ اقتدار کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے پامال کر کے اَبدی جہنم کے گڑھوں میں پھینک دیا...... شیطان کی راجدھانی کے فلک بوس محل صاعقہ شوکت شاہانہ سے زمین بوس کر کے سامانِ عبرت بنا دیئے گئے اور ان کی جگہ ربُّ الاعلیٰ کا تختِ اقتدار بچھا کر فرامین الٰہی کی خوشگوار ہوائیں چلا کر زندگی کے اُجڑے ہوئے چمن زاروں کو خلد بریں کے گلزاروں میں تبدیل کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصنام باطلہ کی سرکوبی اور توحید حق کی پرچم کشائی کے بعد تطہیر افکار اور تعمیرِ کردار کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جسے دیکھ کر تاریخ عالم...... حیرت کدۂ عالم میں تصویرِ حیرت بن کر گم سم کھڑی ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے لامتناہی سلسلوں کو ایک وحدت کی زنجیر میں پرو کر ایک کل بنا دیا کہ سورج...... چاند کی آنکھیں

بھی اس کے جمالِ جہاں آرا کے آگے خیرہ ہو کر رہ گئیں ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسلی تفاخر ...... لسانی تبحر ...... خونی اِمتیاز اور دیگر اِفتخارات کا خاتمہ کر کے اور کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ کا عالمگیر درس دے کر محمود و ایاز کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کر دیا ...... آیاتِ قرآنی کے فرامین سنا سنا کر ...... تقویٰ کو معراجِ اِنسانیت بنا کر ...... زندگی کی شاہراہوں سے مصنوعی پتھر ہٹا کر ...... راہِ خدا سے ناہمواریاں مٹا کر ...... اور غلاموں اور لونڈیوں کو ہمدوشِ اَکابرین بنا کر تیز تر کر کے گامزن منزل ماذو رنیست کا حُدی خوان بنا دیا۔

معاشرتی زندگی کو بے حیائی ...... عریانی ...... فحاشی ...... اور اختلاطِ مرد و زن کی نجاستوں سے اس طرح پاک کیا کہ حورانِ بہشتی بھی ان کا جمال دیکھ کر ششدر رہ گئیں ...... حیا داری کی چادریں زیبِ تن کرانے کے ساتھ ساتھ محبت ...... ہمدردی ...... وفا شعاری اور غمگساری کے زیور سے معاشرے کو اس طرح آراستہ کیا کہ ملائکہ مقربین بھی تمنا کرنے لگے کہ کاش! ہم بھی اس دُنیا کے مکین ہوتے اور افلاک کی بلندیوں کے بجائے زمین کی پہنائیوں کے مقیم ہوتے تو کیا ہی اچھا ہوتا!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و جبر کی زنجیریں توڑ کر ...... وحشت و بربریت کا سر پھوڑ کر ...... نوعِ اِنسانی کا رشتہ رحمتِ حق سے جوڑ کر ...... دُنیائے ہست و بود کو بہشت لایزال کی صورت میں جلوہ طراز کر دیا ...... آزادی و حریت اور تنقید و احتساب کا دروازہ اِس طرح کھولا کہ خلیفۂ وقت کا محاسبہ بھی ایک بدو برسرِ عام کرنے لگا اور حجرۂ مستورات سے ایک عورت برسرِ عام حضرت عمر ابن خطاب کے فرمان کو چیلنج کرنے لگی۔

الغرض سادگی کو شعارِ زندگی بنا کر ...... غربا و یتیمی کی دستگیری فرما کر ...... غلاموں کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا کر ...... اُسوۂ حسنہ کے آئینے میں رُخِ پرنور دکھا کر ...... دُنیا والوں کو اس طرح والا و شیدا بنایا کہ آج تک تاریخِ عالم اُس دَورِ سعید کی یاد میں رطب اللسان ہے۔

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم]

رُشد و ہدایت کا اُجڑا ہوا باغ گل و گلزار بن گیا

فرشتوں کی پیش گوئی قریب تھا کہ پوری ہو جائے ...... اور کائناتِ اِنسانیت کی جبینِ نورانی پر فساد فی الارض کا داغ لگ جائے ...... باغِ رُشد و ہدایت کو سرکشی اور ہلاکت کی خزاں نے اِس طرح لوٹ لیا تھا کہ اس کی کامل تباہی کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا ......شیطان اپنا تخت دُنیا کے چاروں کونوں پر بچھا کے اِس طمطراق کے ساتھ بیٹھا تھا کہ خیال ہوتا تھا کہ قیامت تک اِس کو جنبش نہ ہوگی ...... الغرض ایسے حال میں ظھر الفساد فی البر والبحر کی حقیقت تمام رُوئے زمین پر طاری تھی ...... رحمتِ الٰہی جوش میں آئی انی اعلم مالا تعلمون کے ارشادِ ربانی نے غیرت کی کروٹ بدلی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت عہدِ رسالت کا طاہر و مطہر چشمہ پوری قوت کے ساتھ مکہ معظمہ سے پھوٹا ...... جبینِ اِنسانی سے داغِ معصیت دُھل گیا ...... رُشد و ہدایت کا اُجڑا ہوا باغ سیراب ہو کر لہلہا اُٹھا ...... شیطان کا تخت خس و خاشاک کی طرح بہہ کر ہلاک ہو گیا اور امن و امان کی لَمْ یَزَل حکومت دُنیا میں قائم ہو گئی ...... یعنی ماہ ربیع الاوّل میں عین موسم بہار میں دوشنبہ کے روز جگر گوشۂ سیدہ آمنہ ...... شامِ حرم ...... حکمرانِ عرب ...... فرماں روائے شہنشاہِ کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ قُدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرمائے عزت و اِجلال ہوئے۔

— ◀ [صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم] ▶ —

تاریک راہگزریں بقعۂ نور بن گئیں

یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں تو بہار کی دِلفریب ہوائیں بھی بہت دُور پیچھے نہیں ہوتیں ...... ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہلہاتی ہوئی کونپلیں پھوٹتی ہیں ...... قدرت پھر ایک دفعہ

دلفریب دُلہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں ٹھوکریں کھا رہا تھا...... اللہ تعالیٰ کے فضل نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا...... جس کی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہگزروں کو بھی بقعہءِ نور بنا دیا...... یعنی ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو مکہ میں آفتاب رِسالت کا طلوع ہوا۔

[صلّی اللّٰہ علٰی حبیبہٖ محمّدٍ وّ آلہٖ وسلّم]

پژمردہ اِنسانیت پر شباب آ گیا

خیابانِ ہستی اُجڑا پڑا تھا...... خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاقِ نسیاں بن چکی تھیں...... روشیں ویران تھیں اور آبجوئیں خشک...... جہاں کبھی سبزۂ تو دمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا...... وہاں خاک اُڑ رہی تھی...... یاس وقنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اُٹھی جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا...... یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی...... یہاں تک کہ گلزارِ عالم میں پھر آثارِ حیات نمودار ہونے لگے...... اِنسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب وقوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں...... خودداری وعزتِ نفس...... شجاعت وایثار کے اَفسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو اَز سرِ نو خلعت برگ وبار عطا ہوئی...... قمریوں نے پھر عفت قلب ونظر کا نغمہ چھیڑا...... توہمات وعقائدِ باطلہ کے قفس کی تتلیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس ومعطر رفعتوں سے پھر دعوتِ پرواز آنے لگی۔

افسردہ کلیاں مسکرانے لگی تھیں کہ اُن کے دامن کو رنگ ونکہت سے فردوس بداماں کرنے والا آیا...... علم وآگاہی کے سمندروں میں حکمت کے جو آبدار موتی آغوشِ

صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے تھے اُن میں شوقِ نمود انگڑائیاں لینے لگا۔

— ◄ [صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] ► —

حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوگئی

لوگ سفاک ہیں تو درندوں سے بھی بڑھ کر...... خواہشات کے پجاری ہیں تو بہائم سے بھی کہیں زیادہ...... تہذیب وتمدن کا نام تک نہیں رہا...... شرافت ونجابت سر پیٹ رہی ہے...... انسانیت ظلم وبربریت کے آہنی پنجوں میں چیخیں بلند کررہی ہے اور شہنشاہیت ان بے بسی کے مناظر کو دیکھ کر مسکرا رہی ہے...... عفت وعصمت کی چادر اِنسانیت کے چہرے سے اُتر گئی ہے...... عزت وشرافت کی کھیتیاں پامال ہورہی ہیں...... سرزمین حرم کا حال دیکھیں تو بے دینی کی کوئی رسم نہیں...... جو ادا نہیں کی جاتی ...... فواحش کی کوئی صورت نہیں جو اپنائی نہیں جاتی...... جنگ وجدال اور قتل وغارت کے خون آشام مناظر قدم قدم پر درپیش ہیں...... شراب نوشی اور بدکاری...... ان کے قابل ستائش کارنامے......اور معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنا...... عزتِ نفس اور عظمت و شرافت کا ثبوت ہیں...... فتنہ وفساد کی ان گھٹاؤں میں اُمید کا کوئی ستارہ نظر نہیں آتا ...... ظلم وجہالت کی ہولناک آندھیوں سے کشتی مراد ہچکولے کھا رہی ہے۔

لیکن یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب خزاں رسیدہ چمن کی ویرانیاں حد سے بڑھنے لگیں تو بہار کی پر کیف و جانفزا ہوائیں گلشن اَرضی میں شادابیاں لاتی ہیں...... جب موسم گل کی آمد ہوتی ہے تو مردہ درختوں کی خشک ٹہنیوں پر لہلہاتی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے چمن درچمن پھولوں کی مہک کے قافلے کائنات کو دلفریب بناتے چلے جاتے ہیں...... بالکل اسی طرح جب تاریخ انسانی کی یہ طویل ترین شب ظلمت اپنی اِنتہا کو پہنچی تو مشیت ایزدی نے ایسی صبح کا اِہتمام فرمایا جو قیامت تک پھیلنے والی روشنی

کی نقیب تھی...... اُفقِ عالم پر وہ نورانی کرن چمکی جس کی ایک جھلک نے ہزاروں سالوں سے بھڑکتی آگ کے شعلوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا...... سرزمین مکہ کی مقدس فضاؤں میں یکایک اَللّٰہُ اَکْبَر کی ایک معصوم آواز بلند ہوئی...... جس نے بت کدۂ عالم میں ہلچل مچادی...... آج سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی مقدس گود میں کائنات کی ساری سعادتیں...... اور نعمتیں اُتر آئیں...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے درودیواریوں چمک اُٹھے کہ فردوسِ بریں کو رشک آ گیا...... محلّہ بنوہاشم کی فضائیں اِتنی مہکیں کہ کائناتِ ہست وبود کی بہاریں خیرات لینے آگئیں۔

کبھی ایسی سحر دیکھی نہ تھی افلاک نے اب تک
نہ پایا تھا سکوں اِس دیدۂ نمناک نے اب تک
کبھی ایسے نسیم صبح کے جھونکے نہ آئے تھے
کبھی اس طرح کھل کر یوں نہ غنچے مسکرائے تھے

چنانچہ اس کے بعد آنے والے وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نوید بہار تھی...... حق کی فتح اور باطل کی شکست تھی وہ دن دُنیا کے لیے نئی روشنی کے ظہور کا دن تھا...... اس روشنی نے اِنسانیت کو افراط وتفریط کے گرداب سے نکال کر اعتدال پر فائز کر دیا...... زیردست غلاموں کو انتہائی پستی سے اُٹھا کر عزت وتکریم کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز کر دیا گیا...... تمام طبقاتی 'جغرافیائی' نسلی اور لسانی علامتوں کے بت ٹوٹ گئے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

عیدِ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم...... یومِ نجات

یوم میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن مناتے ہوئے ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ یومِ

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دراصل یوم نجات بھی تھا...... شرک سے نجات ...... جہالت سے نجات...... ظلم سے نجات ...... غلامی کی زنجیروں سے نجات...... شیطان اور طاغوت کے ہتھکنڈوں سے نجات...... اور جھوٹے خداؤں کی اذیت ناک خدائی سے نجات۔

یومِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم دراصل اس انقلاب کی صبح نو تھی جس نے اِنسانیت کے دامن سے درندگی کے بدنما دھبوں کو دھویا اور اُسے رحمت ورافت کے سدا بہار پھولوں سے بھر دیا...... اس انقلاب نے عرب کے صحرا نوردوں کو خضر راہ بنا دیا...... اُونٹ اور بھیڑ ...... بکریوں کے چرواہوں کو قیامت تک قافلہء علم وحکمت کی پیشوائی کا منصب عطا کیا...... یہی انقلاب تھا جس نے نوعِ انسانی کو حقیقی آبرو بخشی ...... جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے والے غلاموں کو وہ جرأت اور حوصلہ دیا کہ وہ اپنے آقاؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہر جائز بات کرنے اور اُن کے دست جفا کیش کو توڑ کر اپنا حق لینے کے قابل ہو گئے ...... حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت نے تمیز بندہ وآقا کا فرق مٹا کر فسادِ آدمیت کی ہر مرض کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا...... اسی انقلابی قیادت نے بلال جیسے حبشی غلاموں کو قریشی سرداروں کا آقا بنا دیا اور ان کے ہاتھوں میں عظمتِ اِسلام کا پرچم تھما کر...... کعبہ کی چھت پر کھڑ کر کے...... تمام نسلی تفاخر اور نسبی بڑھائی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا...... اس لیے پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو جشن میلاد کے ساتھ ساتھ جشن انقلاب کے طور پر بھی منایا جانا چاہیے ...... ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم وہ محسنِ اِنسانیت ہیں جنہوں نے پہلی بار انسانی حقوق کا عالمی چارٹر پیش کیا اور صرف پیش ہی نہیں کیا...... بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

نور کی ضیا

کائناتِ عالم تیرہ وتار تھی ...... فضاؤں پر کفر وشرک کا اندھیرا مسلط تھا...... ظلم وجور

شباب پر تھے...... سرکشی و نافرمانی اِنسانی فطرت کا جزو بن چکی تھی...... شیطانی پرستش عام تھی...... پوری کائناتِ عالم پر ابلیس حکمرانی کر رہا تھا...... اور اللہ کے بندے شیطان کے بندے بن چکے تھے...... وہ کون سی ایسی برائی تھی جو اِنسانی فطرت نہ بن چکی تھی...... اِنسان اَزَل میں اپنے رب سے کئے ہوئے عہد ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کو فراموش کر چکا تھا...... شیطان نے غفلت و نسیان کا وہ گہرا پردہ دل و دماغ پر ڈالا تھا...... عقل و خرد پر ایسا جنون و سرکشی مسلط کر دی تھی کہ یہ خاک کا پتلا بزعم خویش خود کو قادرِ مطلق سمجھ بیٹھا تھا۔

توحید نایاب تھی اور خدائے واحد کا تخیل بھی دل و دماغ سے مٹ چکا تھا...... کہ...... یکا یک فاران کی بلند چوٹیوں سے وہ آفتابِ صداقت طلوع ہوا کہ جس کے نور کی ضیا پاشیوں نے اطرافِ عالم کے ایک ایک گوشے کو منور فرما دیا۔

قدرت کا آئین اور فطرت کا دستور ہے کہ جب اِنسان اپنی ناعاقبت اندیشی اور ناسمجھی سے تاریک و خارزار راستوں پر چلنے لگتا ہے تو قدرت اُسکی دستگیری کے لئے ایسے مقدس نفوس کی تخلیق فرماتی ہے جو اس ناسمجھ انسان کو ان تاریک و خارزار راستوں سے ہٹا کر شاہراہِ مستقیم پر لے آتی ہے' یہ مقدس نفوس وہ انبیاء کرام ہیں جو قوموں کی ہدایت و رہبری کے لئے مبعوث فرمائے گئے اور آخر میں جب تمام دُنیا گمراہی کے ہولناک راہوں پر چلنے لگی تو اُس ذاتِ گرامی کو دُنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا گیا' جس کو قرآنی زبان میں ''رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' کہا جاتا ہے۔

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پوری روئے زمین میں اپنوں اور غیروں نے سعادت و شرافت حاصل کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن وہ مبارک دن ہے کہ جس میں دُنیا نے پاکیزگی حاصل کی۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک سے چمکنے والے انوار و تجلیات سے عقلیں روشن ہو گئیں۔ اس عالم گیتی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری خوشیوں' برکتوں

اور سعادتوں امین ہے۔

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

بہارِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہر طرف کفر وشرک...... ظلم وستم کی گھٹائیں چھا چکی تھیں...... جوا بازی...... شراب خوری...... زنا کاری...... بدکاری...... عیاری...... مکاری...... چوری...... اور ڈکیتی لوگوں کا معمول بن گیا تھا۔ آپس میں اُلفت ومحبت...... اُنس وپیار کی بوتک نہ تھی۔ جانور بھی اپنے بچوں سے محبت رکھتے ہیں مگر وہ لوگ اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور کر دیتے تھے...... یہاں تک کہ امن وسلامتی کی بہار آئی اور اِسلام کا بادل رحمت خداوندی بن کر برسا...... حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تو عرب کے اُجڑے ہوئے دیار میں بہار آ گئی...... عداوت کی جگہ محبت نے لے لی...... وحشت کی جگہ اُنس نے لے لی...... خود غرضی کی جگہ اخلاص واِیثار نے لے لی...... غرور وتکبر کی جگہ تواضع واِنکساری نے لے لی...... بت پرستی کی جگہ خدا پرستی نے لے لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے بہاروں پر بہار آئی
خوشبو جنت کی زمیں کو چومنے بار بار آئی
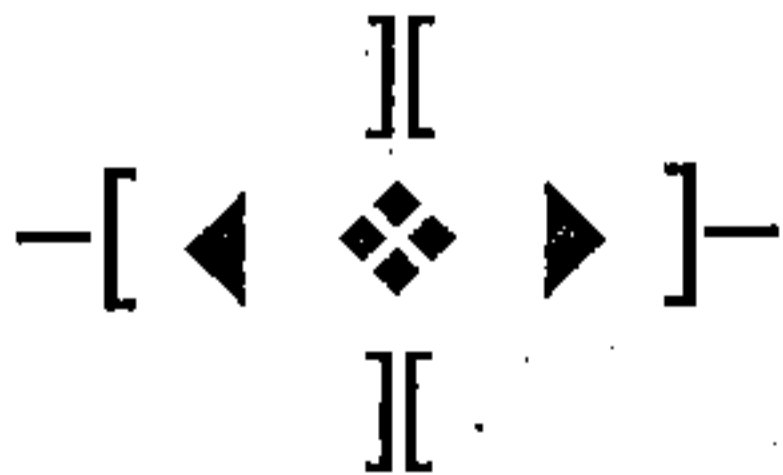
......وہی جن کا نام لینے سے ہمارے خون میں حرارت اور دل میں جوش پیدا ہوتا ہے ......ایسے برگزیدہ اور پاکیزہ وجود والے ظاہر ہوئے......جن کی آمد سے زمین وآسمان' شجر وحجر خوشی سے جھوم اُٹھے...... اِسی لئے مسلمان یومِ ولادت کو قومی تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

خدایا...... وہ صبح کیسی سعادت اَفروز تھی ......جس نے کائناتِ اَرضی کو رُشد و ہدایت کے طلوع کا مژدۂ جاں فزا سنایا...... وہ ساعت کیسی مبارک ومحمود تھی جو معمورۂ عالم کے لیے پیغامِ بشارت بنی......عالمین کا ذرّہ ذرّہ زُبانِ حال سے نغمے گا رہا تھا کہ وہ وقت آ پہنچا کہ اب دُنیائے ہست وبود کی شقاوت دُور اور سعادتِ مجسم سے عالم معمور ہو......ظلمت شرک وکفر کا پردہ چاک اور آفتابِ ہدایت روشن اور تابناک ہو...... مظاہر پرستی باطل ٹھہرے اور خدائے واحد کی توحید...... حیات قرار پائے......خدا کے قانونِ ہدایت نے پھر ماضی کی تاریخ کو دُہرایا اور غیرتِ حق نے فطرت کے قانون ردِ عمل کو حرکت دی یعنی آفتابِ ہدایت...... برجِ سعادت سے نمودار ہوا اور چہار جانب چھائی ہوئی شرک وجہالت اور رسم ورواج کی تاریکیوں کو فنا کر کے عالمِ ہست وبود کو علم ویقین کی روشنی سے منور کر دیا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

۱۲ر ربیع الاوّل شریف! فضائل وبرکات سے بھرپور دن ہے......جس کی آمد ہمیں تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل ماضی میں لے جاتی ہے...... جب سید الانبیا محبوبِ خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب پوری کائنات پر جہالت کے بادل منڈلا رہے تھے...... عقل ودانش اُن کے نصیب میں نہ تھی ......حسنِ اخلاق اُٹھ چکا تھا......عیاری ومکاری اُن کا مقدر بن چکی تھی......شرم وحیا کا جنازہ نکل چکا تھا

...... خانۂ خدا بت خانے میں تبدیل ہو چکا تھا ...... لوگ خدا فراموش ہی نہیں خود فراموش بھی ہو چکے تھے ...... انہیں یہ خیال تک نہ تھا کہ ہاتھوں سے بنی ہوئی یہ مورتیاں جن کی وہ عبادت کرتے ہیں ...... سب ہمارے زیرِ نگیں ہیں ...... خانہءخدا کا برہنہ (ننگے) طواف کر کے اس کی توقیر کی بجائے تحقیر کی جاتی تھی ...... قتل و غارت گری کا بازار گرم رہتا ...... لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا ...... اِنسانیت نام کی کوئی شے اُس قوم میں باقی نہ رہی تھی ...... ایسے میں پھر رحمتِ خداوندی جوش میں آ گئی اور ریگستانِ عرب میں ایسا گل نایاب کھلا جس کی خوشبو سے نہ صرف اہل عرب ...... بلکہ پوری کائنات معطر ہو گئی ...... ایسا چشمہءنور پھوٹا جس کی نورانیت نے پورے عالم سے ظلم و جہالت کے گھٹا ٹوپ اَندھیروں کو مٹا دیا اور دُنیا کا گوشہ گوشہ منور کر دیا۔

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے زمانے کی کایا پلٹ گئی ...... ظلمت کی تاریکی میں غرق لوگ دُوسروں کے لیے ہادی بن گئے ...... عیاری و مکاری کو چھوڑ کر اِیثار کے عامل بن گئے ...... شرم و حیا کے زیور بن گئے ...... اُنہوں نے زمانے میں اپنی فصاحت و بلاغت اور دانش و حکمت کا سکہ منوایا ...... الغرض اِس فصلِ بہار میں اہلِ عرب کی بکھری ہوئی شاخوں نے ایک تنے کی شکل اختیار کر کے اِتحاد و یگانگت کی مثال پیدا کر دی۔ زمانے پہ اِک بہار آ گئی۔

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

عربی زبان میں ربیع ''بہار'' کو کہتے ہیں اور بہار جب آتی ہے تو غنچے چٹکتے ہیں ...... پھول کھل اُٹھتے ہیں ...... کلیاں مسکراتی ہیں ...... سبزہ زار مہک اُٹھتے ہیں ...... پرندے چہچہاتے ہیں ...... بہار کی آمد سے دِل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں اور ہر طرف ایک کیف و مستی اور سرور کا عالم ہوتا ہے ...... آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کی ویران وادی میں بہار آئی تھی ...... حضرت بی بی آمنہ کے گھر کے آنگن میں ایک سدا بہار پھول

کھلا تھا...... جس کی مہک سے ساری کائنات مُعطر ہوگئی...... دِلوں کے خلوت کدے رَوشن ہو گئے...... تھکی ماندی اِنسانیت کو شادمانی نصیب ہوئی...... نسلِ آدم کا وقار بلند ہوا...... شرف اِنسانی کو معراج نصیب ہوئی...... عظمتِ اِنسانی کو سربلندی ملی...... خاک کے ذرّوں کو حیاتِ نو ملی...... یہ آنے والی بہار اور اس میں کھلنے والا پھول حسنِ اَزَل کی تجلّیٔ خاص اور جانِ کائنات...... فخر موجودات...... محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اَقدس تھی۔

مبارک ہو کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے
جناب رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

اس بہار میں دستِ قدرت کا وہ شہکار غنچہ چٹکا...... جس کی نکہت وشادابی اور رنگ وروپ دیکھ کر چشم نظارہ بیں ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی...... وہ نسیم سحر چلی جس کے ہر جھونکے میں گلزارِ اوّل کی مہک رچی تھی...... وہ صبا محوِخرام ہوئی جس کی اَٹھکیلیوں سے باغ اَبد کی ہر کلی مسکرا اُٹھی...... ہر شگوفہ کھل اُٹھا...... وہ بادِ بہاری چلی جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قرار اَمنِ عالم کو قرار آ گیا...... وہ ابر نیساں برسا جس کا ہر قطرہ منت کش صدف ہوئے بغیر درشہوار بن گیا...... وہ شبنم پڑی جس کا نم گلستانِ حیات کے پتے پتے کے لیے آبِ حیات ثابت ہوا...... وہ دلکش موسم شروع ہوا جس کا خوشگوار اِعتدال گرمی کی حدت سے ہانپتی اور سردی کی شدت سے کانپتی دُنیا کو موسمی تغیرات سے تحفظ کی ضمانت دے گیا...... یہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ تھی اور سوموار کی رات۔

اس رات کو وہ سراجِ منیر روشن ہوا جس کی ضیاء پاشی کے سامنے بزمِ اِمکان کی ہر روشنی ماند پڑ گئی...... ہر چراغ بے نور ہو گیا...... وہ شمع اَفروزاں ہوئی جس پر نثار

ہونے والا پروانہ امین حیاتِ دوام ہو گیا...... وہ نجم دَرخشاں طلوع ہوا جسے دیکھ کر دشت ضلالت میں گم گشتۂ کائنات کو رہ منزل کا سراغ مل گیا...... وہ ماہِ تمام ضوفشاں ہوا جس کی چاندنی نے زیست کے تپتے ہوئے صحرا کے اِک اِک مسافر کو ٹھنڈک...... راحت اور سکون کی لذتوں سے سرشار کر دیا...... وہ بجلی کا کوندا لپکا جس کی لہر لہر روشن...... طوفانِ نیم شب میں گھرے کاروانوں کی رہنما بن گئی...... وہ سپیدۂ سحر نمودار ہوا جس کی نمود دُکھی اِنسانیت کو...... رنج وغم اور درد والم کی طویل رات کٹ جانے کی نوید سنا گئی ...... وہ صبح سیمیں ہویدا ہوئی جس کے اُجالے سے شبستانِ ہستی کی ہولناک تاریکیاں سیماب پا ہو گئیں...... وہ مہرِ تاباں نور بار ہوا جس کی روپہلی کرنوں سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ روشنی میں نہا گیا:

و اشراقت الارض بنور ربها

اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھی

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ربیع الاول شریف وہ مہینہ ہے جس کی ۱۲ر تاریخ سوموار کی نورانی صبح کو دُنیا بھر کے بے کسوں کا غم گسار...... بے یار ومددگار ومظلوموں کا مربی...... ستم رسیدہ غلاموں کا آقا...... لاچار اور بے وسیلہ بیواؤں کا مونس اور بے سہارا یتیموں کے مشفق سرپرست ثابت ہو گا...... جن کی آمد کے صدقے میں خزاں رسیدہ دُنیا اَبدی اور سرمدی بہاروں سے ہمکنار ہو گئی...... جن کے معطر قدسی انفاس کی برکت سے دِلوں کی مرجھائی ہوئی کلیاں کھل کر پھول بن گئیں...... کفر وشرک...... لادینی والحاد کی ظلمت کافور ہو گئی...... جہالت کے بت سرنگوں اور شقاوت وطغیان کے صنم کدے زمین بوس ہو گئے...... وحدت کے دِل نواز زمزمے اور توحید کے سامعہ فریب نغمے گونج اُٹھے' ہر طرف ظلم وتشدد...... حق ناشناسی...... اور خدا ناترسی کا خاتمہ ہو گئی۔ وحشت وبربریت

......سفا کی و مردم آزادی کو دیس نکالا مل گیا...... ذاتی تعلّی اور نسلی تفاخر کے صنم ٹوٹ پھوٹ گئے...... فرعونیت کے فلک بوس محل اور رعونت و غرور کے رفیع مینار پیوند خاک ہو گئے...... جاہلی تمدن کے طور طریقے اور لادینی سماج کے مروج اقدار کی بساط لپیٹ دی جائے گئی...... حسن اخلاق کو جلا مل گئی اور شرافت کا معیار تقویٰ اور پرہیز گاری قرار پا گیا۔

روایت ہے کہ ظہورِ قدسی کے وقت کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے...... آتش کدۂ فارس بجھ گیا اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا...... یہ تمہید تھی کہ اب شہنشاہیت کا قصر فلک بوس...... دربارِ ختم رسل ﷺ میں خاک بوسی کرے گا...... اور شر و فساد کی آتش، قلوب بنی آدم کے آتش کدوں میں سرد پڑ جائے گی اور ظلم و ستم کا دریا خشک ہو کر رہ جائے گا...... حضور سرورِ کونین ﷺ کے ظہور سے ابلیسیت اپنی ذُریت کو لے کر بحر ظلمات میں جا چھپی اور شیطنیت اپنے ہتھکنڈوں سمیت شش جہاتِ عالم سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

ہدایت کا آفتاب چمکا ...... رحمت کا بادل برسا...... آدمیت نے اپنے بھولے ہوئے سبق یاد کیے...... ہدایت کی راہیں کُھل گئیں...... معرفتِ الٰہی کا دربار لگ گیا ......محبتِ الٰہی کی دولت لٹنے لگی...... سارے عالم کے زیاں کار بھی جب اس بازار میں آئے تو صاحب اعتبار ہو کر گئے...... یہ اسی نورِ مبین کی برکت ہے کہ آج بھی اس دَورِ ظلمت میں ہدایت کے آفتاب کی شعاعیں گھر گھر پہنچ رہی ہیں...... اور اس مادہ پرستی کے زمانے میں خدا پرستی اور حق شناسی کی راہیں کھلی ہیں۔

یہ اسی ظہورِ قدسی کے طفیل ہے کہ نگاہیں آج بھی آسمان کے اُس پار پہنچ جاتی ہیں جب کہ عصیاں کوشی...... اور خدا فراموشی کے اندھیرے...... دِل کی آنکھوں کو اَندھا کر چکے ہیں...... حیاتِ ابدی کا متلاشی اور صراطِ مستقیم کا طالب اگر اِس طوفانی دریائے

ضلالت میں نجات کا کنارا چاہے......تو دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اُسے کوئی کشتی سلامت مل نہیں سکتی۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ربیع الاوّل کا مہینہ پوری تاریخ انسانی میں ایک غیری فانی اہمیت کا حامل مہینہ ہے......اس مہینے میں وہ ذاتِ بابرکات پہلوئے آمنہ میں ہویدا ہوئی جس نے تاریخ اِنسانی کے دھارے کا رُخ پلٹ دیا......جس نے اِنسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رِفعت کے آسمان پر پہنچا دیا......جس نے دُکھی دُنیا کو پیغامِ اَمن وراحت دیا......اسے دُکھوں اور آلام کا مداوا بخشا......اس کی ان بیڑیوں کو کاٹا جس میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آرہی تھیں......اس کی پشت پر سے وہ بوجھ اُتارے جس کے نیچے وہ قرن ہا قرن سے دبی جارہی تھی......اور اسے ایک ایسا اجتماعی نظامِ حیات دیا جس کو اپنا کر وہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے......اور جس میں رنگ ونسل ...... وطن اور قوم اور امارت وافلاس کی بنیاد پر کوئی تفریق اور امتیاز نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ اَبی واُمی) جس وقت پیدا ہوئے......ساری دُنیا ضلالت وگمراہی میں سرگرداں تھی......خدائے واحد سے منہ موڑ کر اِنسان ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہا تھا ...... ہر انسانی معاشرہ مختلف طبقات میں بٹا ہوا تھا......اُوپر کا طبقہ زیردست طبقے کا خدا بنا ہوا تھا......اخلاقی اور اجتماعی امراض پوری طرح گھر کر چکے تھے......ہر طرف جنگل کا قانون رائج تھا اور دھرتی اِنسان کے خون سے اِنسان کے ہاتھوں لالہ زار ہورہی تھی ......ایسے عالم میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے......سید المرسلین کا عالم اِنسانیت پر بلاشبہ یہ احسانِ عظیم ہے اور یقیناً وہ دن بڑا ہی اہم ہے جب یہ محسنِ اِنسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم آب وگل میں تشریف فرما ہوئے۔

دُنیا زندہ پیدا کی گئی ہے......لیکن کبھی کبھی اس پر موت طاری ہو جاتی ہے......

جس طرح عالمِ آفاق میں خزاں کے تھپیڑے اشیاء کے حسن کو پامال کر دیتے ہیں ...... پودوں کی قوتِ نمو سلب کر لیتے ہیں اور کائنات کے سینے میں سانس منجمد کر دیتے ہیں ...... بالکل اسی طرح عالم انفس میں زمستانی ہواؤں سے حسنِ عمل کے حیات بخش چشمے خشک ہو جاتے ہیں ...... کشتِ اخلاق کی فصلیں اُجڑ جاتی ہیں اور زمین پر تہذیب و شائستگی کے پھول مرجھا جاتے ہیں...... دُنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری جو مکافاتِ عمل کے قانون سے مستثنیٰ رہی ہو...... تاریخ کے اَوراق میں ایسی قوموں کا ذکر ملتا ہے...... جو اپنے ضعف و اِنتشار کے سبب اپنی عظمت وصولت کھو بیٹھیں ...... ایسی قوموں کا بھی پتہ چلتا ہے جن کی توبہ خداوند غفور و رحیم نے عذاب کے نزول سے پہلے ہی قبول فرمالی۔

اور انہیں اصلاح حال کے لیے مہلت دے دی۔ (یونس۱۰:۹۸)

ہمیں ایسی قوموں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو ضعف خودی...... اِتحاد کی کمی اور بے روی کے سبب زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہیں اور اپنی کھوئی ہوئی توانائیوں کو اکٹھا کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔

یہ وہ آخری اِرتقائی منزل ہے ...... جو اس حیوانِ ناطق کی قرار پائی...... کیا یہ منازل اس حیوانِ ناطق نے بذاتِ خود صرف اپنی کاوش سے طے کیں؟...... نہیں، ہرگز نہیں ...... تاریخ کے ادوار گواہ ہیں کہ اس کی وحشت کو کم کرنے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دینا پڑیں ...... سینکڑوں برس پتھر کھائے ...... مگر درس جاری رہا...... کہیں زمین کو پانی پانی بننا پڑا...... وحشت کچھ کم ہوئی تو پھر آگ بھڑکی تو

"بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق"

آگ گل و گلزار بنی...... مگر سرکشی پھر اُبھری ...... آدمی فرعون بن بیٹھا ...... فرعونیت کو نیل میں غرق کیا گیا...... آدمیت زندہ ہوئی...... پھر کچھ وقت گزرنے کے

بعد آدمی کو دار پر کھینچنے کے ارادے ہوئے ......لیکن حق کا بول بالا ہوا...... باطل کا منہ کالا ہوا...... حق بلند ہو کر چرخِ چہارم پر جا پہنچا...... باطل سرنگوں ہوا......اب یہ فیصلہ ہوا کہ انسانِ کامل کو رہبر بنا کر بھیجا جائے تا کہ یہ وحشی حیوانِ ناطق آدمیت اور انسانیت کی منزل میں آسکے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب پوری اِنسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی ...... کہیں دورِ وحشت چل رہا تھا اور کہیں شرک اور بت پرستی کی لعنتوں نے مدنیت کا ستیاناس کر رکھا تھا...... بادشاہ خدا کے اوتار نہیں...... خدا بنے ہوئے تھے...... جاگیر دار طبقوں اور مذہبی عناصر کی ملی بھگت کی عیاشیوں اور نفس پرستیوں نے اخلاقی رُوح کو ہلاک کر دیا تھا ......اُس دور کا انسان ایک ایسے آہنی قفس میں بند تھا...... جس میں کوئی روزن کسی طرف نہیں کھلتا تھا...... اُس کے سامنے کسی اُمید اَفزا اعتقاد اور کسی فلسفے یا نظریہ کا جگنو نہیں چمکتا تھا...... اُس کی رُوح چیختی تھی...... مگر پکار کا کوئی جواب کسی طرف سے نہیں ملتا تھا۔

ایسے حالات میں مالکِ اَرض وسماء...... خالق کائنات اور پروردگارِ عالم کا صحابِ کرم زندہ اُمیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی لاکھوں جنتیں اپنے آغوشِ رحمت میں لیے ربیع الاوّل کے مقدس مہینے کی بارہ تاریخ کی صبح دِلنواز اور سحر نشاط انگیز کو کوہِ فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا اور بلد امین کی مبارک وادیوں میں کُھل کر برسا...... جس سے اِنسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اُٹھیں...... اخلاق وتمدن کے پژمردہ پھولوں پر بہار آگئی...... عمرانیت ومدنیت کے سبزہ پامال میں نزہت ولطافت پیدا ہوگئی۔

طغیانی وسرکشی کی بادِ سموم عدل واحسان کی جان بخش نسیم سحری میں بدل گئی ...... انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن میں فصلِ بہار کا دَور دَورہ شروع ہوگیا...... فضائے عالم مسرتوں کے نغمات سے گونج اُٹھا...... اِنسان کو زندگی اور زندگی کو نئے ولولے عطا ہوئے...... آسمان نے جھک کر زمین کو تہنیت پیش کی کہ تیرے بخت بلند نے یاوری کی

اور تیرے خوش نصیب ذروں کو اُس ذاتِ اطہر و اعظم کی پابوسی کی سعادت نصیب ہوگئی.
...... جو عالمِ موجودات کے سلسلۂ اِرتقا کی آخری کڑی ہے ...... جس سے شرفِ اِنسانیت کی تکمیل ہوگئی۔

فلک ان کی تعظیم کے لیے جھکا ...... زمین نے اپنی خاک آلود پیشانی سجدہ سے اُٹھائی کہ آج اُس کی قرن ہا قرن کی دُعائیں شرف یاب ہوگئیں ...... صحرائے حجاز کے ذرّے جگمگا اُٹھے ...... دُنیا سے طاغوتی قوتوں کے تخت اُلٹ گئے ...... وہ ہستی جلوہ فرما ہوگئی جس کی آمد ملوکیت اور قیصریت کے لیے پیغامِ فنا تھی ...... ایران کے آتش کدوں کی آگ سرد پڑگئی کہ اب اُسے اِنسانی تصورات کی دُنیا نار کی جگہ نور سے معمور کرنا ہوگی ...... دُنیا کے صنم کدوں کے بُت لرزہ براندام ہوگئے کہ آج ملک ابراہیمی کی تکمیل کا دِن آگیا ...... شیاطین نے کوہسار میں جا کر منہ چھپالیا کہ جبر و استبداد کی ہر طاغوتی قوت کے روپوش ہونے کا وقت آگیا ...... دُنیا سے باطل کی تاریکیاں ناپید ہوگئیں کہ آج اُس آفتابِ عالم تاب کا طلوع ہو ...... جس کے بھیجنے والے نے اسے ''سراج منیر'' یعنی جگمگاتا چراغ کہہ کر پکارا ہے ...... وہ آنے والا جس کی آمد کا مقصد یہ بتایا گیا کہ جب وہ تشریف فرما ہوا تو اُس نے تمام سلاسل کو ایک ایک کر کے توڑ دیا ...... جس میں اِنسانیت صدیوں سے جکڑی چلی آرہی تھی۔

رسولِ معظم ...... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہان سے شرک و کفر اور الحاد کی صف لپیٹ دی ...... صدیوں کی جلالت مٹادی ...... رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نقش پا سے سو طور پیدا ہوئے ...... جن کی تجلی سے خاکِ طیبہ جگمگا اُٹھی ...... امامُ الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ظلمت خانے ضو دینے لگے ...... دشت و چمن نکھر گئے ...... کون و مکان سنور گئے ...... غنچہ و گل پر بہار آگئی ...... کائنات کو فروغ ملا ...... برگ و ثمر مشک ناب ہوئے ...... ذرّے آفتاب اور قطرے قلزم بنے ...... عندلیبوں نے گلستان میں نوائے نو سیکھی ......

کوہساروں نے سربلندی پائی ...... نسیمِ صبح خوش رو ہوئی ...... چراغِ زندگی کو زیب ملا ...... باغوں میں غنچے مسکرائے ...... کون ومکاں میں روشنی ہوئی ...... غارِ حرا کے دیئے جگمگائے ...... گلوں کو خندہ روشی ملی ...... عورتوں نے عصمت کا تاج پایا ...... بے کسی سہارے سے ہم آغوش ہوئی ...... ظلم کے اندھیرے عدل کے نور میں گھل گئے ...... رسولِ خاتمِ پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم شکوہِ تاجداراں ...... فروغِ گل عذاراں ...... انیس دل فگاراں ...... تب وتابِ کوہ فاراں ...... بہارِ شبنمستان ...... شبابِ نو بہاراں ...... ہادیٔ کون و مکاں ...... شہریارِ مرسلاں ...... فانوسِ ایوانِ جہاں ...... خدوم لشکر کروبیاں ...... مصحف مصحف یزداں ...... رئیس جنودِ عرشیاں ...... حبیب خدا ...... اشرف انبیاء ...... شافع روزِ جزا ...... راہ نورد جادۂ اسریٰ ...... رسولِ خدا ...... جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ...... بے شمار صوری ومعنوی صفات ہیں۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ماہِ ربیع الاوّل جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے دُنیائے رُوحانیت کے لئے موسم بہار ہے ...... یہ بہار صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں ہے ...... بلکہ پورے عالم کون ومکاں اور کارگہ حیات کے لیے ہے ...... اس لیے کہ اس ماہ مبارک کی ۱۲ر تاریخ کو جب کہ انسانیت بربریت وبہیمیت کی گھٹاٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی ...... جب کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا ...... جب کہ شرف بشریت پتھروں کے خود تراشیدہ اصنام کی چوکھٹوں پر سجدہ ریز تھا جب کہ ظهر الفساد في البر و البحر کی کیفیت طاری تھی ...... جب کہ غریبوں ...... کمزوروں ...... تیموں ...... بیواؤں ...... غلاموں اور مجبوروں کو کوئی سہارا دینے والا نہ تھا ...... استحصال اور جبریت کے خلاف کوئی آواز اُٹھانے والا نہ تھا ...... کوئی ایسا نہ تھا جو انسانیت کو اس کی عظمت سے آشنا کرتا اور کوئی شخصیت ایسی نہ تھی جو نوعِ آدمیت کو صراطِ مستقیم کی طرف لے جاتی ...... ذات

پات کی خلیجیں انسانوں کے درمیان تفریق کا پہاڑ بن کر کھڑی تھیں ...... یونان کے فلسفے کے سوتے خشک ہو گئے تھے...... مصر کے تمدن کی عمارت منہدم ہو چکی تھی...... ایران کے عوام فلاکت وافلاس کی چکی میں پس رہے تھے...... ہندوستان بتوں اور بت پرستوں کا مرکز بن چکا تھا...... چینی حکمت دم توڑ چکی تھی...... عراق میں خاک اُڑ رہی تھی ...... سرزمین حجاز کرم کی شکل اختیار کر گیا اور ابر کرم ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ایسا جھوم جھوم کر برسا کہ ساری کائنات سیراب و مالا مال ہو گئی۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

۱۲ربیع الاوّل وہ مبارک تاریخ اور دوشنبہ (پیر) وہ مقدس دن ہے کہ جب اس خاکدانِ عالم کو اپنے ضیا پاش جلووں سے انوارِ الٰہی کے پیکر کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے منور فرما دیا...... توحید و رسالت کی تجلیوں سے تیرہ و تاریک عالم جگمگا اُٹھا...... شیطان کو شکست ہوئی اور ایسی شکست کہ وہ ابد الآباد تک کے لئے ماتم کناں ہو گیا...... اس ذاتِ گرامی کا میلاد مقدس ابلیس اور اس کی ذُریت کے لئے ایک تازیانۂ عذاب تھی۔

حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت جہاں کروڑوں اِنسانوں کے لئے رحمت وسعادت کا پیغام تھا وہاں سرکش شیطانوں کے لئے باعث ماتم بھی...... غلامانِ رحمۃ اللعالمین اُس وقت بھی خوش تھے اور آج بھی خوش ہیں اور اسی خوشی میں وہ محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔

زندہ قومیں اپنے محسنوں کی یادگار ہر سال مناتی ہیں اور اس یادگار کا منانا اپنا فرضِ اہم سمجھتی ہیں۔ بارہ ربیع الاوّل کے دن جاں نثار غلاموں کو دائمی امن وعافیت کا پیام ملا اور ان کے ہاتھوں میں ایک ایسا دامن آ گیا کہ جس کے سائے میں اقوام عالم کو پناہ ملی۔

لیکن یہ بھی یاد رکھیئے کہ اس ذکر ولادت باسعادت اور محفل میلاد کے انعقاد کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے آپ کو اسی پاکیزہ سانچے میں بھی ڈھالنا ہے جن کی سیرتِ مقدسہ اپناتے ہوئے آج اور ابھی یہ تمام پریشانیاں، یہ سیاسی ابتری و انتشار ختم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم رحمۃ

للعالمین کے اُسوۂ حسنہ کو اپنا شعار بنالیں...... خداوند قدوس کا وعدہ بھی ہے:

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

ربیع الاول کا مہینہ اس بنا پر مقدس اور متبرک ہے کہ اس مہینہ میں فخر دو جہاں...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے...... آپ کا وُرُودِ مسعود عالم انسانیت کے لیے ابرِ رحمت ہے...... یہ رحمت وسعادت کا بادل ایسا برسا کہ اس نے دُنیا کی ویران وخشک کھیتی کو ہرا بھرا اور تر وتازہ کر دیا...... چمنستانِ انسانیت میں بہار آ گئی ...... خیر ونیکی کے عنادل نے سریلے اور رس بھرے گیت سنانے شروع کر دیے...... صداقت وامانت کی کوئلیں چہچہانے لگیں...... نیکی و پاکیزگی کے گل کھلنے لگے اور عدل و انصاف کے چمن لہلہانے لگے...... یہاں تک کہ بوستانِ آدمیت زیب و زینت کا گہوارہ بن گیا۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

۱۲ ربیع الاوّل یہ وہ مبارک و باعظمت دن ہے جس کا ثانی رُوئے زمین پر نہ ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے اہل اسلام اس مقدس دن کا نہایت ذوق وشوق اور دُھوم دھام سے استقبال کریں۔

نبیءِ آخر الزمان کی ولادت باسعادت کی وہ مبارک گھڑیاں ہیں۔ جس کے ظہور سے تاریک دُنیا یک لخت منور ہو کر توحید کے رنگ میں رنگی گئی۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

۱۲ ربیع الاول وہ مبارک اور عظیم الشان دن ہے جس کو نبی آخر الزمان باعث ایجادِ کون ومکان کی ولادتِ باسعادت پانے کا فخر وامتیاز حاصل ہے۔ اور جسے اس

ذات پاک کے ظہور پر ناز ہے جس سے نورِ اسلام کا ظہور ہوا جس نے دُنیا سے کفر و گمراہی کو دُور کر کے توحید کا رنگ جمایا۔ اور دنیا کی وحشی قوموں میں نئی رُوح پھونک کر انہیں جامۂ انسانیت پہنایا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

۱۲ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ دوشنبہ کا دن۔ صبح صادق کا نورانی وقت کیسا مبارک وقت تھا۔ جب بانی اسلام اور نورِ اسلام نے اپنے نورانی جلوے سے ظلمت جہاں کو دُور کیا...... فرشتوں میں دھوم مچ گئی...... دُنیا کے بت سرنگوں ہو گئے...... آتش پرستوں کا آتش کدہ جس میں ہزار سال سے آگ جل رہی تھی بجھ گیا۔ اور اللہ اکبر کی دلکش صداؤں سے جنگل اور پہاڑ گونج اُٹھے...... یہ وہ مبارک دن تھا...... جس روز سیدہ آمنہ خاتون کا چاند سا بیٹا اور ان کی آنکھوں کا تارا پیدا ہوا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

عربی میں ''ربیع'' بہار کے موسم کو کہتے ہیں...... فطرت کا یہ کتنا حسین امتزاج تھا کہ جہانِ آب و گل میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی...... خزاں اپنی بساط لپیٹ کر رُخصت ہو گئی...... مشاطۂ بہار عروسِ چمن کو آراستہ و پیراستہ کرنے میں محو تھی...... اور بے رنگ خاکِ دہر میں قدرت کی رنگینیاں بھری جا رہی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نے ساری زمین کو سرسبز کر دیا...... اور رُوئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں پھولوں سے لاد دیا...... ہر سمت رحمتوں...... اور برکتوں کی بھرمار کر دی...... اور قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرما دی...... کہ...... وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا...... اس بارے میں درج ذیل روایت ملاحظہ فرمائیں:

وكانت تلك السنته التى حمل فيها برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقال لها سنته لفتح والابتهاج فان قريشا كانت قبل ذلك فى جدب وضيق عظيم فاخضرت الارض وحملت الاشجار واتاهم الرغد من كل جانب فى تلك السنته۔

''جس سال نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) کو ودیعت ہوا...... وہ فتح و نصرت ...... تروتازگی...... اور خوشحالی کا سال کہلایا...... اہل قریش اس سے قبل معاشی بدحالی ...... عُسرت...... اور قحط سالی میں مبتلا تھے...... ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی...... اور ہریالی عطا فرمائی...... سوکھے ہوئے درختوں کی پژمردہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا...... اہل قریش اس طرح...... ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

۱۲ ربیع الاوّل شریف بے حساب برکتوں، رحمتوں اور اَن گنت عنایات کا خزینہ ہے، یہ وہ روزِ سعید ہے جسے باعث تخلیق کائنات، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نوازا گیا۔ یہ مقدس دِن پوری دُنیا کے مسلمانوں کے لئے باعثِ برکت و مسرت ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

۱۲ ربیع الاوّل شریف خوشی و شادمانی اور رحمتِ الٰہی کے حصول کا دِن ہے...... مومنوں کی عید کا دِن ہے...... خوشیوں اور مسرتوں کا دِن ہے...... خوشیوں کے عروج کا دِن ہے...... خلق عظیم کی خوشبوؤں کو پھیلانے کا دِن ہے...... اللہ ربُ العزت کی بے حد و بے شمار نعمتوں کے شکرانے کا دِن ہے...... اپنے گناہ بخشوانے کا دِن ہے...... یتیموں کو گلے لگانے کا دِن ہے...... بے کسوں پر رحم کھانے کا دِن ہے...... بے سہاروں پر ترس کھانے کا دِن ہے...... ربّ ذُوالمنن کا قرب پانے کا دِن ہے...... محبوبِ حقیقی

کی آمد کے گیت گانے کا دِن ہے...... سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر خوشیاں منانے کا دِن ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر دولت لٹانے کا دِن ہے...... نعتیں سننے' سنانے کا دِن ہے...... ہزار سالہ آتش کدہ اِیران بجھ جانے کا دِن ہے...... خانہ کعبہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف جھک جانے کا دِن ہے...... عظیم' ارفع' اَعلیٰ' مقدس اور بابرکت دِن ہے۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] —

۱۲ ربیع الاوّل شریف کا دِن رُوحانی خوشیوں سے مسرور ہے... کیف ومستی میں مخمور ہے... رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور ہے۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] —

۱۲ ربیع الاوّل شریف اہل اِسلام کی مذہبی روحانی عید ہے... مسرت وخوشی کا تہوار ہے۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] —

۱۲ ربیع الاوّل شریف کا دِن فیوض وبرکات کا منبع... انوار وتجلیات کا پیکر... محبت و چاشنی کا مخزن... اِحساس و اِیثار اور شفقت و پیار کا دلدادہ... لطف وعطا اور جود وسخا کا سرچشمہ ہے۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] —

۱۲ ربیع الاوّل شریف وہ دِن ہے جس کی نورانی اور اِیمان اَفروز صبح کو مولائے کل... ختم الرسل... دانائے سُبل... مرکز کائنات... فخر موجودات... سرورِ کائنات... باعثِ تخلیق کائنات... فخر آدم وبنی آدم... حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] —

۱۲ ربیع الاوّل شریف کی نورانی صبح کو غریبوں کے حامی... یتیموں کے والی... بے سہاروں کے سہارا... بے چاروں کے چارہ... عاصیوں کے ملجا وماویٰ... قدرتِ

کاملہ کے حسین وجمیل شہکار جلوہ گر ہوئے...تو ہر نگاہ نے دیکھا کہ......

ظلمتوں کے اندھیرے سبھی چھٹ گئے
جور و اِستبداد کے دِن تھے جو کٹ گئے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اَبر کرم چھا گیا
بے کسوں' بے بسوں کو قرار آ گیا

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

۱۲ربیع الاوّل شریف کے صدقے ظلم وتشدد کی چکی میں پسی ہوئی مظلوم ومعصوم روحوں کواطمینان وسکون آ گیا...... پریشان و بے قرار اِنسانیت کوقرار آ گیا...... چاروں طرف خوشیوں کے شادیانے بجنے لگے...... لبوں پر دُرود وسلام کے سویٹ گیت آنے لگے...... ہر فرد مسرور اور شادماں نظر آنے لگا...... ہر سمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی روشنی پھیل گئی۔

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

۱۲ربیع الاوّل شریف وہ جشن ملّی ہے جس نے کائناتِ ہستی کو سرسبزی وشادابی کی بشارت سنائی۔ اِس دِن کی یادگار ہمارے صحیفہء حیات کا پہلا ورق ہے... ہمارے عروج و اِقبال کا سُہانا نغمہ ہے... بزمِ کائنات میں حسن وشباب کا پہلا طوفان ہے جس نے کفر وضلالت کی مضبوط چٹانوں کو پاش پاش کر دیا۔ یہ تقریب سعید ہمارے لئے رحمت وہدایت کی وہ تجلّی اوّل ہے جس کی روشنی اُفق عالم پر نیر درخشاں بن کر نمودار ہوئی۔ دُعائے خلیل' نویدِ مسیح' نورِ مجسم بن کر لباسِ بشریت میں جلوہ گر ہوئی... اِس مقدس یومِ ولادت پر رحمت کی بدلیاں چھا گئیں' اَبرِ کرم کے چھینٹے پڑے' وہ کسی خاص قبہ تک محدود نہ رہے بلکہ اُس کے فیضِ عام سے دُنیائے اِنسانیت نفع یاب ہوئی' عرب وعجم سیراب ہوا...اُس نے ہر نسل' ہر قوم اور ہر ملک' ہر ملّت کو حیاتِ نو بخشی۔ چمنستانِ

عالم میں وجد آفریں بہار آئی اور ہر ہر قدم پر کیف و مستی کا سیلاب اُمڈ آیا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

اے چاند ربیع الاول کے ' تو آیا رحمت لایا ہے
کونین منور جس سے ہوئے ' وہ نورِ ہدایت لایا ہے
نبیوں نے پڑھا کلمہ جس کا 'وہ ماہِ رسالت لایا ہے
اسلام مکمل جس سے ہوا وہ مہر نبوت لایا ہے
سبحان اللہ ' سبحان اللہ ' اے چاند ربیع الاول کے

دُنیا سے غلامی دور ہوئی ' دُنیا سے جہالت دور ہوئی
ذہنوں سے تشخص دور ہوا ' سینوں سے شقاوت دور ہوئی
وہموں کی نحوست دور ہوئی ' شیطان کی حکومت دور ہوئی
شرک کی بدعت دور ہوئی ' تکفیر کی لعنت دور ہوئی
تو رحمت کا پیغام بنا ' اے چاند ربیع الاول کے

اے چاند منور کرتا ہے تو ' راتیں دُنیا والوں کی
کیا تیری ٹھنڈی کرنوں میں ہے ٹھنڈک دل کے چھالوں کی
جب دل پر ہو حملہ غم کا جب لب پہ ہو یورش نالوں کی
جب قلب پہ بارش ہوتی ہے یاس و حسرت کے ھبالوں کی
اس وقت چمک للہ ذرا ' اے چاند ربیع الاول کے
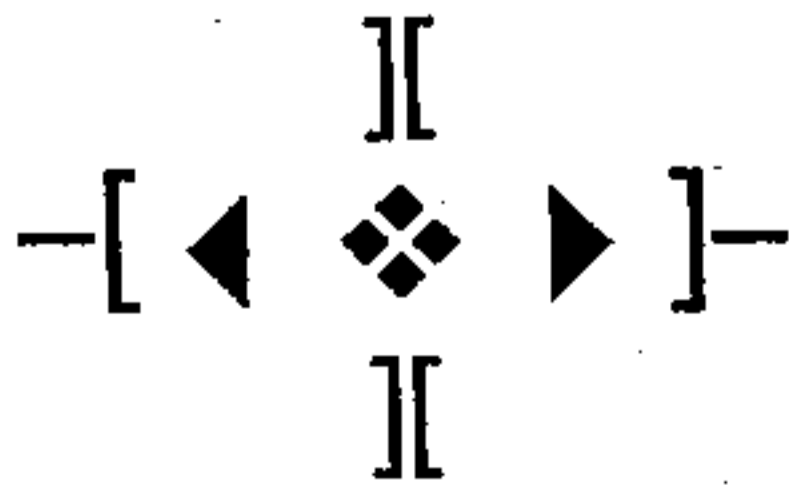
حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

(حُبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جزوِ ایمان ہونا...... بلکہ اصلِ ایمان...... عرفان ومحبت اور عشق وفدائیت کی شان...... حسنِ صورت میں بے مثال ولاجواب اور سیرت واخلاق میں قرآن...... اِتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر محبوبیت کا اعلان...... حب آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان)

اِسلام کا بنیادی اُصول حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واِتباع ہے۔ بزرگانِ دین کی تبلیغ اور اُن کے مواعظِ حسنہ میں حُبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ہمیشہ سے زور دیا جاتا رہا ہے اور یہی ایک ایمان کی جان ہے' ڈاکٹر علامہ محمد اِقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہ مصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

جو مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں دین اُن کا ہے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت نہیں کرتے تو وہ ابو لہب جیسے ہیں۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ تن جانِ پاک ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ہماری رُوحوں سے بھی لطیف تر۔ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فدائیت کے والہانہ جذبہ کے ساتھ بدنِ پاک کی اِسی لطافت وپاکیزگی کا اظہار قسم کھاتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں اِس طرح فرمایا ہے:

تو جان پاکی سربسر نے آب وخاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاکتر روحی فداک اے نازنیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک مکمل طور پر پاک ہے اے دیکھنے والے اللہ کی
قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر ہماری پاک تر روحیں بھی فدا ہیں۔

جسمانی لطافت کے سلسلہ میں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا'' کا جس حدیث شریف سے اِستدلال کیا جاتا ہے اُس پر بعض نے کلام کیا تو حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث کی تائید تو خود قرآنِ کریم کی اِس آیت شریفہ سے ہوتی ہے:

''قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ''

﴿پ ۶' سورۃ المائدہ' آیت نمبر ۱۵﴾

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآنِ مجید)۔

اس آیت میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔ قرآنِ پاک کے درجہ ذیل واضح بیان سے حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکشاف ہو رہا ہے۔

''لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ○'' ﴿پ ۱۸' سورۃ نور آیت شریف ۱۲﴾

ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس (بہتان) کو سنا تھا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے بارے میں نیک گمان کر لیتے اور (یہ) کہہ دیتے کہ یہ کھلا (جھوٹ پر مبنی) بہتان ہے۔

درجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام نسفی رضی اللہ عنہ نے ''تفسیر مدارک التنزیل ج ۲' ص ۴۹۴ مطبوعہ بیروت'' میں حدیث اِفک یعنی اُم المومنین پر بہتان تراشی کے قصہ کے سلسلہ میں حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ

نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا: آپ کا سایہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اِس لئے نہیں ڈالا کہ کہیں کوئی شخص اس سایہ پر اپنا قدم نہ رکھ دے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ پر قدم رکھنے کا کسی کو موقعہ تک نہ دیا ہو تو کیا پھر وہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کی بے حرمتی کا موقعہ دے گا...... (نہیں)۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جسدِ اطہر پر مکھی نہ بیٹھنے سے اِستدلال کر کے منافقین کی تکذیب و تردید کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی تھی۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ''تفسیر مدارک'' میں بیان کی گئی ہے۔

دینِ اسلام میں اِیمان کے ساتھ عمل کی ضرورت بھی ایک امر مسلم ہے اور اس کی اہمیت سے انکار کی گنجائش نہیں۔ مگر عمل کا سوال اِیمان کے بعد کا ہے اور حبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم داخل اِیمان و جزوِ ایمان ہے۔ صحیحین کی متفق علیہ حدیث شریف ہے...... شیخین رحمۃ اللہ علیہم (امام بخاری و امام مسلم) نے اپنی اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ تک یہ روایت پہنچائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> تم میں سے اُس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُس کے پاس زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں' اُس کے والد و اولاد اور تمام لوگوں سے۔ (مشکوٰۃ کتاب الایمان' پہلی فصل)

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ حبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سب پر مقدم ہے۔ اُصول و فروع (ماں باپ) اور دیگر تمام دوست احباب' اعزہ و اقرباء سے بڑھ کر ایمان کے لئے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت درکار ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے دل میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ضرور ہے' مگر اپنے نفس کی محبت زائد پاتا ہوں' تو ارشاد ہوا کہ ابھی تم مومن نہیں ہوئے' اس کے بعد جب دستِ مبارک اُن کے سینہ

پرر کھا تو کایا پلٹ دی' دل کی کیفیت بدل گئی اور حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب معمور ہو گیا۔ عرض کیا کہ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے نفس سے بھی زائد پاتا ہوں۔ ارشاد ہوا اب تم مومن ہوئے۔

قرآنِ کریم کی اِس آیت میں بھی اِسی طرف اشارہ ملتا ہے:

''مَاكَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط'' ﴿پ۱۱ سورۃ التوبۃ' آیت ۱۲۰﴾

اہل مدینہ کو اور جو اُن کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں' اُن کو شایاں نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔

اعمالِ حسنہ درحقیقت اسی کی شاخ ہیں' بلکہ اس کا ثمرہ ونتیجہ ہیں۔ حسن خاتمہ کا دارومدار بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور عاقبت و آخرت کی ساری بھلائی اور خیر و خوبی حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے:

سچ ہے عمل ہی قبر کا سرمایہ ہے مگر
افضل ہے ہر عمل سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

اُستاذِ جلیل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اِسی طرح حشر کے بارے میں فرمایا ہے:

اصل میں حُب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حشر میں کام آئی جلیلؔ
کام اُس وقت میں نہ زُہد آیا' نہ تقویٰ آیا

اِنسانی خصوصیات میں سے ایک امتیازی خصوصیت محبت ہے۔ فرشتے بھی اِس سے محروم ہیں' قلب مومن جو مرکزِ محبت ہے...... نہ صرف محل ایمان ہے...... بلکہ جلوہ گاہِ حق بھی ہے' بلحاظ حالاتِ محبت میں کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے...... انتہائے محبت کا نام عشق ہے...... جس کا ظہور فدائیت کی صورت میں ہوا کرتا ہے...... محبت کرنے

والا اس مقام تک اگر پہنچ جائے تو اپنے محبوب پر سے نہ صرف مال و متاع کو...... بلکہ خود اپنے آپ کو...... اُصول و فروع یعنی ماں باپ کو...... آل و اولاد سب کو...... قربان کر دیتا ہے...... جیسا کہ احادیث شریفہ میں "بَلْ نُفَدِّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا بِاَمْوَالِنَا وَ اَبْنَائِنَا وَاَنْفُسِنَا" اصحابہ کرام کی پیشکش کے اندر فدائیت کی مذکورہ بالا پوری صراحتیں پائی جاتی ہیں...... کسی نے کیا خوب فرمایا:

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا
صنمے کہ بر جمالش دوجہاں نثار بادا

چمن میں قیامت تک ہمیشہ پھول کھلتے رہیں گے اور بہار آتی جاتی رہے گی' ایسے کہ جس کے حسن پر دوجہاں نثار کر دیئے جائیں۔

(اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہمیشہ تروتازہ رہنے والے چمنستان کی سی ہے' اِسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر دوجہاں نثار ہونے کو تیار رہتے ہیں)

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اپنے آپ کو قربان و فدا کر دینے کی تعبیر سلوک میں فَنَافِی الرَّسُوْل سے کی جاتی ہے' اس کے بعد فَنَافِی اللّٰہ کی آخری نوبت آتی ہے' جو بقا باللّٰہ کا وسیلہ بن جاتی ہے...... کسی نے کیا خوب فرمایا ہے:

تو مباش اصلاً کمال اینست و بس
رو درد گم شو وصال اینست و بس

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر تم ہرگز مکمل نہیں ہو سکتے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں' رونے سے تکلیف جاتی رہے' وصال یہ نہیں ہے اور بس۔

اطاعت و اتباع سب بعد کی باتیں ہیں...... مرتبۂ محبت ان سے پہلے ہے اور معرفت و شناخت تو محبت پر بھی مقدم ہے' لہٰذا معرفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب توجہ پہلے

مبذول کرائی جاتی ہے۔عرفانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان صحابہ کرام کی تعریف فرمائی ہے...... جو پہلے اہلِ کتاب تھے۔علمائے یہود ونصاریٰ اپنے بیٹوں کو جیسے پہچانتے تھے' ویسے ہی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے' جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

"اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط"

﴾پ۲' سورۃ البقرۃ' آیت نمبر ۱۴۶﴿

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے' وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔

احبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف بہ اِسلام ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے دریافت کیا کہ آیہ "یَعْرِفُوْنَ" میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اُس کی کیا شان ہے؟ انھوں نے فرمایا: اے عمر! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا پہچاننا اپنے بیٹوں کو پہچاننے سے بدرجہ اَتم و اَکمل (سب سے اچھا و بھلا) ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیسے؟ انھوں نے کہا: مَیں شہادت دیتا ہوں کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اوصاف ہماری کتابِ تورات میں بیان فرمادیئے ہیں۔ایسا یقین بیٹے کی طرف سے کس طرح ہوا۔عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہوسکتا ہے۔یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کا سر چوم لیا۔یہ تھی قرآنی شہادت دربارۂ معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے الہامی کلام میں (جنھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں سے رُوحُ القدس کی تائید حاصل ہوا کرتی تھی) عرفانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اس طرح ظاہر ہورہے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اور میری آنکھ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھا کسی کو نہیں دیکھا اور عورتوں نے آپ سے بڑھ کر حسین وجمیل کسی کو نہیں جنا۔ آپ بے عیب ایسے پیدا کیے گئے' گویا کہ آپ خود جیسا چاہتے تھے ویسا پیدا کر دیے گئے۔

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے عیب سراپا کے تعلق سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ ایک جامع بیان تھا۔ اب اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی صرف ایک روایت ملاحظہ کیجیے جو انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ گراں مایہ کے بارے میں جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے سائل سے پوچھا: کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ اُس کے بعد فرمایا:

''کان خلقه القرآن''

آپ کے اخلاق یعنی زندگی کا عملی پہلو قرآن تھا۔

دُنیا میں کسی کو کسی سے جب محبت ہوتی ہے تو اُس کے دو ہی اسباب ہوتے ہیں' ایک جمال' دوسرا کمال۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم صورت وسیرت کے ان ہر دو اعتبار سے خلق خدا میں لاجواب و بے مثال ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے ہیں اور ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے:

''و صلی اللہ علیٰ نور کزو شد نورہا پیدا''

با ایں ہمہ' محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہوگی تو پھر کس سے ہوگی! ایسے محبوب پر جان و

دل سے فدا اگر نہ ہوں گے تو پھر آخر کس پر ہوں گے!

عرفانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں بعض ایسے بزرگوں کے بیانات اُوپر پیش کئے گئے ہیں، جنہوں نے ایمان کی آنکھوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ لیکن معرفت کے لئے ایسا دیکھنا بھی کوئی شرطِ لازم نہیں۔ حضرات خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جیسے عارف و عاشق کب آپ کو دیکھے تھے۔ آپ طبقہ صحابہ سے نہیں، زُمرۂ تابعین سے ہیں۔ اِسی لئے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پاکاں نہ دیدہ روئے تو جاں دادہ اندر کوئے تو

اینک بگرد کوئے تو صد جان پاک اے نازنیں

مقربوں (بلند مرتبہ عظیم شخصیات) کی شان کو دیکھ کر تمہیں (رونا) حسد نہیں کرنا چاہئے، تیرا نصیب گلی کوچہ کے درمیان ہی ہے۔ (یعنی تیرے قریب ہی ہے) بلکہ تو اپنی قسمت پر شاکر رہ۔ جو تمہارا نصیب ہے وہی تمہارے لئے پاکیزہ تر ہے، اے دیکھنے والے۔

الحاصل ترتیب کے لحاظ سے معرفت و شناخت پہلے ہوا کرتی ہے اور محبت اس کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ محبت کی انتہا عشق کہلاتی ہے اور عشق کا تقاضہ فدائیت اور قربانی ہوتا ہے۔ محبت پیدا ہو جانے سے محبوب کی اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ فی الواقع اطاعت ثمرۂ محبت ہے اور اس کا نتیجہ دعوئے محبت کا ثبوت بھی اطاعت سے ملتا ہے۔ محبت اگر دل میں نہ ہو تو اعضاء و جوارح سے فرماں برداری و اطاعت کا ظہور بھی نہیں ہوتا۔ قرآنِ کریم میں "وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" کے ساتھ ساتھ "فَاتَّبِعُوْنِیْ" کے بھی احکام ملتے ہیں۔ اطاعت و اِتباع میں بڑا فرق ہے۔ اتباع کا مقام اطاعت سے بہت اُونچا ہے۔ اس لئے کہ اطاعت جب نام ہے تعمیل حکم اور فرماں برداری کا تو اطاعت کے لئے حکم کا انتظار ضروری ہو گیا۔ اس کے برخلاف اتباع میں حکم کا کوئی

انتظار نہیں رہتا' بلکہ محبوب کے نقشِ قدم پر چلنے کی اور اس کا رنگ رُوپ اختیار کرنے کی جو کوشش کامل محبت میں بطورِ خود کی جاتی ہے اُسے اتباع کہتے ہیں۔ اسی لئے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی بدولت مقامِ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں اور خود بھی محبوبِ خدا بن جاتے ہیں' جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

﴿پ ۳' سورۂ آل عمران' ۳۱﴾

(اے حبیب!) آپ فرمادیں کہ لوگو! اللہ سے تم اگر محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس طرح حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنے والے بموجب وعدۂ الٰہی محبوبانِ خدا ہو گئے۔ ان میں سے بعض اولیائے کاملین تو کمال اِتباع کے باعث "محبوبِ الٰہی" اور "معشوقِ ربانی" جیسے القاب کے ساتھ پکارے جانے لگے۔ یہ ہے حُبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جو اِتباع اور کمال اِتباع کے درجے طے کرتا ہوا بالآخر یہاں تک پہنچا دیا۔

خاتمہ پر ایک اہم بات بتا دینا ضروری ہے' جو یاد رکھنے کے لائق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے اور پیروی کرنے والے کی جب یہ شان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتوں کی عظمت و شان کا کیا عالم ہوگا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دُعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ احبه فاحبه واحب من یحبه"

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے اور ہر اُس شخص کو محبوب بنالے جو اِس سے محبت رکھے۔

نص حدیث سے سبطِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نانا جان کے پاس محبوب ہونا ثابت ہوا' اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ہمام اور اُن کے تمام چاہنے

والے محبوبانِ خدا ہیں۔ آلِ نبی ﷺ کے اس تعلق جزئیت وقربِ خاص کی بنا پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ آلِ نبی ﷺ کو بھی شریک کرنا پڑتا ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں حُب نبوی ﷺ کے ساتھ محبت اہل بیت بھی اہل سنت و جماعت کے مسلک میں جزوِ ایمان ہے اور محبوبیت حق کا وسیلہ۔ خوارج اس سے بے بہرہ ہیں' جیسے کہ روافض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برگشتہ' اعتدال سے ہٹ جانے اور افراط وتفریط میں پڑ جانے کی وجہ سے دونوں فرقے باطل پر ہیں اور اہل حق ہر دو سے بیزار۔

حکیم الامۃ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی مناجات میں ہے:

الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ

اگر دَعوتم رَد کنی ور قبول' من و دَست و دامانِ آلِ رسول

یا اللہ اولادِ فاطمہ علیہا السلام کے صدقے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمانا۔ اگر ہم دعوت دیں (مکمل دعوت) اور وہ قبول ہو جائے' تو مجھے آلِ رسول ﷺ کے دامن میں پناہ دے...... آمین۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ حَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَسَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

(مندرجہ بالا مضمون جگر گوشۂ حضور غوث الاعظم' جلالۃ العلم' حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر جامعہ نظامیہ وصدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ' حیدر آباد' دکن کا ہے جو "جلالۃ العلم' حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری' مرقع حیات' علمی' تحقیقی خدمات" سے شامل کیا گیا ہے)

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

شب میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر کی رات نے کس قدر ہمہ گیر شرافت اور دولت حاصل کی۔ دُنیا میں تمام روشن راتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی کی چابی ہیں۔ لیلۃ القدر، عیدین اور معراج آپ کے کمالات سے ہیں۔ جس نے آنکھوں کو روشن کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ میں اعلیٰ ترین مقام پایا۔ جس کی بلندی کا اعلان زمانے نے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن نے زمانے کی آنکھ اور کانوں کو بھر دیا۔ اے ہمارے لئے باعث خوشی۔ اے وہ رات کی جس کی فضیلت والی گھڑیاں ہمارے ذہنوں میں گردش کرنے والی ہیں اور جس نے تدریجاً دُنیا کو روشن کر دیا۔ دُنیا پر گذرنے والی فضیلتوں کا اگر تیرے ساتھ موازنہ کیا جائے تو تو سب پر بھاری ہے"۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

داخل جو ہوں گے بزم میں، جنت کو پائیں گے
بیشک مکان خلد میں، اپنا بنائیں گے

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

حلیہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سبحان اللہ! ایسا آفتابِ محبوبی...... نیز...... فلکِ خوبی...... مطلعِ غیب سے طلوع فرماہوا...... کہ...... جس کے جمالِ سراپا کمال...... اور...... حسن بے زوال پر خود صانع جمیل عاشق وشیدا ہوا۔

آپ نے پایا ہے وہ حسن ملیح
شیفتہ ہیں انس و جان صل علیٰ

رُوئے زیبا...... آئینہء تجلیاتِ خدا...... آفتابِ پُر ضیا...... قمر سراپا صفا...... یعنی وہ چہرہَ نورانی...... مرأتِ تمثالِ یزدانی...... مظہر انوارِ سبحانی...... کانِ ملاحت...... جانِ صباحت...... لطافت میں خورشیدِ دَرخشاں...... صباحت میں رَشکِ ماہِ تاباں...... سر مبارک بدرجہء اعتدال...... مخزنِ فضل وکمال...... مُوئے سر شریف نہ بالکل سیدھے نہ بہت گھونگر دار...... سراسر لیلۃ القدر کے اسرار...... گیسوئے معنبر تا نرمہ گوش گاہے تا بدوش۔

کانِ معطر ہے تصور سے مشام
گیسو عنبر فشاں صل علیٰ

پیشانی نور کی نشانی...... بعینہٖ شفق قمر یعنی نصف ماہ کی طرح منور...... اَبرو باہم پیوستہ...... قتلِ عشاقِ پر کمر بستہ۔

ابرو خمدار ہے مثلِ حرم
سجدہ گاہِ عاشقاں صل علیٰ

چشمِ مخمور...... نشۂ حسن میں چور...... غارت گر صبر و شکیب...... بیاضِ چشم پر ۲ سرخ سرخ ڈورے...... عین دامِ دلفریب...... بدوں سرمہ آنکھیں سرمگیں...... قتالِ عاشقین...... مژگانِ سیاہ...... خونریزی کی گواہ۔

چشم کو نرگس سے کیا تشبیہ دُوں
ایسی آنکھ اُس کی کہاں صل علیٰ

نرگس خود شرابِ عشق...... چشمانِ مبارک سے مست رہتی تھی...... اور بار بار زبانِ حال سے یہ کہتی تھی:

مقابل میں تری آنکھوں کے آہُو ہو نہیں سکتا
انہیں آنکھوں پہ جادُوگر سے جادُو ہو نہیں سکتا

کثرتِ حیا سے اکثر نیچی نگاہ تھی...... رُو و پشت میں یکساں مشاہدہ فرماتی تھی...... کیا شانِ الٰہی تھی...... بینیِ پاک...... حسین کی ناک...... بلند و مُرتفع...... نہایت خوش طبع گوش...... حق نیوش...... کمال خوش اُسلوب...... از حد عمدہ نہایت خوب...... آئینۂ رُخسار...... برابر و ہموار...... آب و تاب میں ایسے بے بدل و بے مثال...... کہ...... والشمس والضحیٰ جس کے دو گواہِ حال...... رنگِ رُخسار گونہ سرخ، گونہ سفید ملاحت و صباحت آمیز...... یعنی گندم گوں حسن خیز۔

ہیں گلِ فردوس رُخسارِ لطیف
زُلفیں ہیں مُشک جناں صل علیٰ

لب ہائے لعلیں...... شریں و نمکیں...... اعجازِ بیاں...... سراسر مفسرِ قرآں۔

دنگ تھے سُن کر کلامِ پاک کو
سب فصیحانِ جہاں صل علیٰ
لائے ایماں سینکڑوں وقتِ سُخن
اے لب مُعجز بیاں صل علیٰ

دہان شریف...... نہایت لطیف...... کشادہ دَنداں...... پُر از انوارِ یزداں...... مثلِ لعل بے بہا دَرخشاں...... یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے عکس نور سے دَرودیوار روشن ہو جاتے۔ چاہ ذَقن...... مثل قمرِ روشن...... لحیہ پاک تا سینہ شریف...... بیاض گردن مبارک' برنگِ لطیف...... بلند شانہ...... گول بازو...... معطر بغل...... بے مثل...... لاثانی...... بے بدل...... دَست نرم و نازک...... رشکِ حریر و دیبا...... کفِ دست پرضیا...... غیرتِ ید بیضا...... درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت مبرہن...... ختم رسالت پر دلیل روشن...... پشت نہایت نرم و شفاف...... شکم بے مُو' مثل سیم' سادہ' صاف...... حلقہء ناف لاثانی' گرداب آبِ زندگانی...... نزاکت مُوئے کمر' تارِ نظر سے باریک تر...... خوشبوئے جسم اَطہر مشک سے زیادہ معنبر...... قدم شریف صاف و پاک...... مُبَرَّا از آلودگی گرد و خاک...... قامتِ زیبا سروِ چمنستانِ قدس...... موزوں وخوش انداز...... نہ بہت کوتاہ نہ بہت دراز۔

قامتِ بالا سے ہے طوبیٰ خجل
تم وہ ہو سرورِ واں صل علیٰ

عرقِ معطر...... فضلاتِ مطہر...... جس کوچہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہو جاتا وہ کوچہ خوشبوئے جسد مقدس عطر آگیں سے معطر ہو جاتا...... بلکہ کثرتِ خوشبو سے مہکتا کہ ''جویا'' اِس سلسلہ سے عین خدمتِ خاص میں پہنچ جاتا...... کہیں نہ بھٹکتا۔ راوی کہتا ہے کہ اب تک دَرودیوارِ مدینہ طیبہ سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ تمام جہان کی خوشبو شرماتی

ہے......لیکن دماغِ محبت اُسلوب و مشامِ اِرادت مآب ہو......تب اس روائح رُوح پَرور سے فیضاب ہو۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمُ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ
مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]
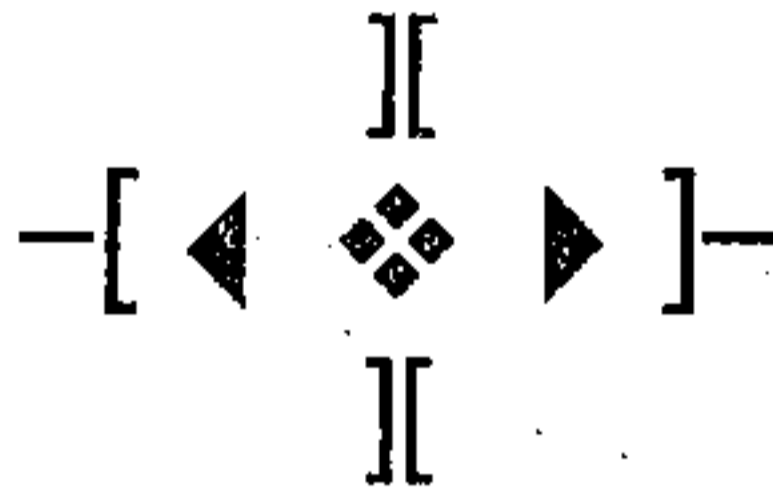
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ

خوشخبری ہو کہ اِس ماہِ ربیع الاوّل کا چاند طلوع ہوا..... جو اِسلام کی بہار کا مہینہ ہے ...... وہ مہینہ جس میں ہدایت کی صبح نمودار ہوئی ...... اور نیکی کے چشمے نکلے ...... وہ مہینہ جس میں وہ ہستی ظاہر ہوئی جس نے عرب کو تاریکی سے روشنی میں ...... جہالت سے علم میں ...... وحشت سے تہذیب میں ...... کفر سے توحید میں ...... ذِلت و پستی سے عزت و فضائل کی طرف لایا..... پس اس وقت مذہباً سب سے بڑی قوم کے نزدیک سب سے بڑا مہینہ ہے اور مذہب خدا کے نزدیک صرف اِسلام ہے ...... یہ وہ مہینہ ہے جس کے لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کا مسرت ...... تبسم ...... خوشی کے ساتھ استقبال کریں ...... کیونکہ اِس مہینہ میں جب کہ قریب تھا کہ اس کا چاند ماہِ کامل ہو جائے ...... تو زمین و آسمان کا بدرِ کامل طلوع ہوا اور زمین و آسمان خدا کے نور سے چمک اُٹھے۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اِس مہینے کے لئے خوشی کریں ...... جس میں ہمارے پیارے نبی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ان کی وہ روشنی چمکی جو کبھی چھپنے والی نہیں ہے ...... جس سے کفر کے بادل چھٹ گئے ...... شرک کی تاریکیاں مٹ گئیں ...... بت پرستی ختم ہو گئی ...... اور زمین کے ٹیلوں پر اِسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

یہ وہ مہینہ ہے جو ہماری قابلِ عزت تاریخ کا دیباچہ ہے ...... اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے ...... خدا اُس بندے پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے اِس مہینے کو ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار ...... اور مجلس میلاد کا زمانہ بنایا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

ربیع الاوّل......نور و نکہت کا ایسا موسم جس نے چشم زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک اِرم بنا دیا......یہ وہ مہینہ ہے جو دُنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا...... سب سے مبارک......اور سب سے اہم مہینہ ہے......اس مہینہ کو اُس وقت تک فراموش نہیں کیا جا سکتا جب تک دُنیا کو نیکی اور سچائی کی ضرورت ہے......اور جب تک دُنیا کو سیدھے راستے کی طلب ہے اُس وقت تک اِس مہینہ کو یاد رکھا جائے گا......خصوصی طور پر ''۱۲ ربیع الاوّل'' نورانی اور ایمان افروز دن منایا جاتا رہے گا......یہ ربیع الاوّل کا وہ دن ہے جو خنداں اور تاباں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ہم پر جلوہ فگن ہوا ہے......جو اپنی پاکیزہ ترین مہک کے ساتھ ہمارے سم و جان اور اپنی محبوب ترین خوشبو کے ساتھ آفاقِ عالم کو مہکا رہا ہے......اور دُنیا کے ہر ہر گوشے کے مسلمان جو خنداں و فرحاں اِس کے استقبال میں مگن ہیں' سعادت مندی سے اپنا دامن مالا مال کر رہے ہیں......اور اسے پوری توجہ اور بڑے اہتمام سے منا رہے ہیں......ٹھہر ٹھہر کر......جھوم جھوم کر اپنی مٹھاس بھری آوازوں میں تلاوتِ کلام پاک میں مشغول ہیں......سیرتِ طیبہ کا تذکرہ کر رہے ہیں اور مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے گوناگوں پہلوؤں کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں......اور سوچ و بچار میں ہیں کہ کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنسانیت کو شرک کی تاریکیوں اور بت پرستی کی ظلمتوں سے نکالا اور کیسے انہیں عزت و کرامت سے ہمکنار کیا ......اور یہ ذِکر کر رہے ہیں کہ کیسے آپ کی تشریف آوری کے سبب خوشی کی وجہ سے آسمان و زمین کا چہرہ دمک اُٹھا اور اِس کا مخلوق نے کس اہتمام سے استقبال کیا......یہ مہینہ اور وہ گھڑی نورانی سعادتوں سے لبریز ہے جس سے نور چھلک رہا ہے......اور یہ موزوں وقت ہے کہ جس میں ہم سیرتِ پاک کا مطالعہ کریں......اس کے واقعات کو سمجھیں...... اور جن اسباق اور پند و موعظت پر یہ مشتمل ہیں......ان کو یاد کریں۔ ہمارا یہ عمل ان قوی تر اسباب سے ہے جو ہماری اولاد کو عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صدق و ایمان کے ساتھ منور

اور جلیل اعمال اور عظیم قربانیوں کے ساتھ روشن اور مزین زندگی کی بیش بہا دولت کا شعور دلاتے ہیں اور ان کے ساتھ معمور کرتے ہیں اور یہی عمل اپنی جگہ ان قوی ترین اسباب میں سے ایک ہے' جو انہیں شریعت کے ساتھ محبت پر آمادہ کرتے ہیں..... نتیجۃً وہ تعظیم کرنے لگ جاتے ہیں اور اس کے موافق عمل کرنے پر پوری توجہ دیتے ہیں۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ربیع الاوّل وہ مہینہ ہے جو جشن و مسرت کا ایک عام پیغام لاتا ہے..... جو ہم کو یاد دلاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا کی رحمت عامہ کا دُنیا میں ظہور ہوا۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ربیع الاوّل کا مہینہ پوری اِنسانی تاریخ میں ایک غیر فانی اہمیت کا حامل مہینہ ہے' اِس مہینے میں وہ ذاتِ بابرکات پہلوئے آمنہ سے ہویدا ہوئی جس نے تاریخِ اِنسانی کے دھارے کا رُخ پلٹ دیا..... جس نے اِنسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رِفعت کے آسمان پر پہنچا دیا..... جس نے دُکھی دُنیا کو پیغامِ اَمن و راحت دیا..... اِس کی اُن بیڑیوں کو کاٹا جن میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آ رہی تھی..... اِس کی پشت پر سے وہ بوجھ اُتارا جس کے نیچے وہ قرن ہا قرن سے دبی جا رہی تھی..... اور اسے ایک ایسا اجتماعی نظامِ حیات دیا جس کو اپنا کر وہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے..... اور جس میں رنگ و نسل..... وطن اور قوم..... اور امارت و افلاس کی بنیاد پر کوئی تفریق اور امتیاز نہیں۔

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ماہِ ربیع الاول شریف کو رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے ایسی نسبت ہے کہ جب یہ ماہ طلوع ہوتا ہے تو مسلمانانِ عالم کی والہانہ عقیدت میں بہار و تازگی پیدا ہو جاتی ہے..... اِس ایمانی' روحانی سچی خوشی سے ہر مسلمان ایسا مسرور ہو جاتا ہے جس کا بیان الفاظ میں نہیں ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے بلکہ غالب گمان ہے کہ ہر مسلمان اُمتی کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کی خوشی سب سے بڑھ کر اُسی کو حاصل ہے.....

اس لئے کہ رشتہءِ ایمان ایسا قوی رابطہ ہے کہ جس کا تعلق بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے......اور ہر مسلمان نعمت ایمان وعرفان کو کلمہ پڑھتے ہی سمیٹ لیتا ہے......اور اُسے ایمان وعرفان کے لحاظ سے تہی دامنی کا احساس بالکل نہیں رہتا۔

— ◀ [صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] ▶ —

یہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہے' اِس ماہ کی ایک سحر' ساری بزمِ امکان کے لئے روشنی اور اُجالے کا پیغام لائی......اس برکت والے مہینے کی ایک صبح کو وہ آفتابِ ہدایت وسعادت طلوع ہوا جس نے اپنی تابندہ کرنوں سے عالم انسانیت کے گوشے گوشے کو رشک صد طور بنا دیا۔ حسن اَزل نے اپنی بے نقابی کے لئے اِسی ماہ کی ایک ساعت کو منتخب فرمایا تھا۔

— ◀ [صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ] ▶ —

ماہِ ربیع الاوّل......دُنیائے رُوحانیت کے لئے موسمِ بہار ہے......یہ بہار صرف مسلمانوں کے لئے نہیں' بلکہ پورے عالم کون ومکاں اور کارگہِ حیات کے لئے ہے......اِس لئے کہ اِسی ماہ مبارک کی ۱۲ر تاریخ کو جب کہ انسانیت بربریت وبہمیت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی......جب کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا......جبکہ شرف بشریت پتھروں کے خودتراشیدہ اصنام کی چوکھٹوں پر سجدہ ریز تھا......جب کہ غریبوں......کمزوروں......یتیموں......بیواؤں......غلاموں......اور مجبوروں کو کوئی سہارا دینے والا نہ تھا......استحصال اور جبریت کے خلاف کوئی آواز اُٹھانے والا نہ تھا......کوئی ایسا نہ تھا جو اِنسانیت کو اس کی عظمت سے آشنا کرتا......اور کوئی شخصیت ایسی نہ تھی جو نوعِ آدمیت کو صراطِ مستقیم کی طرف لے جاتی......ذات پات کی خلیجیں اِنسانوں کے درمیان تفریق کا پہاڑ بن کر کھڑی تھیں۔ یونان کے فلسفے کے سوتے خشک ہو گئے تھے......مصر کے تمدن کی عمارت منہدم ہو چکی تھی......ایران کے عوام ہلاکت وافلاس کی چکی میں پس رہے تھے......ہندوستان بتوں اور بت پرستوں کا مرکز بن چکا تھا......چینی

حکمت دم توڑ چکی تھی......عراق میں خاک اُڑ رہی تھی......سرزمین حجاز بانجھ بنی ہوئی تھی کہ رحمت خداوندی کو جوش آیا......اور وہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن کے ابر کرم کی شکل اختیار کر کے ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو ایسا جھوم جھوم کر برسا کہ ساری کائنات سیراب و مالا مال ہوگئی۔

— [صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم] —

ربیع الاوّل شریف وہ مبارک مہینہ ہے جس کی بارہ تاریخ کو نورانی ایمان افروز صبح ......طلوعِ آفتاب سے قبل ۲۲ اپریل ۵۷۱ء عام الفیل بارہ ربیع الاوّل کی صبح کو رسول خاتم پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم......مشکوٰۃ تاجداراں......فروغ گل عذاراں......انیس دِل فگاراں ......تب و تاب کوہِ فاراں......بہارِ شبستاں......شبابِ نو بہاراں......ہادیٔ کون و مکاں ......شہر یارِ مرسلاں......فانوس ایوانِ جہاں......خدوم شکر کر و بیاں......مصحف مصحف یزداں......رئیس جنودِ عرشیاں......باعث رحمت فرشیاں......ممدوح دو جہاں......کلاو بے کلاہاں......حضرت خیر الوریٰ ......حبیب خدا......اشرفِ انبیاء......شافع روزِ جزاء ......راہِ نورد جادۂ اسریٰ......نورِ خدا......محبوبِ خدا......رسولِ خدا......احمد مجتبیٰ......محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو زمانے میں بہار آگئی......بے سہاروں کو سہارا مل گیا...... بے چاروں کو چارا مل گیا......بے آسروں کو آسرا مل گیا......بتوں کے سامنے جھکنے والی اِنسانیت ایک خدا کے سامنے جھکنے لگی۔

— [صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم] —

بہت مشاقانِ رسولِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم محفل پاک کے سجانے سے عالی مراتب پائے ......محفل میلاد ایک سعادتِ دارین ہے اور وہ جلسہ ہے کہ جس کو ایام پیدائش خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تا حال علمائے اکرام و اولیائے عظام ہر ابلاد و قریہ کے مرتب کر کے حسنات ابدی و سعادت سرمدی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں...... مکان محفل میلاد شریف میں ابر رحمت برستا ہے جس کے دیدار کو عرش عظیم بھی ترستا ہے۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے سے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔ مسلمان کی زندگی کا اوّلین مقصد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے...... جو دونوں جہاں کی سعادت ہے۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

میرے گھر وچ ڈیرے غریبی دے سن' پہرے لگے ہوئے بد نصیبی دے سن
کملی والے دے میلاد لئی جس گھڑی' اپنے گھر نوں سجایا تے گل بن گئی
میرا سینہ سی دُکھاں دی آماج گاہ' لبھ گئی آپے خوشیاں نوں اس گھر دی راہ
پاک نعلین دا نقش لے کے جدوں' اپنے سینے تے لایا تے گل بن گئی

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

(درجہ بالا مضمون ماہنامہ السعید ملتان کے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا تھا' غالباً یہ پہلا مضمون تھا جسے راقم نے ترتیب دیا' یہی مضمون اس کتاب کی تکمیل کا باعث بنا' جسے مزید بہتری کے ساتھ درج کیا گیا ہے......ریاست علی مجددی)

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
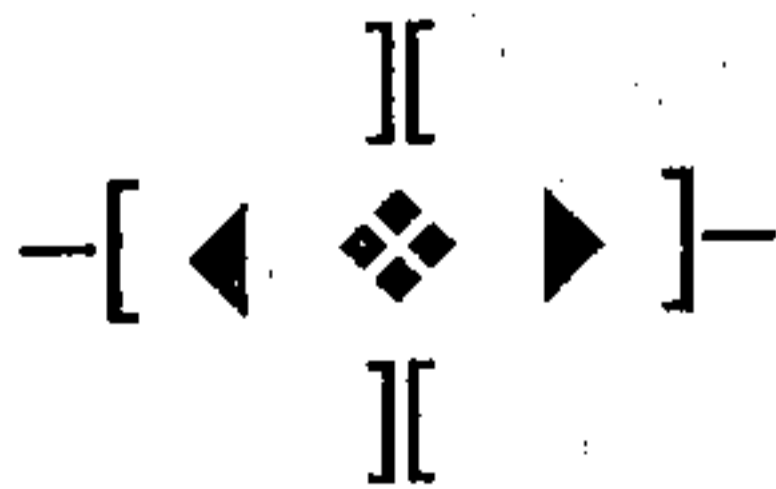
آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

پہلے اور بعد عورت کی حالت

معاشرے میں عورت کیا مٹی پلید ہے کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے..... لونڈی ہے ..... جانور ہے ..... ذلیل ہے..... حقیر..... کیسی عزت..... کس کا ترکہ..... کدھر کا ورثہ..... مشورہ نہ اصلاح..... نکاح نہ بیاہ..... مار پیٹ جائز اور ظلم وستم مباح..... یعقوب و یوسف کی بسنے والی زمین پر جہاں خلوص وصداقت کے پھول مہک چکے تھے۔اب وہاں مکر ودغا کی نہریں جاری ہیں اور ظلم وریا کے کانٹوں سے انسانیت کا گلشن ایسا پٹا پڑا ہے کہ بادِ صبا بھی قدم دھرتی کانپتی ہے۔ ایمان کے قمقمے گل ہوئے ..... انصاف کی ہوائیں ختم ہوئیں اور مظلوم عورت کی رگ رگ سے مرد کے ستم کی فریادیں بلند ہونے لگیں ..... معصوم بچیاں جیتی جاگتی اور پلتی بولتی زمین کا پیوند ہو رہی تھیں اور کوئی اتنا نہیں ہے کہ ان زندہ روحوں کی خونریزی پر اُف بھی کر سکے..... اندھے کنوئیں اور گہرے گڑھے ان بدنصیب بچیوں کی زندہ ہڈیاں گود میں لئے ..... ان کی بے کسی ولاچاری کا مرثیہ پڑھ رہے ہے..... جوان عورتیں جن کی عصمت کوئی وقعت نہیں رکھتی ..... بے پناہ ہیں ..... بوڑھیاں نوکروں اور ماؤں کی خدمت انجام دے رہی ہیں اور اُس سرے سے اُس سرے تک تمام عریشاں مصائب کی پوٹ..... آفات کا میدان بنا ہوا ہے۔

عورت کنیز بن کر دُنیا میں جی رہی تھی..... خونِ جگر کے قطرے خاموش پی رہی تھی..... فطرت یہی سمجھ کر ہونٹوں کو سی رہی تھی..... مردے سے تھی وہ بدتر..... کہنے کو جی رہی تھی۔

سکھ اِس طرح ہوا تھا آخر حرام اس کو
اور مرد جانتا تھا لونڈی غلام اس کو
اندھے کنوئیں عرب کے دامانِ کوہ وصحرا
شاید ہیں اس ستم کے جولڑکیوں پہ ٹوٹا
صورت کی بھولی بھالی باتوں کی جیسی مینا
زندہ ہوئیں گڑھوں میں دم تک مگر نہ مارا
عورت کی ہر حقارت تھی مرد کو گورا
گلے کا جانورتھی دانا تھا اور نہ چارا

عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل ہوکر رہ گئی تھی......اس کوکوئی اختیار نہ تھا...... لڑکیاں موجب ننگ و عار سمجھی جاتیں ......اگرکوئی خاص مانع نہ ہوتی تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا......مردوں کواختیار تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں شادی کریں......سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھا جانے لگا......نوجوان وخوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھے جاتے اورسرعام بازاروں میں پڑھے جاتے......گائے جاتے......کسی کے زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا۔

حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کردیتے تھے......عورت کومعاشرے میں کوئی مقام حاصل نہ تھا......اسے وراثت سے محروم رکھا جاتا......بلکہ بذاتِ خود اسے مالِ وراثت سمجھا جاتا تھا......باپ کے مرجانے کے بعد اُس کی کل بیویاں سوائے حقیقی ماں کے ......سب بیٹے کے تصرف میں آجاتی تھیں......نکاح کی کوئی حد نہ تھی......دو حقیقی بہنوں کوایک ساتھ نکاح میں رکھنا جائز تھا......طلاق دینے میں کوئی پابندی وقدغن نہ تھی ......بات بات پر طلاق دیتے اوراسے لٹکائے رکھتے......عورت جب بیوہ ہوجاتی تو ایک سال تک گھر سے باہر تنگ کوٹھڑی میں قید بامشقت کی زندگی گزارتی......شعراء

کے اشعار کا زیادہ تر موضوع عورت تھی...... وہ اشعار میں بڑے فخریہ انداز سے انتہائی سفلی، اور غلیظ جذبات کا اظہار کرتے تھے۔

عورت مجموعی طور پر بدترین مخلوق اور ہر قسم کے ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی...... رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ لڑکی پیدا ہوتی تو اہل خانہ کے چہرے غصے سے سرخ و سیاہ ہو جاتے...... شرم کے مارے لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتے...... حتیٰ کہ اسے زندہ درگور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے۔ قرآنِ حکیم نے ان کی اس حالت کو یوں بیان کیا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (پ۱۴، سورۃ النحل آیت نمبر ۵۸ تا ۵۹)

ترجمہ: ان میں سے کسی کو جب بیٹی کے ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو دکھ اور افسوس کے مارے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور لوگوں سے چھپاتا پھرتا ہے کہ اسے کیسی بری خبر دی گئی ہے اب بے عزت ہو کر اس لڑکی کو سنبھال رکھے یا اسے زمین میں گاڑ دے، یہ جو بھی فیصلے کرتے ہیں بہت برے ہیں۔

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وّآلہٖ وسلم]

(درجہ بالا مضمون ماہنامہ السعید ملتان کے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا تھا، جسے مزید بہتری کے ساتھ درج کیا جا رہا ہے...... ریاست علی مجددی)
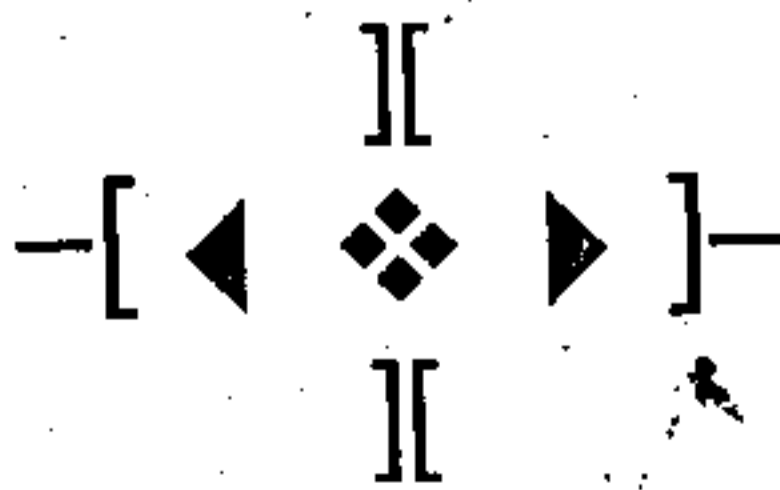
مسلمانوں کا محبوب عمل

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

جے توں چاہناں ایں مشکلاں حل ہوون' میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دی خوشی منا کے ویکھ
سن کے نام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دا ' وِرد لباں تے یار سجا کے ویکھ
پھر اُوہدی رحمت دا اَنت ویکھیں' میریاں گلاں تے عمل کما کے ویکھ
رب رسول دی مستانیاں خوشی چاہنا ایں' کسے یتیم دا بھار اُٹھا کے ویکھ

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہل محبت وعشق اور صاحبانِ معرفت وبصیرت کے لئے انمول تحفہ...... بلندئ درجات...... روحانی مقامات اور کمالِ محبت کے حصول کا سرچشمہ ہے ...... یہ وہ سعادت ہے جو اَزل سے اہل طلب کو نصیب ہوتی چلی آئی ہے اور ہوتی رہے گی...... میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہر گنہگار و تشنہ طلب رحمت خداوندی کے لئے ایک انمول خزینہ ہے...... محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنعقاد اہل اِسلام کا طریقہ ہے...... میلاد شریف مسلمانوں کا محبوب عمل ہے...... محافل میلاد کا اِنعقاد مطلب پانے کے لئے خوشخبری ہے...... میلاد پاک کی خوشی کرنے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں...... میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا تذکرہ ہے جو مردہ دلوں کے لئے قطرۂ رحمتِ حیات ہے...... تذکرہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا تذکرہ ہے جو الفاظ کا محتاج نہیں بلکہ دل کی ان دیکھی محسوسات کا مرہونِ منت ہے...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی صرف مومن مسلمان کو ہی ہوسکتی ہے۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

محفل میلاد کا معنی و مفہوم

میلاد کے لغوی معنی ہیں پیدائش ...... پیدائش کا وقت ...... پیدا ہونے کا زمانہ۔ عید میلاد کے معنی ہیں پیدائش کی خوشی منانا ...... ایسا اجتماع جس میں پیدائش کے حالات و واقعات اور آثار کا ذکر کیا جائے محفل میلاد کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں کئی انبیائے کرام اور اپنے محبوب بندوں کا میلاد بیان فرمایا ہے۔ اصطلاحاً یہ لفظ مسلمانانِ عالم اپنے آقا و مولیٰ' حبیب خدا' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے لئے بولتے ہیں۔ اور فی زمانہ یہ لفظ صرف اور صرف آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے لئے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ میلادُ النبی ﷺ کی محافل کا انعقاد سارا سال عالم اسلام میں جاری رہتا ہے اور ماہِ ربیع الاوّل کی آمد کے ساتھ ہی محافل کا عروج اپنی انتہائی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔ بارہ ربیع الاول کو تو پوری اسلامی دُنیا کا ہر فرد اپنی پوری سج دھج کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر پوری کائنات کے ساتھ ہم قدم' ہم زبان اور ہم آواز ہو کر درود اور سلام کے نذرانے اور عقیدت کا خراج محبوب ربِ غفور ﷺ کے حضور پیش کرتا ہے اور ولادت با سعادت کے تذکرے سنے سنائے جاتے ہیں۔ مسلمان عید میلادُ النبی ﷺ کی محافل کا انعقاد کر کے شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ میلاد تو مخلوق کا منایا جاتا ہے اور میں تو یہ کہوں گا کہ کائنات کی تخلیق کا مقصد یہی میلادِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور محشر کے انعقاد کا سبب بھی یہی ہے۔ جو شخص حضور سرکارِ دو جہاں ﷺ کے میلاد پاک کی خوشی نہیں کرتا یا اسے خوشی محسوس نہیں ہوتی وہ مومن مسلمان تو درکنار وہ انسان کہلانے کا حقدار بھی نہیں ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

محفل میلاد کا مقصد

جشن میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کے لیے کوئی خاص کیفیت مخصوص نہیں...... جس کی پابندی خود بھی ضروری ہو اور لوگوں کو بھی اس پر کاربند رکھا جائے...... بلکہ ہر وہ عمل جو نیکی کی طرف دعوت دے......لوگوں کو ہدایت پر اکٹھا کرے اور انہیں ان کے دینی اور دُنیوی فوائد و منافع کی طرف راہنمائی کر سکے...... اس سے جشن میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے......اس لیے اگر ہم ایسی محافل منعقد کریں جن میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتیں پڑھی جائیں ......شانِ رسالت کا ذکر ہو...... دینِ حق کے راستے میں آپ کے مساعی کا بیان ہو اور آپ کے فضائل و شمائل کی تعریف کی جائے تو میلاد کا اصل مقصد حاصل ہوگا۔

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کیا ہے؟......حضور پُر نور، شافع یوم النشور، سید الموجود المفقود، فخرِ آدم و بنی آدم، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا تذکرہ کرنا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین و اَجداد اَطہار کی شان بیان کرنا......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن مبارک کا تذکرہ کرنا......رضاعت مبارکہ کے واقعات بیان کرنا...... بوقت ولادت باسعادت ظاہر ہونے والے عجائبات کا تذکرہ کرنا...... کائناتِ ارضی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم سے جو بہاریں آئیں اُن کی داستان چھیڑنا ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک پر خوشی مناتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا...... ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں لوگوں کو کھانا کھلانا......نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سُننا اور سنانا......اور میلاد شریف کا بیان سُننا......اور سُنانا میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتا ہے۔

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنا اِس طرح ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کو زندہ کرنا ہے اور ہمارے نزدیک اِسلام میں محبوب و مشروع ہے۔

سچا عاشق میلاد منانے کے لیے کسی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا " مَنْ اَحَبَّ شیأً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ " یعنی جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اُسی کی یاد میں رہتا ہے۔

عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو کسے دا عاشق ہندا اُوسے دی گل کردا
سو سو مکر بہانے پا کے اُوہدے مرنے مردا

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یعنی میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو عالم کے لیے رحمت' ایمان و ایقان کی علامت ہے۔ یوم میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے لیے نہایت ہی بابرکت ہے۔ محفل میلاد کی مجلسوں میں ذوق وشوق سے شمولیت کرنے سے دِلوں میں جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتا ہے۔ محفل میلاد کا منعقد کرنا اہل عشق و محبت' مومنین و مخلصین' علماء و محدثین کی تقلید ہے۔ فرش تا عرش تمام جہان میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشیوں میں مگن ہے۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

مومن کے لئے بڑی خوشی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا مہینہ آئے تو ایک سچے مسلمان کی قلبی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ خوشیاں منانے کے لیے اس کا دل بے قرار اور طبیعت بے چین ہو جاتی ہے اور اسے یوں لگتا ہے کہ اس کے لیے کائنات کی ساری خوشیاں ہیچ ہیں اور میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہی حقیقی خوشی ہے...... بلکہ وہ یوں سمجھتا ہے کہ اُس دن کائنات کی ساری خوشیاں سمٹ کر اُس کے دامن میں آ گری ہیں۔ اس سے بڑھ کر اُس کے لیے مسرت وشادمانی کا اور کون سا موقع ہوگا...... اس خوشی سے بڑھ کر کائنات میں کسی خوشی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

عمل میلاد شفارش کرے گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ ربیع الاول شریف میں خوشی منائے اور خوشی کا اظہار کرنے کے لئے محفل میلاد منعقد کرے ......قریب ہے کہ وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ سابقین بزرگوں کے ساتھ داخل ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جس جسم میں سرایت کرگئی وہ جسم بوسیدہ نہیں ہوگا ......نیکوں کو آپ کی محبت کی وجہ سے اغیار میں شفاعت کی قبولیت نصیب ہوتی ہے تو میلاد کا عمل میلاد کرنے والے کی سفارش کرے گا یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میلاد کرنے والے کی شفاعت فرمائیں گے اگرچہ میلاد کرنے کی محبت کا مرتبہ نیکوں کی جو محبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اُس سے کم ہے اس کا مصداق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ مرد اُس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اُس کو محبت ہوگی ......اللہ تعالیٰ اس مرد پر مہربانی فرمادے جس نے آپ کی راتوں کو عید بنایا۔

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

عید میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
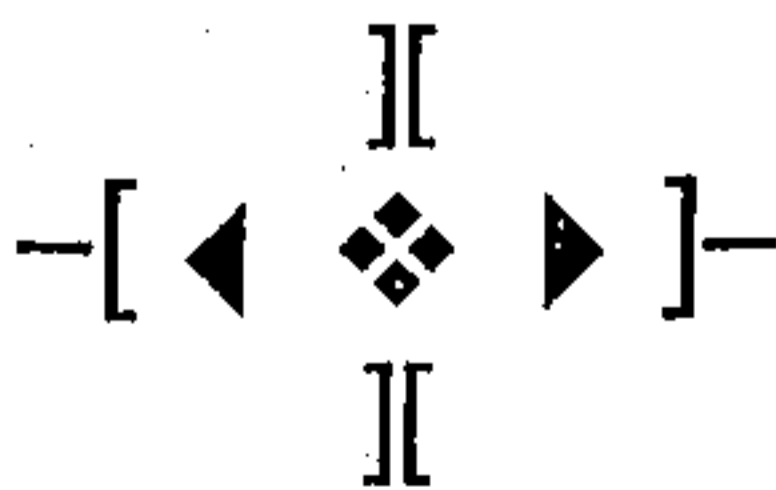
یوم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمان اور محبت والوں کے لئے ہر عید اور خوشی سے بڑھ کر مسرت وشادمانی کا دن ہے۔ یوم میلاد رحمت عالم محسن اعظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت کو زیادہ کرنے کا بہترین دن ہے۔ اس مبارک موقع پر بارگاہِ عشق میں نہایت ادب' اخلاق' محبت اور اُلفت کے ساتھ مظاہرہ کرنا ایمان وایقان کی علامت ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

عید سعید

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں ہی کے لئے نہیں کُل کائنات کے لئے برکتوں اور رحمتوں کو جلو میں لے کر آتی ہے۔ مسلمان اس عظیم دن کا استقبال جس جوش' محبت اور خلوص کے ساتھ کریں کم ہوگا۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام عیدوں کا مبداء ہے

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام عیدوں کا مبداء ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پُرنور ہوا تو خلقِ خدا کو خدائے تبارک وتعالیٰ کی ہستی کا شعور حاصل ہوا...... توحید کا ادراک...... وحدانیت کا اقرار...... احکامِ خداوندی کی تعلیم...... عبادات کی تفہیم...... سب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی مرہونِ منّت ہیں۔ رمضان شریف اور اس کی فضیلتیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم پر ظاہر ہوئیں اور انہی

فضیلتوں سے متمتع ہونے کے بعد ہم عید الفطر کی مسرّتوں کے مستحق ہوئے...... اِسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں حج اور قربانی کے طریقے سکھائے...... جن کی بنا پر ہمیں عید الاضحیٰ کی خوشیاں نصیب ہوئیں۔ پس جو یوم مبارک عیدین سعیدین کی تقریبات کا مبداء ہے...... وہ تو کہیں زیادہ مسّرت وابتہاج کا دن ہے اور وہی تو ایسا دن ہے جسے ہم سب سے بڑی عید کا دن کہہ سکتے ہیں۔

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم] —

عید میلاد کے موقع پر قوم نفسیاتی طور پر سیرتِ پاک کے تمام اثرات قبول کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہوتی ہے' بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اِس موقعہ پر ہر فرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ علمائے اُمّت اسے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بتائیں اور نیکی کی راہ پر ڈالیں۔ اس موقع پر اگر ہم اس نفسیاتی کیفیت کے اچھے پہلوؤں کو مثبت طریقوں سے استعمال کرنے کے بجائے اس نفسیاتی کیفیت کی بعض کوتاہیوں اور خامیوں کو گنانے میں مصروف ہو جائیں اور اس کی مذمت کرنے پر اپنا اور مِلّت کا وقت ضائع کرنے میں لگے رہیں تو یہ چیز غلط ہے۔ (ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۴)

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم] —

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات وجہ...... تکوین کائنات اور سرچشمۂ برکات ہے۔ اس دُنیائے آب وگل میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا دن سعادتوں اور رحمتوں کے نزول کا دن ہے...... رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لیے خوشیوں اور مسرّتوں کے آغاز کا دن ہے۔ اس یوم مبارک پر ہم جتنی بھی خوشیاں منائیں بجا اور جتنی بھی مسرتوں کا اظہار کریں زیبا ہے...... چنانچہ دُنیا بھر کے مسلمان اس یومِ سعید پر مسرّت وابتہاج کا اظہار کرتے ہیں۔

ربیع الاوّل کا مہینہ پوری تاریخ میں ایک غیر فانی اہمیت کا حامل مہینہ ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

محبت ایزدی اِنسان کی زندگی کا مقصد اوّلین ہے اور اس محبت خداوندی کو قرآنِ مجید میں اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف کر دیا گیا ہے اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہ ہو۔ لہٰذا اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موقوف علیہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موقوف علیہ ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موقوف علیہ اس اُمت کے لحاظ سے میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو بالواسطہ میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت ایزدی' عبادتِ خداوندی اور رضاءِ الٰہی کا موقوف علیہ ٹھہرا۔ لہٰذا میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ سب سے بڑے مقصدِ حقیقی کا موقوف علیہ اور کاشانِ ایمانیات کی اساس ہے۔ اس کے ذکر کے لئے محافل میلاد کا انعقاد کرنا خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کرنا' ایک فطرتی سبب بنتی ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کا ذکر حقیقتاً عین عبادت ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بھاری طاعت اور قربت ہے ...... سارے کمالات و برکات کا سرچشمہ ہے...... میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شریف کا تذکرہ ایک عظیم نعمت ہے جو مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی گھڑیاں ہی وہ خاص وقت ہے جن میں دُعا کی قبولیت کی خوشخبری احادیث میں موجود ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے باعث قیامت تک کے لئے ان ساعتوں کو یہ فضیلت عطا کر دی گئی۔ سیدی دباغ فرماتے ہیں کہ یہی وہ وقت ہے جس میں ''دیوان الصالحین'' کا اجلاس مکہ مکرمہ سے باہر غارِ حرا میں منعقد ہوتا ہے اور اس میں غوث' ساتوں اقطاب اور دیوان کے دیگر اراکین شریک

ہوتے ہیں جو اسلام کے نور کے لئے ستون کی حیثیت رکھتے ہیں اور ساری اُمت انہی سے فیض حاصل کرتی ہے' لہٰذا جس شخص کی دُعا' ان صالحین کی دُعا کے مطابق ہو جائے اُس کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس کی حاجت ضرور پوری ہوتی ہے۔ (احمد بن مبارک کہتے ہیں) سیدی دباغ اکثر ہمیں اس مخصوص ساعت کا خیال رکھنے کی تلقین کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں صبح صادق، فاس سے پہلے طلوع ہو جاتی ہے' اس لئے تم اپنی شب بیداری میں مکہ مکرمہ میں طلوعِ فجر کے وقت کا خیال رکھا کرو۔ ﴿الابریز:۲۳۴﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]
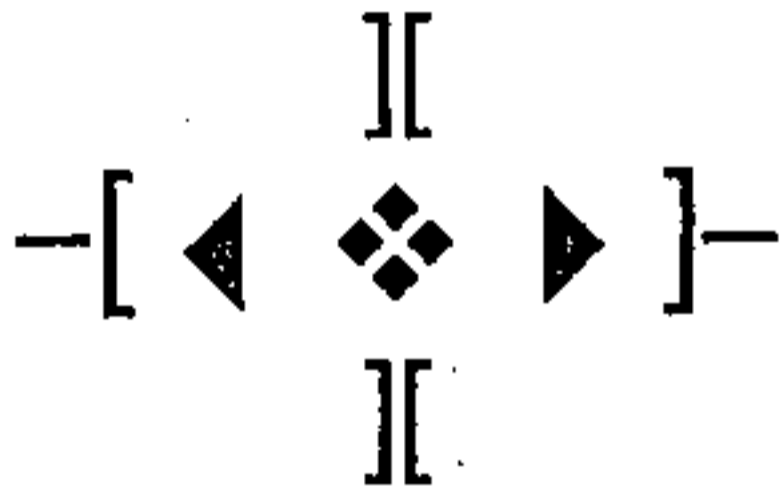
تنبیہ

آج اِنسانیت پر پھر وہی عالم طاری ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور بعثت کے وقت طاری تھا...... دُنیا پھر ضلالت اور گمراہی کے اندھیاروں میں کھو چکی ہے...... اِنسان' انسان کا پھر خدا بن چکا ہے...... اور اجتماعی و اخلاقی امراض پھر اُسی دَور کی طرح اِنسانی معاشرے کی رگ و پے میں سرایت کر چکے ہیں...... جو بیڑیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر کاٹی تھیں اِنسانیت کے پاؤں میں پھر ڈال دی گئی ہیں...... اور جو بوجھ آپ نے اِنسانیت کی پشت سے اُتارے تھے وہ اس پر پھر لادے جا چکے ہیں...... اِنسان پھر دُکھی ہے اور اُسے اپنے دکھ درد کے مداوا کی تلاش ہے۔ لیکن وہ اُمت جس کے پاس یہ مداوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور اپنے اللہ کی جانب سے لائے ہوئے نظامِ حیات کی شکل میں ہے اور جس کے اِیمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ وہ اس مداوا سے دُکھی دُنیا کا علاج کرے...... سال بعد یوم میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا کر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے بلکہ یومِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا کر اپنے عمل و کردار کا جائزہ لینا چاہیئے' اسے تجدید عہد کے دن کا درجہ دینا چاہیئے اور سارا سال اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

برکات میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں کو یقین کرنا چاہیئے کہ عید میلاد کے دن خوشی منانا...... اور مجالس میلاد منعقد کرنا...... یہاں تک کہ اس میں اسراف کرنا بھی موجب برکت و رحمت اور نزولِ افضالِ الٰہی ہے۔ جو لوگ جس نیت سے بھی اس امر دینی کو بجالائیں گے وہ اپنے مقاصد میں خیر و برکت پائیں گے۔ دُنیا کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے کریں گے تو دُنیا کے کاموں میں عروج و ترقی ہوگی۔ فلاحِ دین کے لئے کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کئی گنا اجر پائیں گے۔ دونوں راہیں تمہارے سامنے کھلی ہوئی ہیں۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

بیک وقت میں دس محفلوں میں شرکت

میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہٗ کے پاس ماہِ ربیع الاوّل شریف میں بتقریب میلادِ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس جگہ سے اِستدعا آئی کہ بعد نمازِ ظہر تشریف لائیں...... آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کرلیا...... حاضرین نے عرض کیا: اے مخدوم! آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کرلیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے...... یہ کیسے ہوگا؟...... آپ نے فرمایا: کرشن چندر (ہندوؤں کا پیشوا) تو کافر تھا...... بیک دم (بطورِ استدراج) سینکڑوں جگہ پہنچا...... اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہوجائے تو حیرت کی کیا بات ہے؟ چنانچہ نمازِ ظہر کے بعد جب ایک جگہ سے ڈولی پہنچی...... مخدوم صاحب حجرہ مبارک سے باہر

تشریف لائے...... پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے...... یونہی جب دوسری جگہ کی سواری آئی حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے...... پالکی پر سوار ہوئے اور تشریف لے گئے' الغرض دسوں جگہ کی سواری آئی...... مخدوم صاحب ہر مرتبہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے...... پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے۔ لطف یہ کہ حجرہ مبارک میں بھی تشریف فرما رہتے۔

اس واقعہ کے بعد ولی کامل عارفِ باللہ سیدی عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں...... اے قول مند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا...... یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا...... نہیں! خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی...... بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے...... جب کہ بحرِ توحید میں مستغرق رہنے والے تو تمام عالم میں...... خواہ علویات ہوں یا سفلیات...... موجود رہتے ہیں۔

﴿سبع سنابل مترجم: ۳۴۴﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

غوری مزائل کے فضا میں پہنچنے کے بعد

دھویں سے "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" بن گیا

ضلع بھکر میں غوری مزائل تھری کا جب کامیاب تجربہ کیا گیا...... تو میزائل کے فائر ہوتے ہی چند سیکنڈ تک...... قریبی قصبات کے لوگوں نے میزائل کو سیدھا جاتے ہوئے دیکھا...... اس کے پیچھے گولڈن رنگ کی آگ لگی ہوئی تھی...... آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی میزائل نے دھواں چھوڑنا شروع کیا...... جس سے آسمان پر دھوئیں سے "یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" بن گیا...... جو کافی دیر تک آسمان پر موجود رہا۔

﴿روزنامہ جرأت' اتوار ۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ/ ۲۶ مئی ۲۰۰۲ء﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

محفلِ میلاد میں آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مولوی میاں محمد حنیف بیتاب' خادم جامع مسجد حضرت کرمانوالہ شریف' اکرم پارک' قریشی سٹریٹ' چھوٹا ساندہ' بند روڈ' لاہور رقمطراز ہیں:

اَلسلام علیکم میرے عزیز دوستو تے ساتھیو! ایہہ گل ایس طرح ایں کہ مَیں سگریٹ پیندا...... تے نسوار کھاندا ساں ...... مینوں میریاں دوستاں نے بڑا آکھناں مولوی صاحب سگریٹ نہ پیا کرو...... ایہہ عادت چنگی نئیں ...... پر میری ایہو جئی عادت بن گئی کہ! جے کسے سگٹاں چھڈن دا آکھنا تے سگٹاں چھڈ کے نسوار پین لگ پیناں...... کدے نسوار چھڈ کے سگٹاں پین لگ پیناں ...... پر ایناں دونواں بیماریاں نوں چھڈناں بڑا مشکل ہو گیا...... کھنگ وکھرا تنگ کرنا...... گھر والیاں وی بڑا ٹل لا چھڈیا ...... پر میرے لئی سگٹاں نوں چھڈنا بڑا اوکھا ڈھکن لگ پیا...... جے کدی سگٹاں چھڈن دا ارادہ کرای لیندا ساں تاں کسے نوں سگٹ پیندیاں ویکھ کے دل اوسے ویلے پھڑکن لگ پیندا اتے بس سگٹ پیتے بغیر نہ رہیا جاندا...... بس سوہنے رب دا کرم ہویا تے سرکار دی نظر کرم ایسی ہوئی کہ اِک دن مَیں ستیاں پیاں خواب وِچ ویکھیا کہ اِک بڑا وڈا سارا باغ اے...... تے بڑی سوہنی اوہدی چار دیواری ولی ہوئی اے ...... تے بڑا خوبصورت دروازہ اے...... تے دروازہ وی ایناں وڈا اے جیویں ٹرکاں دے اڈّے والیاں نیں وڈا دروازہ ٹرکاں لئی رکھایا ہوندا اے...... مَیں دوروں ویکھ رہیا ساں کہ لوک دروازے وِچوں لنگھ کے باغ وچ داخل ہو رہے نیں...... تے اَچن چیتی میرے کولوں اک بیلی بڑی سپیٹ نال لنگھیا...... تے مَیں اونوں آواز مار کے آکھیا اوہ یار میری گل تاں سن...... اوہنے کھلو کے مینوں آکھیا دسو جی کی گل اے...... تے مَیں فیر اوہنوں پچھیا یار اوس باغ وچ کی اے...... جتھے بندیاں دی ڈھکو ڈھک پئی ہندی اے؟...... اوہ ایہہ میری گل سن کے تے مینوں کہن لگا واہ یار تینوں نئیں پتہ!...... مَیں

آکھیا ئیں یار مینوں تاں کوئی پتہ نئیں ...... اوہنے آکھیا اوتھے میاں جی! سرکار حضور نبی کریم ﷺ تشریف لیائے ہوئے نیں ...... تے محفل میلاد جاری اے ...... تے سرکار ﷺ نعت خواناں توں نعتاں سندے پئے نے ...... بس ایہہ گل سن کے مَیں وی کُھری چا کیتی تے باغ وچ داخل ہوون لئی نس پیا ...... پر مینوں اوس بیلی نے روک لیا ...... تے آکھن لگا ...... میاں جی! تسی کتھے چلے او ...... تے مَیں اوہنوں آکھیا یار میں وی سرکار ﷺ دی محفل وچ شامل ہون لئی چلیاں ہاں ...... تے فیر اوس آکھیا تہاڈی مہربانی ...... تسی واپس ای مُڑ آؤ تے چنگا اے ...... اوہدی اے گل سن کے مَیں اوہنوں غصے نال آکھیا ...... پراں ہو جا ...... میرا راہ چھڈ ...... ایہہ کہہ کے میں اوہدے کولوں اگے لنگھن دی کوشش کیتی ...... پر اوہنے مینوں اگوں دی ہو کے ...... میریاں دوہنواں موہڈیاں توں پھڑ کے آکھیا ...... میں جو تہانوں آکھیا ...... اے تسیں نئیں جاسکدے ...... تے میں اونوں فیر آکھیا آرام تے پیار نال ...... کیوں میاں! میں کیوں نئیں جا سکدا ...... تے اوہنے مینوں اگوں سختی نال آکھیا ...... بیتاب صاحب! تسیں ایس گلوں نئیں جاسکدے کہ تہاڈے موہنہ وچوں سگٹاں پین دی ...... تے نسوار کھان دی بو آوندی اے ...... بس ایہہ گل سن دیاں نال میری اکھ کھل گئی ...... تے میں اُٹھ کے بہہ گیا ...... تے سوچن لگ پیا ...... تے دل نوں آکھیا ...... جا مناں بھیڑیا ...... جے توں سگٹاں ناں پیندا ہوندوں تے اج سرکار ﷺ دی محفل وچ حاضری وی ہو جاندی ...... تے سرکار ﷺ دی زیارت وی ہو جانی سی ...... بس اوسے دن توں ای نسوار تے سگٹاں توں توبہ کیتی کہ اگوں توں نسوار تے سگٹاں دے نیڑے نئیں جانا ...... میرے دوستو! سرکار ﷺ دے ثناء خواناں اگے مَیں بیتاب دا ایہہ منت ترلا اے ...... جیہڑے سگٹاں تے نسوار کھاندے پیندے نیں اوہ سگٹاں تے نسوار دے نیڑے ناں جان ...... نئیں تاں میرے وانگوں اوہ وی سرکار ﷺ دی محفل دی حاضری تے سرکار ﷺ

دی زیارت توں محروم رہ جان گے۔ ﴿مولوی میاں محمد حنیف بیتاب﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

صاحب میلاد کی کرم نوازیاں

حضرت علامہ محدث احمد بن محمد فتحا العلمی الفاسی لکھتے ہیں:

ہارون رشید کا زمانہ تھا' ایک شخص بہت گناہ گار تھا۔ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا' لوگ اُس کے برے اعمال کی وجہ سے اُس سے نفرت کرتے تھے' اُس نے کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا' سوائے اس کے جب ماہِ ربیع الاول شریف تشریف لاتا تو وہ دُھلے ہوئے صاف کپڑے زیب تن کرتا اور خوشبو لگاتا اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا' جب اس کا انتقال ہو گیا تو اہل شہر نے ایک اعلان سنا:

اے بصرہ والو! اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے اس کے جنازے میں حاضر ہو جاؤ' بعد میں اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ بہت خوبصورت حال میں ہے۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں نے سب کچھ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پایا ہے۔ (المولد النبوی شریف طبع در مجموع لطیف انسی صفحہ ۲۰۶' دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)...... (انوارِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۷۰)

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

سن ۱۳۴۱ھ حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ کی حیاتِ طیبہ کا آخری سال تھا' آپ رحمۃ اللہ علیہ نمازِ عشاء کے بعد قریباً سوا نو بجے تخت پر' جو مزارات شریف کے قریب بچھایا گیا' رونق افروز ہوئے' دوزانو باکمال ادب وخشوع دو چار منٹ آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے۔

خانقاہ لوگوں سے بھر گئی تھی۔ آپ نے بسم اللہ شریف' درود کبریت احمر پڑھی۔ آپ جسماً و روحاً' قلباً و بارگاہِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ تھے ...... اہل نسبت پر

منکشف تھا کہ آپ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ہدیہ درود وسلام پیش کر رہے ہیں اور جن کی چشم باطن وا نہ تھیں ...... ان کی زبانوں پر بار بار سبحان آ رہا تھا ...... آپ کے خلیفہ مولوی عبدالعزیز بنگالی اس دوران بے اختیار اپنی جگہ کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے بہ صد جذب و درود دونوں ہاتھ آپ کی جانب اُٹھا کر کہتے ہیں:

دیکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حضرت کے پاس تشریف لائے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بدن کو دبا کر رونے لگتے ہیں۔ دوسرے اہل نسبت عالم کیف و سرشاری میں آپ کی طرف بڑھتے ہیں۔

آپ خاموش ہیں اور دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مخلص قدیم بابو وزیر خان مسجد کی محراب میں کھڑے ہوئے یہ شعر پڑھتے ہیں:

جب وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا بیان ہوتا ہے
ایسے موقع پہ ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے

(زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت بیداری حصہ دوم صفحہ ۷۲-۷۱ فیروز سنز لاہور)

(مقاماتِ خیر صفحہ ۳۷۷ مطبوعہ دہلی از شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ] —

خلیفہ عبدالملک بن مروان کا زمانہ تھا۔ ایک نوجوان گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہ اچانک گھوڑا بدک کر دوڑ پڑا اور اُس نے خلیفۂ وقت کے بیٹے کو کچل ڈالا۔ خلیفہ عبدالملک نے اُس نوجوان کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔

نوجوان نے اپنے دل میں کہا: یا اللہ! اگر آج تو مجھے اس مصیبت سے بچا لے تو میں تیرے محبوب علیہ السلام کے میلاد کی محفل و دعوت کروں گا۔ نوجوان خلیفہ کے پاس حاضر ہوا تو خلیفہ ہنس پڑا اور کہا جا میں نے تجھے معاف کیا۔

لیکن ایک بات بتاؤ کہ جب تجھے میرے سامنے پیش کیا گیا تو تو نے کیا کہا!

نوجوان نے میلاد کی محفل و دعوت کی جو نیت کی تھی جب وہ بتائی تو' خلیفہ نے بیٹے کا قصاص بھی معاف کر دیا اور اُس نوجوان کو ہزار دینار بھی دیا کہ محفل میلاد کر لینا۔

(مجموع لطیف انسی صفحہ ۲۰۶' دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(انوارِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۲)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

ایک مرتبہ حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے' اس محفل میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حاجی صاحب سنتے سنتے کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد سامعین نے پوچھا: حضرت! آپ میلاد شریف سنتے سنتے کھڑے کیوں ہو گئے جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا؟ آپ نے فرمایا: تم نے نہیں دیکھا' مگر اِن آنکھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' میرے ذَوق وشوق اور محبت رسول نے فوراً کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنے پر مجبور کر دیا۔ (ماہنامہ رضوان اپریل ۱۹۵۲ء)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

راولپنڈی سے میرے پاس میاں بیوی دونوں آئے۔ عنقریب عمرہ کرنے جا رہے تھے۔ میں اُس عورت کو بڑی مدت سے جانتا ہوں۔ بہن نیک اور پارسا خاتون ہے اور گاہے بگاہے اس کو بزرگانِ دین کی زیارات بھی ہوتی رہتی' بلکہ راولپنڈی میں بھی اپنی قائم کردہ اکیڈمی بنام "باجوہ اکیڈمی" بہت شہرت کی حامل ہے۔ اس اکیڈمی کے بہترین نتائج ہوتے ہیں۔ بہر حال یہ خاتون مجھے کہتی ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے محفل میلاد منعقد کی تو میں اس محفل میں زار و قطار رو رہی تھی کہ روتے روتے اچانک مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کچھ خدام بھی تھے۔ اُن میں سے ایک کو جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کا بھی نام لکھ لو! کیونکہ ان کی بھی حاضری قبول ہوگئی۔ (ماہنامہ الحقیقہ شکرگڑھ، جولائی ۲۰۰۷، صفحہ ۴۱)

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

حضرت مولانا سید عبدالقادر شمس القاری المعروف سید شاہ مرشد علی القادری الحسنی والحسینی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بنگال کے عظیم ترین بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں ایک روز بعد از نمازِ مغرب محفل میلاد منعقد ہوئی، جس میں بیرسٹر یوسف علی نے بھی شرکت کی، وہ فرماتے ہیں:

جب میلاد خوانوں نے پڑھنا شروع کیا تو یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لق ودق میدان ہے، جہاں بیٹھا ہوا ہوں، نہ مسجد نظر آتی ہے اور نہ اہل محفل نظر آتے ہیں۔ صرف میلاد پڑھنے والوں کی آواز میرے کانوں میں آرہی ہے اور وہ بھی بدلی ہوئی، یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چار پانچ سال کے بچے کچھ پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا کہ ایک مرصع تخت پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ دیکھتے دیکھتے وہ تخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس قدر بلندی پر پہنچ گیا کہ ان ستاروں سے، جن کی روشنی لاکھوں برس میں زمین تک پہنچتی ہے، سے بھی آگے نکل گیا...... برابر اسی طرح اوپر کی طرف چڑھتا گیا، یہاں تک کہ ثوابت وسیاروں کے سلسلے سے بھی اس قدر بلند ہوگیا کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا...... تخت جس قدر بلند ہوتا جاتا تھا...... میری نظر بھی اس قدر تیز ہوتی جاتی تھی اس لئے ان میں بزرگ ہستیوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جس طرح پہلے دُنیا کے میدان سے بہت قریب سے دیکھا تھا۔

یہ خواب کی طرح نہ تھا۔ بیرسٹر صاحب اس سے قبل معراج شریف کو صرف روحانی سمجھتے تھے لیکن اب ان کو یقین ہوگیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی نہیں بلکہ

جسمانی معراج شریف حاصل ہوئی تھی۔ بیرسٹر صاحب حضور قبلہ سید شاہ مرشد علی القادری کے جلیل القدر مرید تھے۔

(زیارت نبی بحالت بیداری حصہ دوم صفحہ ۴۳)

— ◀ [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ] ▶ —

عبدالمجید صدیقی صاحب رقمطراز ہیں کہ عید میلا دُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جناب خواجہ محمد شریف' ایڈووکیٹ جنرل ہائی کورٹ لاہور کے گھر پر تقریب تھی۔ دوسرے دن گھر آیا تو دیکھا کہ باباجی ابوانیس صوفی محمد برکت علی لدھیانوی کے ایک عقیدت مند میاں علاؤالدین اور ایک دوسرے مرید جو پکی ٹھٹھی لاہور میں ایک شادی گھر کے مالک تھے۔

باہر لان میں نماز ادا کر رہے تھے...... دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام عرض کیا...... میاں علاؤالدین صاحب کہنے لگے کہ خواجہ صاحب ہم آپ سے ملاقات نہیں کرنا چاہتے تھے...... دراصل رات مجھے اس مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی...... اس لئے میں تو یہاں نوافل کی ادائیگی کے لئے آیا تھا...... خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صوفی برکت علی صاحب کے ساتھ تعلق اور محافل ذکر کے انعقاد کی بدولت یہ عظیم معاملہ پیش آیا' ورنہ مجھ جیسے خطا کار انسان کا گھر اور کہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پرانوار۔

میاں علاؤالدین نے مجھے بتایا کہ خواجہ صاحب! رات کو ہم محفل ذکر کے بعد جب آپ کے گھر سے چلے گئے تو نمازِ تہجد کے وقت مجھے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علاؤالدین! تینوں پتہ اے کہدا گھر اے؟ میں نے کوئی جواب عرض نہیں کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایہہ خواجہ شریف دا گھر اے' لان میں جس مقام پر مجھے زیارت ہوئی اسی مقام پر آ کر نوافل ادا کر رہا ہوں۔ پھر میں نے یہ بات گھر والوں کو بتائی تو میری بیوی اور والدہ محترمہ نے بھی اس مقام پر نوافل ادا کیے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال نبی جلد ۶ صفحہ ۲۷)

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

شرکائے محفل میلاد کے لئے مغفرت کی بشارت

باب المدینہ (کراچی پاکستان) آئے ہوئے' بیرون ملک میں مقیم ایک اسلامی بھائی کے حلفیہ بیان کا خلاصہ ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے دعوتِ اسلامی کا ماحول میسر آ گیا' جس کی برکتوں سے مجھے ایمان کی حفاظت کا مدنی ذہن ملا اور صحیح عقیدے کی پہچان نصیب ہوئی۔ مجھے شیخ طریقت' امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی' حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت کا شرف نصیب ہوا۔

عرصہ دراز سے میری خواہش تھی کہ میں باب المدینہ (کراچی' پاکستان) جا کر دعوتِ اسلامی کے زیر انتظام ہونے والے اُس اجتماعِ میلاد میں شرکت کر سکوں...... جو جشنِ ولادتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ہونے والا روئے زمین کا غالباً سب سے بڑا اجتماع ذکر و نعت ہے۔ جس میں میرے پیر و مرشد' امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ بھی شرکت فرماتے ہیں۔ آخر کار میری مراد بر آئی اور میں ۱۴۲۹ھ میں ربیع النور شریف بارھویں شب ہونے والے اجتماعِ میلاد میں شرکت کے لئے گکری گراؤنڈ باب المدینہ (کراچی' پاکستان) جا پہنچا۔

جشنِ ولادت کی خوشی میں وہاں ہونے والا چراغاں اور اسلامی بھائیوں کا ذوق و شوق دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ گکری گراؤنڈ کی وسیع و عریض اجتماع گاہ میں ہر طرف سبز عماموں اور ہریالے پرچموں کی بہاریں تھی۔ اجتماعِ میلاد میں نبی رحمت' شفیع اُمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی کی گئی' پھر امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا سنتوں بھرا بیان ہوا۔

اس کے بعد شرکائے اجتماع کو سحری پیش کی گئی' کیونکہ کثیر اسلامی بھائی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں شکرانے کے طور پر روزہ بھی رکھتے ہیں۔ سحری کے بعد صبح بہاراں کی رُوح پرور نشست کا آغاز ہوا۔ نعت خواں اسلامی بھائی جھوم جھوم کر مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق استقبالیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ شرکائے محفل پہ ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ ہر طرف ''سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مرحبا'' کے نعروں کی گونج تھی۔ (میں اجتماع گاہ میں یہ تمام روح پرور مناظر بذریعہ اسکرین دیکھ رہا تھا) امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ پر طاری رقت اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں آپ کے جھومنے کا والہانہ انداز دیکھ کر میں اپنے آنسو نہ روک سکا۔ اسی دوران میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ اچانک مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی اور میرے سامنے ایک نورانی منظر اُبھر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو جہاں کے تاجور' سلطانِ بحر و بر' نور کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس زیب تن فرمائے' سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے جلوہ فرما ہیں۔ چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش نظر آرہے تھے۔ لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے' الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''میرے غلام اِلیاس کو میرا پیغام دو کہ اللہ تعالیٰ نے اجتماع میں شریک تمام لوگوں کی بخشش و مغفرت فرما دی ہے''۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب .... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خوش نصیب عاشقانِ رسول کو بشارتِ عظمیٰ مبارک ہو! اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے قوی اُمید ہے کہ جن بختوروں کے لئے یہ مَدَنی خواب دیکھا گیا ہے' اِن شاءَ اللہ عزَّوجلَّ اُن کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور وہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جنت الفردوس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس پائیں گے۔

(ایمان افروز بشارتیں حصہ اول صفحہ نمبر ۲۶ مکتبۃ المدینہ دعوتِ اسلامی)

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

گنبد خضریٰ پر قربان

کرامت علی خاں شہیدی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ایک مشہور شاعر ہوئے ہیں...... وہ ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبِ درد شاعر تھے...... اُن کا کلام زیادہ تر نعتیہ اور حقانی غزلوں پر مشتمل تھا...... ۱۲۵۶ھ ہجری میں وہ سفرِ حج سے فارغ ہو کر زیارتِ روضۂ اقدس کے لئے مدینہ شریف روانہ ہوئے...... راستے میں برابر شوق و ذوق سے اپنا نعتیہ کلام پڑھتے اور رُفقائے سفر میں وَلولۂ زیارت تیز کرتے جاتے تھے...... مدینہ شریف پہنچے...... مدینہ شریف جونہی گنبد خضریٰ نظر آیا تو شدتِ وجد سے ایک شعر پڑھا...... اونٹ سے سر کے بل زمین پر گرے...... اور شہید ہو گئے۔

من بیدل چو خاہم داد جاں نادیدہ دیارش
مدد کن اے اجل تا زار میرم زیر دیوارش

افسوس! ہم گدایانِ آستانِ شاہِ حجاز سے منزلوں دُور دراز با دیدۂ اشکبار و دلِ بے قرار گویا یوں درِ جدائی کا اظہار کرتے ہیں:

فغاں ز دیدۂ خوں بار و چشم نوحہ گرے — بنالہ سوز گدا زے نہ در فغاں اثرے
نہ صفر در دل مضطر سکوں نہ در جگرے — قرار دے قفسے نہ سوئے چمن گزرے
نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے — کسے ز بیکسی مانئے برد خبرے

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ وسلّم]

نعت خواں کا دفاع

۱۲؍ربیع الاوّل شریف کا دن تھا...... ضلع مظفر گڑھ بستی ہمڑ میں مخالفین نے خلیل احمد خلیل نعت خواں کے خلاف جلسہ کروایا۔ مولوی محمد دین بانی جلسہ تھا۔ مولوی عبدالرحیم کلیم مقرر تھا...... خطبہ پڑھ کر کہنے لگا: خلیل احمد نعت خواں مشرک ہے۔ وہ کہتا ہے: "میں مدینے ہواں ہا...... میں مدینے ہواں ہا"۔ کچھ لوگوں نے روکا...... مگر وہ نہ رُکا۔ اسی اثنا

میں ایک بھینس جو کہ مجمع کے قریب بندھی ہوئی ...... بیٹھی تھی۔ اچانک اُٹھ کھڑی ہوئی...... اُس نے دو پاؤں آگے کی طرف کئے اور دو پاؤں پیچھے کی طرف کئے اور ایک زوردار انگڑائی لی...... پھر جسم جھاڑا...... جیسے شیر شکار کی تیاری کر رہا ہو...... اُس بھینس نے رَسے کو کھینچ کر توڑ ڈالا...... پس رسہ ٹوٹنے کی دیر تھی...... بھینس دوڑ پڑی...... اتنی تیز رفتار دوڑی کہ مجمع کو روندتی ہوئی مولوی صاحب کے سر آن پہنچی...... اُس نے مولوی کو سینگوں پر اُٹھا کر نیچے دے مارا...... پھر اُس نے دوسرے مولوی کو جا پچھاڑا' پھر دس دس کو آگے لگاتی اور روڈ پر چھوڑ آتی۔ اُس بھینس نے کان گردن سے لگا رکھے تھے...... آنکھیں لال...... منہ سے جھاگ نکل رہی تھی...... کمر اُس نے جھکا رکھی تھی...... چھوٹی دُم اُس نے کھڑی کی ہوئی تھی...... اور اُن پر عذاب بنی ہوئی تھی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی سنی سامنے آتا تو وہ بھینس ایک طرف ہو جاتی...... جب مجمع منتشر ہو گیا...... تو پھر کرسیوں...... میزوں...... اور سپیکر کی باری آ گئی...... چار گھنٹے بھینس دوڑتی رہی...... مولوی عبدالرحیم کلیم آم کے درخت پر چڑھ گیا۔ دوسرا مولوی بھٹی کے ایندھن میں جا چھپا...... مولوی آم کے درخت پر چڑھ کر فریاد کرنے لگا۔ کہنے لگا بھینس پاگل ہو گئی ہے ...... اسے گولی مارو۔ ایک آٹھ سال کا بچہ آیا...... اُس نے بھینس کو پکڑ کر کہا: مولوی صاحب! بھینس ٹھیک ہے' تم پاگل ہو گئے ہو...... تم نے تو اپنے اللہ اور رسول کی شان بیان کرنی تھی...... نا کہ خلیل احمد خلیل کو مشرک بنانا تھا...... وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نعت خواں ہے...... تجھے وہ کیا کہہ رہا تھا؟...... وہ تو بہاولپور میں بیٹھا ہے۔ اُس بچے نے بھینس کو باندھا...... مولوی صاحب درخت سے نیچے اُتر آئے...... کسی کے ناک پر زخم تھا اور کسی کے کان پر...... کسی کے سر پر چوٹ تھی...... اور کسی کی پیشانی رنگی ہوئی تھی...... لوگ جاتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ مسلک حق اہل سنت و جماعت سچا مسلک ہے۔

﴿ملک خادم حسین ہمز ۰۳۴۴۔۲۲۸۴۷۱۵ ☆ محمد بخش معینی نورانی ۰۳۴۴۔۸۵۵۸۱۹۹﴾

﴿ماہنامہ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم گوجرانوالہ' محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/نومبر ۲۰۱۲ء ص ۱۴﴾

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ]

لاپرواہی سے عتاب

افغانستان میں قندھار شہر کی جامع مسجد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ مبارک محفوظ ہے...... جو بھی قندھار جاتے ہیں یقیناً خرقہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہونگے۔ لاکھوں ہا آدمی جبہ مبارک کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔

ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کو...... جس پیٹی میں یہ مقدس امانت محفوظ ہے...... اُس کو مسجد کے پیش امام صاحب نکالتے ہیں...... بادشاہِ وقت اُس دن قندھار میں ہوتا ہے ...... خرقہ شریف والی پیٹی آگے آگے ہوتی ہے...... بادشاہ اور باقی مخلوق پیچھے پیچھے۔ درود شریف پڑھتے ہوئے' ایک جلوس کی صورت' شہر بھر میں چکر لگا کے واپس جامع مسجد میں آتے ہیں...... ہر ایک درود شریف پڑھتا رہتا ہے...... ۴۰ ر سال تک بادشاہ ظاہر شاہ نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

جس سال اُن کو اقتدار سے علیحدہ ہونا پڑا...... اُس سال گھر والوں کے اعتراض کے باوجود وہ اٹلی روانہ ہو گئے...... خاص لوگوں نے اُن کو سمجھایا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف آنے والی ہے...... یہ میلاد شریف کی سعادت حاصل کر کے پھر اٹلی چلے جانا...... مگر یورپ کے شوق نے اتنا غلبہ حاصل کیا کہ وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ ایک مرتبہ اگر میلاد شریف میں شامل نہ ہوا تو کیا ہوگا؟...... بس پھر ۱۲ ربیع الاوّل شریف آئی اور بادشاہ ظاہر شاہ غیر حاضر...... درود شریف نہ پڑھ سکا...... خرقہ شریف کی زیارت نہ کر سکا...... اُس جلوس میں شریک نہ ہو سکا...... ابھی اٹلی میں ہی تھا کہ اُس کے حقیقی چچا سردار داؤد ...... جس پر اُس کے بڑے احسانات تھے اور جس کو اُس نے خود وزیر اعظم بنایا تھا...... نے ظاہر شاہ کی پگڑی اُتار دی یعنی اُس تخت پر قبضہ کر لیا...... اب تک ظاہر شاہ اٹلی میں ہے...... (یعنی پیچھے سے اُس کی حکومت پر قبضہ کر لیا گیا اور وہ وہیں دیارِ غیر میں رہ گیا)

خرقہ شریف قندھار کی جامع مسجد میں رَبُّ العزت کی شان ہے...... درود شریف

نہ پڑھا...... بادشاہی گئی اور وہ بھی اپنے بااعتماد چچا کی بے وفائی سے...... نہ فقط یہ عذاب آیا...... بلکہ آج تک افغانستان کی سرزمین آگ و خون میں کھیل رہی ہے...... یہ خرقہ شریف امیر بخارا نے بادشاہ احمد شاہ دُرّانی کو بطورِ تحفہ بھیجا تھا اور افغانستان کے بادشاہ نے عالیشان مسجد تعمیر کرائی' جو آج بھی موجود ہے...... اور خرقہ شریف چاندی اور شیشے کی صندوقچی میں محفوظ ہے۔

(حوالہ: درود و سلام: ۸۷/ از محمد جمیل' مطبوعہ المدینہ پرنٹنگ ایجنسی انارکلی بازار کھاریاں)

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

محفل میلاد کی حقانیت

حضرت علامہ الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی جامع شریعت و طریقت بزرگ تھے اور سلسلۂ مجددیہ کے ایک باکرامت ولی تھے...... آپ محفل میلاد اور سلام و قیام سے بڑا والہانہ عشق رکھتے تھے...... میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک مولوی صاحب آ گئے' وہ چونکہ میلاد شریف والوں کو بدعتی سمجھتے تھے' اِس لئے نہ حضرت صاحب سے سلام کیا...... نہ مصافحہ...... بس ایک دم آئے اور دھم سے بیٹھ گئے' کچھ دیر بعد حضرت صاحب سے سوال کر دیا کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی میلاد شریف ہوتا تھا؟...... حضرت صاحب نے فرمایا: میاں! میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟...... کیا گالی گلوچ ہوتا ہے؟...... مولوی صاحب بولے: نہیں...... حضرت صاحب نے فرمایا: کیا ڈھول تاشہ بجتا ہے؟...... مولوی صاحب نے کہا: نہیں...... حضرت صاحب نے فرمایا: کیا کچھ کفریات یا گناہ کے کلمات بکے جاتے ہیں؟...... مولوی صاحب کہنے لگے: نہیں نہیں...... میلاد شریف میں یہ سب خرافات تو بالکل نہیں ہوتے...... پھر حضرت صاحب نے فرمایا: مولوی صاحب! پھر آپ ہی بتایئے کہ میلاد شریف میں کیا کیا ہوتا ہے؟...... تو مولوی صاحب ذرا ہکلا ہکلا کر کہنے

لگے: میلاد میں تخت و فرش بچھایا جاتا ہے...... روشنی کی جاتی ہے...... پھر لوگوں کو جمع کر کے کچھ تلاوت...... کچھ نعت خوانی...... پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور نبوت کے کمالات و معجزات کا بیان ہوتا ہے...... پھر صلوٰۃ و سلام پڑھ کر لڈو تقسیم کیے جاتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا: تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ میلاد شریف میں بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب سر ہلا ہلا کر کہنے لگے: جی ہاں، جی ہاں! بس رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے۔ اب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آ گیا اور تڑپ کر فرمایا: جب میلاد شریف میں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوا کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بیشک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی میلاد شریف ہوا کرتا تھا...... ضرور ہوتا تھا...... یقیناً ہوتا تھا...... بس فرق اتنا ہے کہ آج کل تو لوگ چاندنی اور قالین کا فرش بچھا کر...... لالٹین اور پیٹرومیکس گیس کی روشنی کے نیچے میلاد شریف پڑھا کرتے ہیں...... لیکن صحابہ میدانِ جنگ میں...... چلچلاتی دھوپ میں...... گرم گرم ریت کے اُوپر کھڑے ہو کر...... تلواروں کی چمک کے نیچے...... میلاد شریف پڑھا کرتے تھے۔ آج کل تو لوگ میلاد شریف میں "لیڑ دوا" بانٹتے ہیں...... مگر صحابہ کرام "مونٹروا" بانٹتے تھے...... پوربی زبان میں "لیڑ دوا" لڈو کو...... اور "مونٹروا" سر کو کہتے ہیں...... یعنی آج کل تو لوگ میلاد شریف میں لڈو بانٹتے ہیں...... مگر صحابہ کرام سر بانٹا کرتے تھے۔

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

حضرت صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: اے مولوی! تو خود اقرار کرتا ہے کہ ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام میلاد شریف ہے...... پھر بھی تو مجھ سے سوال کرتا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں میلاد شریف ہوتا تھا یا نہیں؟...... کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ صحابہ کرام گھر میں...... باہر یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں بھی رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر و چرچا کرتے رہتے تھے...... کیا تم نے جہادِ اسلامی کی کتابوں میں یہ نہیں پڑھا کہ صحابہ جب جہاد کے

لئے میدانِ جنگ میں پہنچتے تھے...... تو پہلے امیر لشکر کافروں کے سامنے یہ تقریر کیا کرتا تھا کہ اے گروہ کفار! سنو! ہم لوگ پہلے مشرک تھے...... بتوں کے پرستار تھے...... قتل و غارت اور لوٹ مار کے عادی تھے...... شراب خوری اور حرام کاری جیسی لعنتوں میں گرفتار تھے...... اچانک ہم پر فضل خداوندی ہوا کہ نبی ءآخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے...... انہوں نے ہمیں ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' کا مقدس کلمہ عطا فرما کر ہم کو خدائے واحد کی توحید کا پرستار اور انبیا کرام علیہم السلام کی نبوت کا جاں نثار بنا دیا اور اسلام کی مقدس تعلیم سے ہمیں نیکوکار و پرہیزگار بنا دیا۔

لہٰذا اے گروہ کفار! تم بھی یہ کلمہ پڑھ کر اسلام کے دامنِ رحمت میں آجاؤ...... یا کم از کم نظامِ اسلام کی برتری کو تسلیم کر کے جزیہ ادا کرو...... اور اسلامی فوجوں کی حفاظت میں پُرامن زندگی بسر کرو...... ورنہ پھر تلوار کے فیصلے کے لئے تیار ہو جاؤ...... دیکھ لو! اسلامی لشکر کا امیر میدانِ جنگ میں میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکا...... اب اگر لشکرِ کفار اسلام قبول کرنے یا جزیہ دینے سے انکار کر دیتا اور اللہ و رسول کے خلاف باغیانہ جنگ کے لئے تیار ہو جاتا تو پھر صحابہ کرام میلاد شریف ختم کر کے تلواریں میان سے نکال لیتے اور سر بانٹنا شروع کرتے اور صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر خدا اور رسول کے باغیوں سے ایسی شجاعت اور بے جگری سے لڑتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے فتح مبین لے کر اُتر پڑتے تھے اور میدانِ جنگ کا ذرّہ ذرّہ اُن کی تحسین و آفرین کرتے ہوئے...... زبانِ حال سے پُکار اُٹھتا تھا کہ ؂

مجاہد ہیں کہ جوش و ضبط کی خاموش تصویریں
عیاں ہے ان سے دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کی تفسیریں

مولوی صاحب' حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگانے آئے تھے...... مگر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حقانی و نورانی تقریر سن کر...... ہکا بکا ہو کر رہ گئے اور اقرار کر لیا کہ محفل میلاد شریف بدعت نہیں اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رُوحانی تصرف سے

ایک دم مولوی صاحب کے دل کے بند دریچے کھل گئے اور تائب ہو کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے۔ میلاد شریف...... قیام وسلام میں ان کو بھی روحانی کیف اور ایمانی سرور محسوس ہونے لگا...... سبحان اللہ ...... سبحان اللہ! اللہ والوں کی رُوحانی طاقتوں کا کیا کہنا؟

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُن کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

﴿نورانی تقریریں: ۲۲ تا ۲۳ رمطبوعہ اکبر بک سیلرز لاہور﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

بیک وقت میں دس محفلوں میں شرکت

میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہٗ کے پاس ماہِ ربیع الاوّل شریف میں بتقریب میلادِ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس جگہ سے اِستدعا آئی کہ بعد نمازِ ظہر تشریف لائیں...... آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا...... حاضرین نے عرض کیا: اے مخدوم! آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کر لیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے...... یہ کیسے ہوگا؟...... آپ نے فرمایا: کرشن چندر (ہندوؤں کا پیشوا) تو کافر تھا...... بیک دم (بطورِ استدراج) سینکڑوں جگہ پہنچا...... اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے؟ چنانچہ نمازِ ظہر کے بعد جب ایک جگہ سے ڈولی پہنچی...... مخدوم صاحب حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے...... پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے...... یونہی جب دوسری جگہ کی سواری آئی حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے...... پالکی پر سوار ہوئے اور تشریف لے گئے' الغرض دسوں جگہ کی سواری آئی...... مخدوم صاحب ہر مرتبہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے...... پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے۔ لطف یہ کہ حجرہ مبارک میں بھی تشریف فرما رہتے۔

اس واقعہ کے بعد ولی کامل عارف باللہ سیدی عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں......
اے قول مند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا......یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا......نہیں! خدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی ......بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے......جب کہ بحرِ توحید میں مستغرق رہنے والے تو تمام عالم میں......خواہ علویات ہوں یا سفلیات......موجود رہتے ہیں۔

﴿سبع سنابل مترجم: ۳۴۴﴾

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ وسلّم]

محفل میلاد میں خصوصی شرکت

صاحبزادہ سید شہزاد حسین زیدی (آف راولپنڈی) فرماتے ہیں کہ میری والدہ باایمان تہجد گزار عورت تھیں......وہ کبھی کسی کے ہاں نہیں جاتی تھیں اور نہ کوئی اُن کے ہاں آتا تھا......ہاں محفل میلاد کے بلاوے آتے تھے تو تانگے کے چاروں طرف سفید پردہ بندھ جاتا اور جاتیں......تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ سیدانی صاحبہ میلاد شریف کو تشریف لے جا رہی ہیں......جس روز کہیں میلاد شریف ہوتا تو ہماری موج ہو جاتی......چھوٹے بڑے بطاشے گول گول ہمیں بہت اچھے لگتے تھے......وہ ہمیں ملتے تھے۔ واہ کیا بات تھی میلاد شریف کی......بہت زبردست پڑھتی تھیں......ساری محفل رو پڑتی اور مہک جاتی۔

﴿ذکر پروانہ رسالت: ۳۴/ از سید شہزاد حسین زیدی/ (Q(o - 424 بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور﴾

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ وسلّم]

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری

صاحبزادہ سید شہزاد حسین زیدی فرماتے ہیں کہ

میرے والدِ محترم بابا سید حسین شاہ زیدی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۰۰۳ء مدفون

ریلوے قبرستان رائے ونڈ) المعروف ''بابا صاحب''۔ایک مرتبہ کسی محفلِ میلاد سے رات گئے واپس تشریف لائے...... حالانکہ یہ بات سچ ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں بہت کم محفلوں میں گئے ہیں...... بابا صاحب کو رونق...... شور وغل...... عوامی مجالس ...... چاہے وہ کسی بھی طرح کی ہوں ...... سے گھبراہٹ ہوتی تھی ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ اجتناب فرماتے تھے ... آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم محفلوں میں جاتے اور کبھی جاتے بھی تو جلدی واپس آجاتے تھے۔ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محفل میلاد میں نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی ...... یہ خاصی پرانی بات ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ مجھے اُس نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بول بھی بھول رہے ہیں...... البتہ وہ اُس محفل میں بہت سراہی گئی... لوگوں پر وجد کی سی کیفیت چھا گئی...... محفل کے بعد آپ ''بابا صاحب'' گھر تشریف لے آئے اور کسی سے بات کئے بغیر اپنی خواب گاہ میں تشریف لے گئے......

اُسی صبح آپ نے بڑی خوشی کے عالم میں جھومتے ہوئے مجھے یہ خواب مبارک سُنایا ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں جب آکر سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور میں کھڑا ہوں...... سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم والضحیٰ کا چہرہ لئے اور کالی کملی اوڑھے جاء نماز پر بیٹھے ہیں اور صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں ...... آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے سید! آج جو شام محفل میں آپ نے نعت سنائی ہے...... وہ ہمیں دوبارہ سُنائیے...... بابا صاحب فرماتے ہیں: میری خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا اور میں نے کھڑے کھڑے آقائے نامدار' تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ نعت مبارک دوبارہ سُنا دی...... آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے جاتے تھے اور مسکراتے جاتے تھے ...... جیسے ہی نعت شریف مکمل ہوئی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے اپنے قریب بُلایا اور اپنی گود میں بیٹھا لیا...... چہرے پر پیار کیا اور کالی کملی میں چُھپا لیا۔ بابا صاحب فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ میں کتنی دیر تک آغوشِ رسالت

میں مدہوش رہا' جس مدہوشی کا ذکر اُن کی نعتوں میں بھی ملتا ہے...... جو اُنہوں نے خود لکھیں اور خود ہی پڑھیں۔

﴿ذکر پروانہ رسالت: ۱۰۴ از سید شہزاد حسین زیدی/ Q(o) - 424 بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور﴾

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

سلطان کا لقب ملنے پر محفل میلاد کا اہتمام

عہد عباسی میں جب سلطان ملک شاہ سلجوقی کو عروج حاصل ہوا' اُس کے ایک سردار ابن آبق خوارزمی نے ۴۶۸ھ میں دمشق کو فتح کیا اور خلیفہ مقتدی بامر اللہ اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کے نام کا خطبہ پڑھوایا...... یہ وہی وظیفہ ہے جس کو زمانے میں دوسری طرف یوسف بن تاشقین کو عروج ہوا اور اس نے درخواست بھیجی کہ جس قدر ملک میرے قبضہ میں ہے اس کی سند مجھ کو دے کر سلطان کا لقب مرحمت ہو۔

مقتدی نے اسے سند بھیجی ''سلطان'' کا لقب اور ''امیر المومنین'' کا خطاب عطا کیا۔ اسی یوسف بن تاشقین نے شہر مراقش کی بنیاد رکھی تھی۔ سلطان ملک شاہ اپنی مہمات سے فارغ ہو کر سالہا سال کے بعد ۴۸۴ھ میں بغداد پہنچا۔ اُس نے ۴۸۵ھ میں بڑی دھوم دھام سے بغداد میں محفل میلاد منعقد کی...... اس کا بڑا چرچا ہوا...... یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی...... اس لئے تاریخ کے صفحات میں اس کو اہم جگہ ملی۔

کوئی موقع مسرت کا ہو یا غم کا...... مسلمان ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سہارا لیتے ہیں۔ کوئی اپنا مکان تیار کرتا ہے تو اس کا افتتاح بھی مجلس میلاد ہی سے ہوتا ہے۔ مسلمان ہمیشہ اسے موجب برکت وسعادت سمجھتے چلے آرہے ہیں۔

﴿سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر جلد ۲' صفحہ ۲۱۱﴾

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

محفل میلاد میں تلاوتِ قرآنِ پاک

عبدالمجید صدیقی صاحب ایڈووکیٹ رقمطراز ہیں کہ
مغل بادشاہ شاہجہاں خاص خاص مواقع پر میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کراتا تھا۔ میلاد شریف میں صرف قرآن شریف کی تلاوت ہوا کرتی تھی۔

﴿سیرت النبی بعد از وصال نبی جلد ۴' صفحہ ۶۰﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

محفل میلاد کی برکت سے حصولِ ایمان

شہزادی زیب النساء بیمار ہوئی تو سات آٹھ دن بعد شہزادی زیب النساء کا مزاج اعتدال پر آ گیا...... نہ بخار باقی رہا...... نہ کوئی شکایت...... سارے محل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

آج شہزادی کا غسل صحت تھا!
یہ غسل صحت بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے منایا گیا۔
سب سے پہلے میلاد شریف پڑھا گیا...... پھر شہزادی کی صحت اور طول عمر کی دُعا کی گئی...... اس کے بعد شہزادی کو ایک مرتبہ سونے میں...... اور دوسری مرتبہ چاندی میں تولا گیا...... پھر یہ سونا چاندی غریبوں...... اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

قصر شاہی کے ملازموں...... خادموں...... غلاموں...... اور باندیوں کو بیش قیمت انعامات شہزادی نے خود اپنی جیب خاص سے عطا کیے۔ رادھا کو ایک ہزار اشرفیاں سونے کے جڑاؤ کنگن' جو کسی طرح پانچ ہزار سے کم نہ ہوں گے...... اطلس اور دیباج کا زرکار اور زرنگار لباس جو اپنی مالیت کے اعتبار سے دو ہزار سے کم نہ ہوگا' شہزادی نے اپنے ہاتھوں سے مرحمت فرمایا۔ (یہ اُس وقت کی قیمتیں ہیں)

میلاد شریف عائشہ نے پڑھا تھا اور اس اثر انگیز طریقہ سے پڑھا تھا کہ سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی...... شہزادی کا یہ عالم تھا کہ بار بار رومال سے آنسو پونچھتی تھی ...... حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات ...... اور عائشہ کا بیان ...... ایک سماں بندھ گیا...... سب سے زیادہ شہزادی زیب النساء متاثر ہوئیں۔

ٹھیک جب عائشہ میلاد پڑھ رہی تھی تو اُس وقت کرت سنگھ' شوبھا' اندام اور عظیم بھی پہنچ گئے۔ شوبھا فورِ جذبات سے بے قرار...... دوڑتی ...... بھاگتی...... شہزادی کے ہجرے میں پہنچی ...... جہاں محفل میلاد برپا تھی ...... عائشہ اپنے اثر انگیز انداز میں بیان کر رہی تھی...... شوبھا کو نہ آج تک محفل میلاد میں شامل ہونے کا موقع ملا تھا اور نہ اُسے معلوم تھا کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔

محفل میلاد شریف شہزادی کے حجرے میں ہو رہی تھی اور اس میں صرف عورتیں شریک تھیں ...... لیکن محفل کا تقدس دیکھ کر وہ سمجھ گئی کوئی خاص بات ہے ...... خاموشی سے جا کر شہزادی کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

اس وقت نہ وہ کچھ بول سکتی تھی اور نہ شہزادی سے کلام کر سکتی تھی ...... یہ تو اُسے اندر آتے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ شہزادی تندرست ہو چکی ہے...... آج ان کا غسل صحت ہوا...... لیکن محفل میلاد کا حال یہاں آ کر معلوم ہوا۔

عائشہ کا بیان اتنا سحر انگیز تھا کہ شوبھا کے دل کے دروازے بھی کھل چکے تھے۔ آج تک اُس نے اِسلام کے متعلق تھوڑی بہت معلومات حاصل کر لی تھی ...... لیکن داعی اسلام کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہ تھی۔

آج پہلی مرتبہ اُس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے واقعات سنے ...... وہ رام کی زندگی سے واقف تھی جس نے سیتا جیسی پاک دامن عورت اور باوفا بیوی کو سلطنت کے لئے چھوڑ دیا تھا...... وہ کرشن مہاراج کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی

......لیکن وہ رنگین داستان کے سوا کیا تھا؟

اسے مہاتما گوتم بدھ کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم تھا......لیکن اس کی ساری زندگی ترکِ دُنیا کے سوا کیا تھی؟...... جب اُس نے پیغمبرِ اسلام کے حالات سنے تو اُس کی آنکھیں کھل گئیں ...... عورتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ ...... بیٹوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک......محتاجوں اور ناداروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ...... دشمنوں ...... بداندیشوں ...... باغیوں ......اور بدترین منافقوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک ...... غیر مسلموں ...... عیسائیوں ...... یہودیوں ......اور مجوسیوں وغیرہ کے ساتھ اُن کی شرارتوں ......سازشوں ......اور دراندازیوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری......ایسے واقعات اُس نے کبھی نہیں سنے تھے......اسلام اُسے دل کش نظر آنے لگا تھا......مسلمانوں سے انس پیدا ہو گیا......اور اسلام سے والہانہ عشق ہو گیا۔ وہ شہزادی زیب النساء سے بھی کہیں زیادہ متاثر تھی......آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لیتے تھے۔

دل تھا کہ ہاتھوں سے اُچھل رہا تھا......رُوح تھی کہ ایک عجیب طرح کی تنگی محسوس کر رہی تھی......جیسے ہی میلاد شریف اختتام کو پہنچا......وہ شہزادی کو بھی نظر انداز کرتی ہوئی سیدھی عائشہ کے پاس پہنچی اور کہا:

میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ عائشہ نے شوبھا کا ذکر سنا تھا' مگر اُسے دیکھا نہیں تھا......بہرحال لباس واطوار سے وہ ایک معتمد لڑکی معلوم ہوئی تھی......عائشہ نے ایک نظر اُس پر ڈالی اور سوال کیا:

تم کون ہو؟

وہ بولی میں ایک بھٹکی ہوئی روح ہوں' آج منزل مل گئی......میں ایک گمراہ وجود تھی' آج مجھے سیدھا راستہ مل گیا......میں تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی' آج مجھے روشنی

مل گئی ...... مجھ سے بحث نہ کرو...... میں تمہیں اُسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیتی ہوں جن کے حالات بیان کر کے تم نے میرے دل کے تار چھیڑ دیے ہیں ...... ذرا بھی تاخیر سے کام نہ لو...... مجھے فوراً مسلمان کرلو...... کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی میرا دم نکل جائے ......اور میں کفر کی حالت میں مرجاؤں ...... میں کفر کا جامہ ابھی' اسی وقت یہیں اُتارنا چاہتی ہوں۔

اگر تم نے مجھے مسلمان نہ کیا اور میں مرگئی تو میدانِ حشر میں تمہارا دامن پکڑلوں گی اور کہوں گی۔

اے داورِ حشر! تیری اس بندی نے میرے دل میں اسلام کا عشق پیدا کیا' لیکن جب میں نے اِسلام قبول کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ پیچھے ہٹالیا:

یہ کہتے کہتے شوبھا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

عائشہ دو قدم آگے بڑھی اور اُس نے شوبھا کو گلے سے لگالیا اور کہا میری بہن! تمہیں یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ میں تمہارے اسلام میں رکاوٹ ہوں؟ تم اتنی بڑی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہو اور میں سنگ گراں بن کر حائل ہو جاؤں تمہارے راستے میں؟

تم کوئی بھی ہو مجھے اس سے بحث نہیں اگر اسلام تمہارے دل میں جاگزیں ہو چکا ہے تو تم مسلمان ہو اور اس سعادت پر تم کو مبارکباد دیتی ہوں۔

اب کلمہ پڑھو:

"......لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......"

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا معنی ہے محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کیا تم اس پر ایمان لاتی ہو؟

بے تامل شوبھا نے کہا ہاں...... دل سے

عائشہ نے اس کی پیٹھ تھپکی اور کہا رحمۃ اللہ علیہ

اب اسلام کے ارکان...... اُصول...... قاعدے...... نماز...... روزہ...... قرآنِ پاک یہ ساری باتیں رفتہ رفتہ تمہیں سمجھادوں گی۔ آج سے تم مسلمان ہو اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر انور سن کر تم نے اِسلام قبول کیا ہے اِس لیے تمہارا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھتی ہوں۔

آج سے پہلے تمہارا جو بھی نام ہو' آج کے بعد تمہارا فاطمہ ہوگا...... کیا تمہیں یہ نام پسند ہے؟...... وہ خوش ہو کر بولی بہت زیادہ۔

اب رادھا سامنے آئی...... اُس نے کہا کہ مسلمان تو میں پہلے ہی ہو چکی ہوں' لیکن اپنایہ کافرانہ نام مجھے ذرا بھی پسند نہیں ہے' میرا نام بھی اس مبارک موقع پر تجویز کر دیجیے۔

عائشہ نے محبت بھری نظروں سے اُسے دیکھا اور کہا: تمہارا نام رُقیہ ٹھیک رہے گا۔
رادھا نے شہزادی زیب النساء سے مخاطب ہو کر کہا:

سرکار عالیہ! آج سے میں رادھ نہیں بلکہ رقیہ ہوں۔

شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا: اچھا اچھا اور پھر فاطمہ (شوبھا) کو گلے سے لگا کر بوسہ دیا اور کہا کہ تم تو چھپی رستم نکلیں۔

﴿اورنگ زیب عالمگیر صفحہ نمبر ۳۳۷ / رئیس احمد جعفری﴾

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]
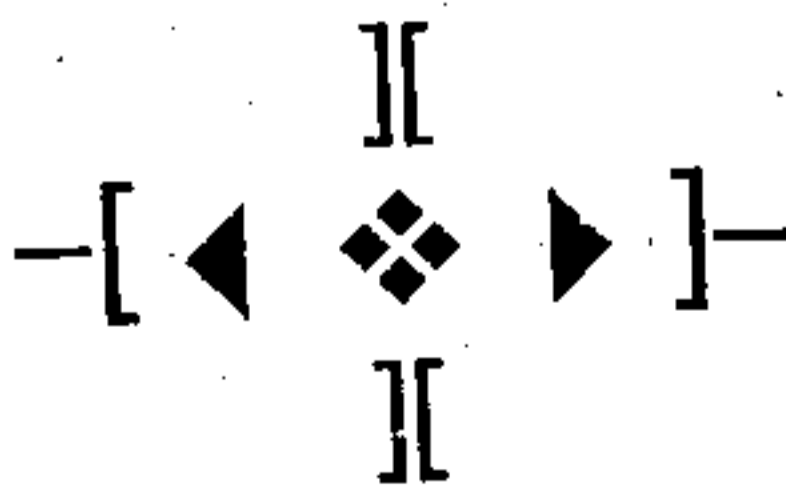
جشن عید میلا دُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنج منائی دا

گل اِنج سی کہ اِک بندے نے ہیلمٹ پایا ہویا سی تے ہیلمٹ یٹھاں نظر دی عینک وی لائی ہوئی سی...... وچارے نوں رسی نظر نہ آئی...... کُجھ ویلا وی شام دا سی...... یعنی مغرب ہوون والی سی...... پرت کے ڈِگا...... پچھلی سیٹ اُتے بیٹھی ہوئی بالڑی کئی کلابازیاں کھاندی ٹوئے وِچ جاپئی سی...... ہن لوک کٹھے ہو گئے سن...... کُجھ بالڑی وَل تے کُجھ موٹر سائیکل والے بندے دے آل دوالے...... بندے دی لت نہیں ہل رہی سی تے بالڑی نوں رب سوہنے نے بالکل بچالیا سی تے اُوہدے سراُتے کوئی وی سٹ نہیں سی لگی...... بندے دا سر بچ گیا پر لگدا سی لت بھج گئی سی...... ہن جنے منہ اونیاں گلاں...... کوئی کہہ رہیا سی ایس ہیلمٹ نے کم خراب کیتا اے...... ہیلمٹ پا کے آسے پاسے دی ہر شے اکھاں...... کناں کولوں اوڈر ہو جاندی اے...... کوئی آکھ رہیا سی عینک والے بندے نوں ہیلمٹ توں بری قرار دیتا جاوے...... اِک پکی جہی عمر دا بندا بولدا پیا سی...... ایہہ ہیلمٹ نِرا سیاپا اے...... بھلا پگڑی بنھن والے...... یاں سر اُتے ٹوپی پاون والے لئی ہیلمٹ کس طرحاں ضروری ہو سکدا اے...... اِک بندا اپنا تجربہ دس رہیا سی: او بھاء جی مینوں تے ہیلمٹ دا ککھ فائدہ نظر نہیں آوندا...... اگلے دن میرا ایک یار ہیلمٹ پا کے جا رہیا سی تے ڈور نے اوہدی دھون نوں چنگا بھلا وڈھ دِتا...... اوہ تاں اوہنے چھیتی نال بریک لائی سی...... نہیں تے اووچارا دھون توں گیا سی...... دسو خاں ہیلمٹ دا فیر فائدہ کیہ اے جے ڈور وی پھرنی اے تے ہیلمٹ توں بغیر ای ٹھیک اے...... ہن موٹر سائیکل والے نوں کسے ہسپتال لے جایا جا رہیا سی ...... کُجھ چر پچھوں پتا لگا کہ موٹر سائیکل والے دے ڈگن دی وجہ پُلس دا ناکا نہیں سی ...... سگوں اوہ رسی سی جہڑی محلے دے منڈیاں نے جشن عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مناون لئی

چندا کٹھا کرن پاروں سڑک اُتے بنھی ہوئی سی ...... لوکاں نوں روک کے اپنیاں تھالیاں اَگے کرن والے منڈے ...... ٹریفک نوں ڈکا لاون لئی ہر چوک تے ...... ہر سڑک اُتے ایہو جہے نا کے لائی پھر دے نیں ...... تے ایہناں نوں کون روکے؟ جہیڑا روکے گا ...... اوہ اسلام وچوں خارج ہوسکدا اے۔

شہر دیاں وڈیاں سڑکاں تے چوکاں اُتے اَگے تاں منگن والے ہوندے نیں پر ربیع الاوّل دا چن چڑھدیاں اِی نکے نکے بال تے بالڑیاں تھالیاں ہتھ وِچ پھڑ کے ٹریفک دے اشارے اُتے عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم دا جشن مناون لئی پیسے کٹھے کرن لگ پیندے نیں ...... ایہناں پیسیاں نال اوہ اپنے علاقے دِیاں گلیاں تے بازار سجاندے نیں تے گلیاں وچ نکیاں نکیاں پہاڑیاں بنائیاں جاندیاں نیں ...... ایہ سبھ ٹھیک اے ...... پر ایہدے لئی چندا اگاڑن دا طریقا بالکل غلط اے ...... بھلا ایہ کیہ ہویا تسیں زبردستی ہر آون جاون والے نوں روکو تے اُوہدے کولوں چندا کڈھاؤ ...... اپنی خشی نال کوئی چندا دیوے تے ست بسم اللہ پر زبردستی لوکاں نوں راہ جاندیاں روکنا ...... اوہ وی رسیاں بنھ ...... کے یاں راہ ڈک کے لوکاں نوں شرمندا کرنا کتھوں دا اسلام اے۔

کیہ ساڈے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سانوں ایہ دَسیا اے کہ لوکاں نوں تنگ کریئے ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم تے لوکاں لئی رحمت بن کے دُنیا اُتے تشریف لیائے ...... اوہناں ہمیشا ایہو دسیا کہ دوجیاں نوں سکھ تے آرام پہنچایا جاوے ...... کسے نوں تنگ نہ کیتا جاوے ...... اوہناں نے اپنے دشمناں نال وی چنگا سلوک کیتا ...... تے اسیں سارے لوک سویر توں شام تیکر ایہ سارا تماشا نہیں ویکھدے؟ ...... کیہ ایہناں گلیاں تے سڑکاں اُتے جہڑے بال یاں منڈے ایہ سبھ کجھ کردے نظر آوندے نیں ...... ایہ ساڈے سماج وِچوں نہیں؟ ...... ایہ سارے ساڈے ...... تہاڈے ای بال نیں ...... کیہ اسیں ایہناں نوں روک نہیں سکدے؟ ...... جے کر کوئی اپنے گھر دے بالاں تے منڈیاں نوں مت دیوے تے اوہناں نوں دَسیا جاوے کہ جشن عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکاں نوں تنگ کر کے منانا ٹھیک نہیں ...... تاں کوئی وی بال سڑک ...... گلی یاں چوک وِچ نظر نہ آوے ...... پر

اسیں سارا کجھ اکھیں ویکھدے رہنے آں...... دوجے نوں ڈکنا اپنی ہتک سمجھنے آں......
جے اسیں دوجیاں دے سکھ دا خیال کریئے...... بالاں نوں چھتاں اُتے پتنگ بازی
توں منع کریئے...... تاں بجلی ہر پنج منٹ بعد نہ جاوے تے قیمتی سامان سڑن توں بچ
جاوے۔

اسیں ہمیش حکومت ول ویکھنے آں کہ ہر غلط کم نوں قانون روکے...... کجھ ایہو
جہے کم وی نیں جہڑے سانوں آپ روکنے چاہیدے نیں...... سانوں اپنے گلمے وچ
وی جھاتی مارنی چاہیدی اے...... اخلاقی قدراں اوناچر قانون نال وی بحال نہیں ہو
سکدیاں جدوں تیکر اسیں سارے رل کے اپنے اپنے فرض تے ذمے داریاں نوں نہ
سمجھیئے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دا جشن مناون لئی سانوں دوجیاں دی سوکھت دا خیال رکھنا
چاہیدا اے...... سانوں محبتاں ونڈنیاں چاہیدیاں نیں...... اسیں مسلمان آں تے
ایہ دن وی بے شک ساڈے لئی اِک عید دا دِن اے...... ایس موقعے اُتے سانوں اِک
دُوجے لئی کوئی سوکھت دا کم کر کے ودھائی دینی چاہیدی اے...... غریباں دا خیال رکھنا
...... بھلیائی دے کماں وچ وَدھ کے حِصّا لینا...... کسے بندے دی حیاتی وچ سکھ دا ساہ
لیاون وچ وسیلا بننا چاہیدا اے...... درود و سلام دیاں محفلاں وی ساڈی رُوحانی تربیت
لئی ضروری نیں پر صرف بازار...... گلیاں سجا لینا کوئی وڈا کم نہیں...... ایہدے نال
سانوں اپنے اپنے علاقے دی صفائی ول وی توجا دینی چاہیدی اے...... جے اسیں
دکاندار آں تاں سانوں سودا کجھ سستا کر دینا چاہیدا اے...... کمزور تے غریب لوکاں دا
خیال کرنا وی ضروری اے...... ایہ سارا کجھ سانوں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دی آمد دے
دن نوں مناون لئی کرنا چاہیدا اے...... تاں جے پتا لگے...... ایس دن اوہ ہستی دُنیا
اُتے آئی جنہوں رحمت اللعالمین آکھیا جاندا اے...... جے اسیں اپنے قول تے فعل
نال دوجیاں لئی رحمت بنے پھریئے تاں فیر اسیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نوں منن والے تاں
نہ ہوئے ناں...... آؤ اسیں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دے دیہاڑے ایہ وعدا کریئے کہ اسیں

سارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے دَسے ہوئے رستے اُتے ٹر کے عمل کراں گے تے اپنے عملاں نال دوجیاں نوں سکھ ورتان دی کوشش کراں گے...... سچی گل ایہوائے کہ ایس دُنیا اُتے کوئی چنگا کم کر جاؤ گے تے اوہو نال لے جاؤ گے تے ویلا تہانوں چنگے ناں نال یاد کرے گا......نہیں تے اج مر گئے......کل دو جا دن۔

﴿دنیا مسافر خانہ اے:۶۲﴾

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

اے جشنِ ولادتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک طینت عاشقو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں رِضائے اِلٰہی کی خاطر اجتماعاتِ جشن کا محبت سے اہتمام کرنے والو! یہ ایک ایسی مولد شریف ہے جس کے پڑھنے سے دل علّام الغیوب پروردِگار کی بارگاہِ اَزلی کی طرف کشاں کشاں کھچے چلے جاتے ہیں اور تشنگانِ صدق و وفا...... بے پیدا کنار بحرِ معرفت سے اپنی پیاس بجھانے کیلئے آتشِ شوق میں تڑپتے رہتے ہیں...... نیز یہ اُنہیں ایسے علم و معرفت کی غذا پہنچاتی ہے جس کی تائید آیاتِ ربِ غفار' احادیثِ محبوب کردگار...... اور کلامِ علمائے پاک کے کردار سے ہوتی ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مولد شریف منانا اُن بابرکت اعمال میں سے ہے جن کے ذریعے قربتِ اِلٰہی کی توقع کی جاتی ہے اور جسے ایک شرعی صفت بنا دیا گیا ہے۔

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]
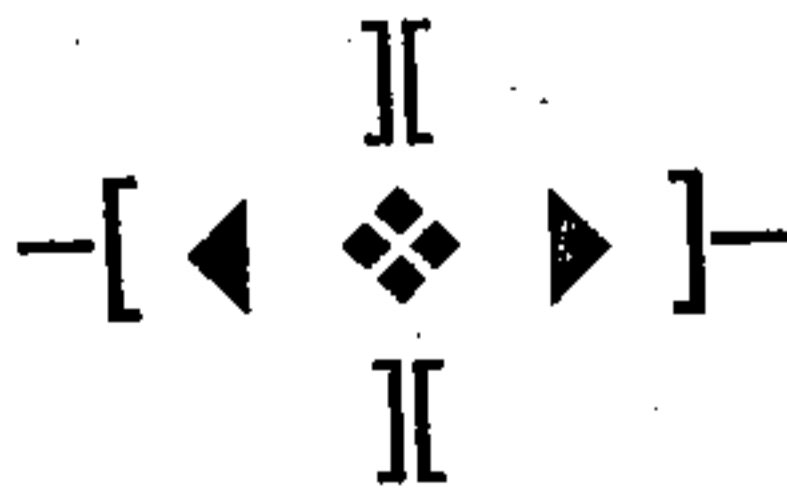
اشرف المخلوقات

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

اِنسان اشرف المخلوقات ہے، یہ بزرگی فرشتوں سے بڑھ کر ہے
اِنسان کو اپنا یہ شرف برقرار رکھنے کے لیے آج کیا کرنا چاہیے

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اِنسان کو اپنے قدرت والے ہاتھوں سے بنایا اور اپنی روح پھونکی...... پھر "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَانِ تَقْوِیْم" کا اعزاز بخشا...... اپنی تمام مخلوقات میں سے افضلیت عطا فرمائی...... ذرا غور تو کرو وہ اِنسانوں کے ہی جدِّ امجد تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسجودُ الملائکہ بنایا تھا...... وہ اِنسان ہی ہیں جن کے ساتھ قدر والی رات کو اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق "فرشتے" مصافحہ کرتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اِیمان لے آتے ہیں اور اس پر مضبوطی سے جم جاتے ہیں ...... چاہے کتنی ہی تکلیفیں آئیں وہ ڈگمگاتے ہیں...... بھٹکتے نہیں ...... بلکہ جتنی زیادہ تکلیفیں آئیں اُن کا ایمان اَور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے...... پھر اُن پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے...... جیسا کہ قرآنِ پاک میں اِرشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْ رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ سْتَقَامُوْ تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰئِکَةُ

﴿حٰمٓ السجدۃ: آیت: ۳۰﴾

بیشک وہ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں

سورۂ آلِ عمران میں اِرشادِ ربانی ہے:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ

اور جب کہ فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمہیں جہان بھر کی خواتین پر برگزیدگی عطا فرمائی ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم سے زیادہ شرف وفضیلت کا مستحق کون ہوسکتا ہے آپ نے اِس آیت سے اِستدلال کیا:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ"

مشکوٰۃ المصابیح باب بدالخلق وذکرالانبیاء میں ایک حدیث موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

لما خلق الله ادمَ وذرّيّتهُ قالتِ الملائكة يا ربّ خلقتهم يا كلون ويشربون وينكحون ويركبون فاجعل اللّٰهم الدنيا ولنا الاخرة قال الله تعالىٰ لاجعل من خلقتهُ بيدىّ ونفخت فيه من روحي لمن قلت له كن فكان۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی ذرّیت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: اے رب! تو نے اُنہیں پیدا کیا یہ کھائیں گے پئیں گے نکاح کریں گے سواری کریں گے تو ان

کے لیے دُنیا کو خاص فرما دیجئے اور ہمارے لیے آخرت۔ اللہ تعالیٰ
نے اِرشاد فرمایا: ایسا نہیں ہوگا' جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا
کیا اور جس میں اپنی روح پھونکی' اُسے اُس کے برابر کیسے کر دوں'
جسے میں نے کہا: ہو جا! تو وہ ہو گیا۔

اِس حدیث پاک سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اِنسان فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ لیکن یہاں محققین اہل سنت نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ کیا یہ فضیلت کلی اور عمومی ہے یا صورت اِس سے مختلف ہے؟ فاضل جلیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ فضیلت کلی و عمومی حیثیت نہیں رکھتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں حدیث پاک "المؤمن اکرم علی الله من بعض الملئکه" کے زیر تحت فرماتے ہیں: اصل یہ ہے کہ عام اِنسان عام فرشتوں سے افضل ہیں اور خاص فرشتے عام اِنسانوں سے افضل' لیکن خواص البشر (حضرات انبیاء علیہم السلام) تو اُن کا مقام خواص الملائکہ سے بھی بلند و برتر ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے بارے ابوحمزہ محمد بن کعب القرظی سے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی ہے......
> اسے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا...... اس میں روح پھونکی...... فرشتوں
> نے اسے سجدہ کیا اور اس کی ذرّیت سے انبیاء و رسل مبعوث
> فرمائے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرتِ اِنسان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کئی فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ باقی مخلوقِ خداوندی کو خوراک حاصل کرنے کے لئے نیچے جھکنا پڑتا ہے' جبکہ حضرتِ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعجاز بخشا ہے کہ خوراک حاصل کرنے کے لئے اِسے

جھکنا نہیں پڑتا بلکہ ہاتھوں کے ذریعہ خوراک منہ تک پہنچتی ہے۔ اِسی طرح کی اور بے شمار خوبیاں اور خصلتیں اللہ ربُّ العزت نے حضرت اِنسان کو عطا فرمائیں ...... اِسی لئے اِنسان اشرفُ المخلوقات ہے۔

اِنسان عناصرِ اربعہ (آب وخاک ...... باد وآتش) سے پیدا ہوا' عجیب بات یہ ہے کہ یہ چاروں ایک دُوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ ہر ضد کا خاصہ یہ ہے کہ وہ دوسری ضد کو مٹانے کی جدوجہد کرتی ہے۔ اسی سے فساد رونما ہوتا ہے اور فرشتوں کا یہ اندازہ کہ یہ اِنسان دُنیا میں جا کر فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ اِسی خلق اضداد پر مبنی تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہی اِنسانی قوتیں جن سے آج تخریب کائنات کا کام لیا جا رہا ہے۔ ذرا اک سانچے میں ڈھال لی جائیں تو اِنسان کو فرشتہ اور جن سے بھی افضل بنا دیتی ہیں۔ اِنسانی مزاج اور سرشت پر غور کیا جائے تو اِس میں دو قوتیں سب سے آگے آگے نظر آتی ہیں۔ ایک قوتِ شہویہ اور دوسری قوتِ غضبیہ۔ قوتِ شہویہ وہ ہے جس کے ذریعہ ایک بُرے اِنسان سے بدکاری وغیرہ سرزد ہوتی ہے اور وہ لذاتِ نفس کا غلام بن جاتا ہے۔ اِسی طرح قوتِ غضبیہ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑے ہوتے اور کمزوروں پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ بظاہر نظر یہ دونوں قوتیں مبغوض نظر آتی ہیں' لیکن دیکھا جائے تو انہی کا رُخ موڑ دینے پر آدمی کے اشرفُ المخلوقات ہونے کا اِنحصار ہے۔ ایک مومن اسی قوتِ شہویہ سے کام لیتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دِل میں جگہ دیتا ہے اور دُنیا و مافیہا کو اُس کے تابع بنا دیتا ہے تو اُس وقت ملائکہ بھی اس کی برابری نہیں کر پاتے کہ اِن میں یہ قوت موجود ہی نہیں جس سے عشق ومحبت کا یہ غیر فانی چشمہ اُبل سکے۔ نہ نالۂ نیم شبی فرشتوں کے حصّہ میں آیا' نہ سوزِ آرزو ...... یہ دولت صرف اور صرف حضرتِ اِنسان کی ملکیت خاص ہے۔

یہی معاملہ قوتِ غضبیہ کا ہے۔ ایک مومن ومسلمان جب اِس طاقت کو مشرف با

سلام کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ شہادت کے مراتب عالیہ تک جا پہنچتا ہے' وہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور ضرورت پڑتی ہے تو اُس کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

حضرتِ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے ملکوتی اور حیوانی صفات کا جامع بنایا ہے' اِن دونوں صفات کی موجودگی نے بھی اِنسان کو اشرفُ المخلوقات کے اعلیٰ منصب پر فائز کر دیا ہے۔ اِنسان جب اخلاقِ حمیدہ کو اپنا کر اپنی ملکوتی صفت کو طاقتور کر لیتا ہے تو وہ حیوانی صفت کو مغلوب کر کے اُس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے تو پھر یہی اِنسان کہیں داتا صاحب...... کہیں بابا صاحب...... کہیں خواجہ صاحب...... کہیں غوث پاک...... کہیں مجدد پاک...... کہیں غریب نواز اور کہیں ابوالبیان کے پیارے ناموں سے اُفقِ بشریت پر اُبھر کر فرشتوں سے افضل ہو جاتا ہے...... مگر...... اِس کے برعکس یہی اِنسان جب غرور...... تکبر...... جھوٹ...... غیبت...... چغلی...... بخیلی...... حسد...... بغض...... لوٹ مار...... والدین کی بے ادبی...... نماز نہ پڑھنا...... ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھنا...... صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ دینا...... شراب نوشی...... جوئے بازی...... زنا کاری...... وغیرہ جیسے اوصافِ رذیلہ کو اپنا کر حیوانی طاقت کو غلبہ دے لیتا ہے تو پھر یہی اِنسان حیوان کیا اُس سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ پھر وہ وہ حرکتیں کرتا ہے کہ اِنسانیت تو کیا حیوان بھی شرما جاتے ہیں۔ آپ نے اکثر یہ فقرہ سنا ہوگا کوئی کسی کو کہہ رہا ہوتا ہے کہ بھئی اِنسان بن' اِس سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت اُس میں اِنسانیت نہیں ہوتی تبھی تو اُسے یہ کہا جاتا ہے کہ اِنسان بن' یعنی اُس وقت اُس کی حرکت اِنسانوں جیسی نہیں' بلکہ کسی اور مخلوق کی سی ہوتی ہیں' تبھی تو اُسے یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی اصلیت پہچان...... تو اِنسان ہے حیوان نہیں ہے...... اپنے اندر اِنسانوں والی صفت پیدا کر...... اپنے افعال و کردار اِنسانوں جیسے بنا۔

فی زمانہ اگرچہ الا ماشاء اللہ اِنسان اِنتہائی پستی میں گر چکا ہے لیکن پھر بھی یہ اپنا وہی مقام حاصل کر سکتا ہے وہ اِس طرح کہ اپنے اندر اِخلاقِ حمیدہ پیدا کرے...... اچھے طور طریقے اختیار کرے...... اور سب سے بڑی بات یہ کہ نیک اور اچھی صحبت اختیار کرے...... بُروں کی صحبت سے اجتناب کرے...... کیونکہ جس طرح کی صحبت ہو گی ویسا ہی رنگ چڑھے گا...... یعنی اگر نمازیوں کی صحبت اختیار کرے گا تو نمازی بن جائے گا...... شرابیوں کے ساتھ رہے گا تو شرابی بن جائے گا...... زانیوں کے ساتھ رہے گا تو زانی بن جائے گا...... بدکاروں کے ساتھ رہے گا تو بدکار بند جائے گا...... چوروں کے ساتھ رہے گا تو چور بن جائے گا...... جوابازوں کے پاس بیٹھے گا تو جواری بن جائے گا غرضیکہ جس طرح کی صحبت ہو گی ویسا ہی رنگ چڑھ جائے گا۔ عارفِ کھڑی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث پاک کی ترجمانی کرتے ہوئے پنجابی زبان میں فرماتے ہیں:

نیکاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دوکان عطاراں
سودا بھاویں مُول نہ لئے حُلّے آون ہزاراں

نیک لوگوں کی صحبت بڑی چیز ہے...... عطاروں کی دوکان پہ جا بیٹھو...... ہزارہا خوشبوؤں کے حُلّے آئیں گے...... اگر سودا نہ بھی لینا ہو تب بھی عطار کی دوکان پہ جا کے بیٹھو خوشبوئیں ضرور آئیں گی:

بُرے لوکاں دی صحبت یارو جیویں دوکان لوہاراں
بھاویں کپڑے لکھ بچایئے چنگاں پین ہزاراں

بُرے لوگوں کی صحبت کو لوہار کی دوکان سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جب کوئی لوہار کی بھٹی کے پاس بیٹھے گا تو کوئی نہ کوئی چنگ پڑ ہی جائے گی...... کپڑا جل جائے گا...... یا دامن جل جائے گا۔ اِسی طرح بُرے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے والا کسی نہ کسی مصیبت

میں پھنس جاتا ہے...... جس طرح کے وہ ہوں گے اُسی طرح کا ہو جائے گا......اُن جیسی حرکتیں کر کے جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے گا جس سے وہ خود بھی ذلیل ہوگا اور اپنے والدین کو بھی ذلیل وخوار کر دے گا۔

لہٰذا چاہئے کہ اِنسان اپنے مقام کو حاصل کرنے کے لئے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو کہ بہت ہی اکثیر ہوتی ہے...... اچھائی کا رنگ چڑھے گا...... بُرائی سے بچنے کا شعور پیدا ہوگا۔
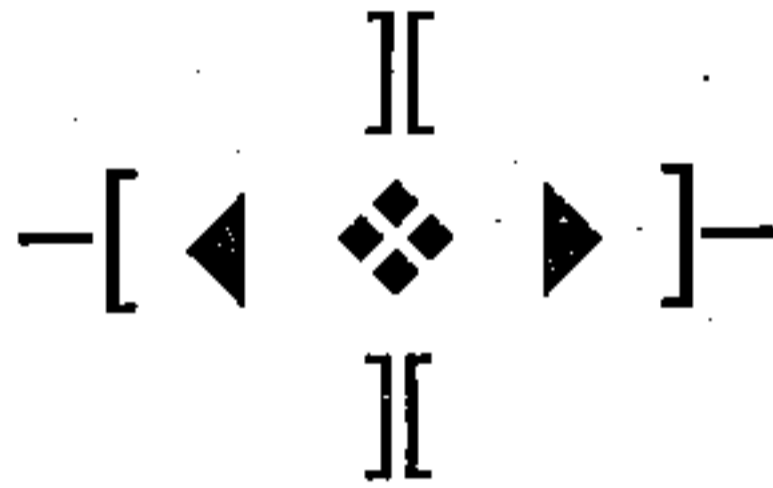
دُعائے میلاد

یا الٰہی ! ...... یہ مانا کہ مسلمان وہ پہلے مسلمان نہیں ...... مگر کیا ان کے دل سے رسولِ مقبول ﷺ کی محبت بھی جاتی رہی ؟ یا خدا ! یہ اُنہی مسلمانوں کی اولاد تو ہیں ...... جو تیرے حبیب کی صورت کے عاشق اور نام کے دیوانے تھے ...... جو جان و مال سے ان پر فدا رہتے تھے۔

اے عزت وقدرت والے ! سب کچھ کرنا مگر مسلمانوں کے دلوں سے اپنے محبوب کی محبت نہ نکالنا۔

اے رحیم وکریم ! تو انہیں پھر پہلا سا مسلمان بنا دے اور وہی پہلی سی محبت وسچا ذوق وشوق عنایت کر دے ...... تا کہ دین و دُنیا دونوں میں سرخروئی حاصل کر سکیں۔

آئیں سب مل کر اس مبارک دن میں ہم ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں مانگیں کہ اے اللہ العالمین بہ طفیل اس دن کے ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کی محبت دے ...... چاہت دے ...... عشق دے ...... ہم تیرے اور تیرے حبیب کے نام کے دیوانے بنے رہیں ...... تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اس یادگار کو شاندار بنا سکیں۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل سکیں۔ اور آپ ﷺ جو کتابِ ہدایت (قرآنِ پاک) ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اُس پر عمل کر سکیں ...... تا کہ دُنیا میں بھی عروج و ترقی کریں اور دین میں بھی اجر پائیں ...... امین یارب العالمین۔

اے ہمارے پروردِگار ! ہم تیری بارگاہ میں اُس عزت وجاہ کا توسل کرتے ہیں

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیری بارگاہ میں حاصل ہے۔

اے ہمارے پروردِگار! ہم تجھ پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہیں اور تیری طرف سے خیر کے طالب ہیں۔ ہم سب کو رُشد و ہدایت عطا فرما۔

اے پروردِگار! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاہ و منزلت کے صدقہ ہماری دُعا قبول فرما...... ہمیں اور ہمارے دوستوں کے مسئلہ جات پورے فرما۔

اے اللہ! ہمارے قول و فعل کو قبول فرما...... ہمارے نفوس اور ہمارے اہل و عیال کی اصلاح فرما اور انہیں ہر غلط کام اور برائی سے محفوظ رکھ۔

اے ہمارے پروردِگار! ہم سب کے گناہ معاف کردے۔

اے ہمارے پروردِگار! ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما۔

اے ہمارے پروردِگار! ہمارے مقاصد ہمارے لئے آسان کردے۔

اے ہمارے پروردِگار! جو ہمیں اپنا رُعب دکھاتے ہیں انہیں اپنی ہی پریشانی میں ڈال دے اور مکروہات کو ہم سے بہت دُور کردے۔

اے ہمارے پروردِگار! ہمارے والدین کی بھی مغفرت فرما۔ ہمارے شیوخ، ہمارے بھائی اور ہماری اولاد کی بھی مغفرت فرما۔ ان سب کی دین و دُنیا کی اصلاح فرما دے۔ اور سب کو علیین میں جگہ نصیب فرما اور ہمیں بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔

اے ہمارے پروردگار! ہمارے بادشاہ کو اپنی حفاظت میں رکھنا...... اس کے لئے اور ہمارے لئے اپنے احسانات دُگنے کردے۔

اے پروردگار! دشمنوں کے خلاف اس کی مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارے دین اور ہماری دُنیا کی اس کے ذریعہ اور اس کے کارندوں و افواج کے ذریعہ حفاظت فرما۔

اے ہمارے پروردگار! اس کے کارندوں کو اس کے لئے اصلاح والے بنا

دے۔اس کی رعایا کی اصلاح فرما۔اس کے حالات بہتر سے بہتر کردے۔اس کی جو خواہشات......تمنائیں ہیں وہ اسے عطا فرما اوراس کے اقوال وافعال ہمارے لئے محمود بنا۔جن کی ہر دَور میں تعریف ہی کی جاتی رہے۔

اے ہمارے پروردگار! نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر رحم فرما۔ہر دور اور ہر گھر پر تیری رحمت نازل ہو۔اغیار کے غلبہ سے انہیں بچائے رکھنا۔تمام ممالک اور تمام شہر اغیار سے حفاظت میں رکھنا۔زمین کا ہر بلند و پست حصہ تیری ہی حفاظت میں رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ وسبب سے یا اللہ ہماری دعائیں قبول فرما۔

اے ہمارے پروردگار! ہمارے خوف وڈر کو آپ کے واسطہ سے امن میں تبدیل فرمادے۔

اے ہمارے پروردگار! آپ کے وسیلہ سے ہمارے حالات دُرست کردے اور ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادے اور ہمیں حسد اور کینہ سے نجات بخش۔

اے اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر اس قدر صلوٰۃ وسلام بھیج جن کا اَزل واَبد سے شمار نہ ہوسکے اور آپ کی آل اور ہدایت کے ستارے صحابہ کرام اور ہر اس شخص پر جو اُمت میں سے ان کی اقتداء کرنے والا ہے۔ان پر صلوٰۃ وسلام نازل فرما اور جو ان حضرات کے بدخواہ ہیں ان پر صلوٰۃ وسلام کا عکس اُتار۔

سب سے پہلے خلیفہ سے تو راضی رہ جو تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ان کی تصدیق کرنے والے عظیم شخص تھے۔اپنا سارا مال واسباب جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کردیا......پھر روم اور عجم کی سرزمین پر جہاد کیا اور ہر مرتد اور جاہل کی سرکوبی کی۔

اے اللہ! تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی راضی رہ...... جو حضرت ابوبکر صدیق...... کے بعد تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔جن کا اسم گرامی ''عمر'' ہے۔کسریٰ کو توڑنے والے...... قیصر کو بھگانے والے ہیں۔میدان کے شیر اور مسلمان فوجیوں

کے سپہ سالار ہیں۔ یعنی ابو حفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو حضرت زید کے بھائی ہیں۔

اے اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادِ مکرم اور افضل شخصیت سے بھی راضی رہ۔ جن کے عقد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔ یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ...... جو فضل جلی کے مالک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کیلئے سامانِ جہاد تیار کرنے والے ہیں۔ اس کیلئے انہوں نے اونٹ اور نقدی آپ پر نچھاور کر دی۔

اے اللہ! تو سیدہ خاتونِ جنت کے خاوند...... حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے راضی رہ' جو علم نبوی کے دروازے اور بابِ خیبر کے فاتح ہیں...... جب کہ فوجِ اسلامی سے اُس دروازہ کا توڑنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ علی المرتضیٰ جو مرحب' عمرو بن عبدود کو واصل جہنم کرنے والے ہیں۔

اے اللہ! تو تمام عشرہ مبشرہ سے راضی رہ...... اور تمام اہل بدر اور بیعت رضوان کرنے والوں سے بھی راضی رہ...... غزوۂ اُحد کے شرکاء سے بھی راضی رہ...... اور ہر اُس آدمی سے جس نے نظر ایمان سے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا...... اور اسی عقیدہ پر انتقال ہوا...... یہ سب کے سب حضرات عادل اور پرہیز گار ہیں...... ان حضرات کی جاہ و منزلت کے سبب...... ہمارا خاتمہ رشد و ہدایت پر فرما۔

طالبِ شفاعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجددی

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]
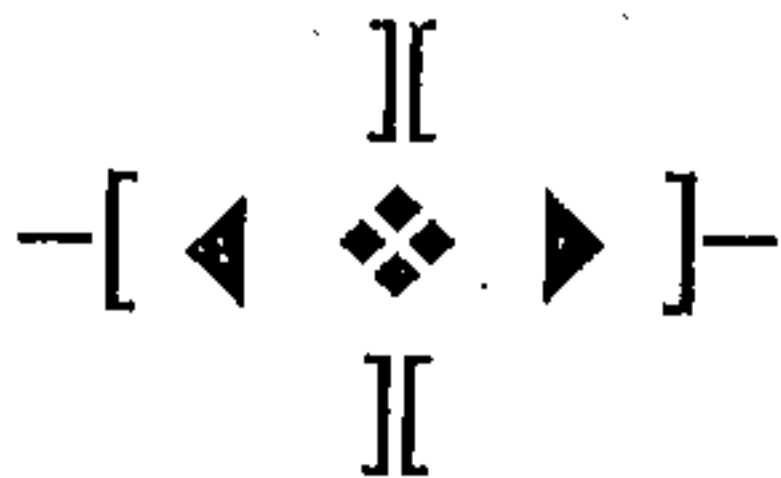
ریاست علی مجددی کی تصانیف

- برکات میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
- یادِ حسین رضی اللہ عنہ
- چشمہء فیض داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- نماز کی حکمتیں
- روحانی پاکستان
- ضیائے شب برأت
- بابِ اَمن بہشتی دروازہ
- ضیائے محرم
- رحمتِ رحمٰن فی شہر رمضان
- جیسی کرنی ویسی بھرنی
- کشتیاں
- مقدر کا ستارہ
- ضیائے میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- حکایات و برکاتِ مرغ
- تحفۃ المسلمین
- معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمتیں
- معراج اور عقائد اہلسنت
- میلادِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- معراجِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- فیض عالم گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
- قلائد الجواہر
- ضیائے عمارہ
- برکاتِ تراویح
- بہجۃ الاسرار
- ضیائے نعت

ضیائے
میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
(منظوم)
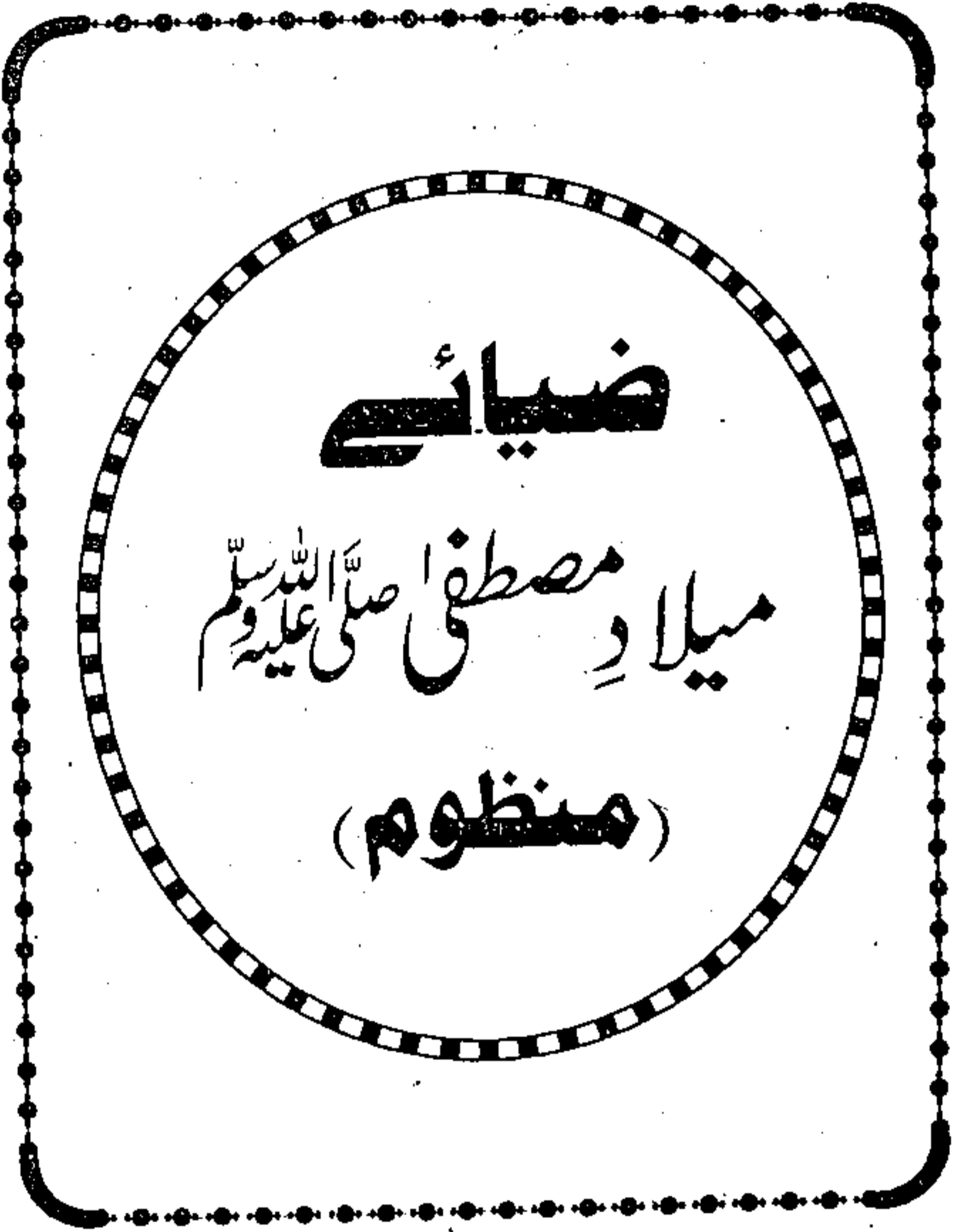
اِلتجائے ربُّ العالمین

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

اے دُعا! ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا! اب پھیر دے رُخ گردشِ ایام کے

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کے لئے
کر رہے ہیں زخم دل فریاد مرہم کے لئے

صلح تھی کل جن سے اب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

اک نظر ہو جائے آقا! اب ہمارے حال پر
ڈال دے پردے ہماری شامت اعمال پر

خلق کے راندے ہوئے دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

خار ہیں' بدکار ہیں' ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

[کاروانِ نعت لاہور اپریل ۲۰۰۶ء: ۷/ آغا حشر کشمیری]

اِلتجاء بارگاہِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت دو جہاں' حامیِ بے کساں' صدقہ حسنین رضی اللہ عنہم کا کچھ عطا کیجئے
ہم گنہگار ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں' ہم تمہارے ہیں' ہم کو نبھا لیجئے
اے حبیبِ خدا ' احمد مجتبیٰ ' سرورِ انبیاء ' مصطفیٰ ' مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم بڑے پُر خطا' آپ جود و عطا' عاصیوں کو گلے سے لگا لیجئے
بولنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کی گفتار ہے' آپ کی دِید اللہ کا دیدار ہے
یہ تیرے منتظر شاہا' جائیں کدھر' پیاری صورت ہمیں بھی دکھا دیجئے
یہ حجابِ دوئی کے ستائے ہوئے' عرض کرتے ہیں سر کو جھکائے ہوئے
ہم تو مجبور ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہیں' لِلّٰہ در پر ہمیں بھی بُلا لیجئے
مانگنے کا سلیقہ نہ انداز ہے' اُمتی آپ کے ہیں یہی ناز ہے
یہ فقیر آپ کے ہیں' اَسیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے' زُلف کی قید سے نہ رہا کیجئے
اِسمِ اَعظم سرِ عرش چمکے تیرا' ماہ و خورشید تاروں میں تیری ضیاء
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ خدا' ہم بڑے روسیا' داغ دوئی کا دِل سے مٹا دیجئے
ہم کو دیر و حرم نے ہے ٹھکرا دیا' بے سہاروں کو ہے آسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے یہی اِلتجا اے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو دِیوانہ اَپنا بنا لیجئے

[عرفانِ حق:٦٤]

جشنِ عید میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جہدا عرش تے رب میلاد کردا اُتے فرش میلاد کروا بھائی
اللہ پاک ہے جہدی تعریف کردا کر اُوس دی صفت ثناء بھائی
جہدے یار نے عمر عثمان ورگے یاری اوس دے نال لگا بھائی
ہووے حبشی بلال قربان جس توں جان اُوس توں گھول گھما بھائی
جنہوں ویکھیاں رَبّ دی دید ہووے وَصل اوس دا آن کے پا بھائی
جہدا اُمتی بننا نبی چاہندے اُوہدے نام دا وِرد پکا بھائی
لبھنا کُکھ نئیں بُغض اندھیر وچوں شمع نور ایمان جگا بھائی
شفاعت نبی دی جے ہے خواہش تینوں عشق نبی دینال لگا بھائی
جسم و جان نوں نبی توں وار کے تے ناںواں موْمناں وچ لکھا بھائی
کاہنوں دوزخ دا کریں سَامان کٹھا عمل کوئی تے نیک کما بھائی
ایس دَم دا کُجھ وِساہ نہیوں پچھوں تاوییں وقت گواہ بھائی
جنہوں ویکھ درخت تعظیم کردے گردن اُوس دے اگے نوا بھائی
ٹکٹ جنّت دا لے حضور کولوں بخت سَعدیہ وانگ جگا بھائی
آقا موڑ دا کسے مسکینؔ نوں نئیں کر کے ویکھ لے آن سَدا بھائی

[شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۸/ از مولوی غلام رسول مسکینؔ نوشاہی]

میلاد سوہنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دا

فرشتے عرش تے میلاد آقا دا مناندے سن
بڑے ای چاواں تھیں حوراں، ملک جھنڈے لگاندے سن
قسم رب دی پئی جنت وی تک کے رشک کر دی سی
فرشتے عرش نوں جد نال پھلاں دے سجاندے سن
ہوئے جلوہ نما مکے دے وچ محبوبِ اللہ دے
چلو سب فرش تے چلیے ایہہ اِک دوجے نوں آندے سن
کِڈے اُچے قلندری بھاگ سن اوہناں ملائکاں دے
زیارت آپ دی کر کے جو خوشیاں مناندے سن

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

میری سرکار جسے اپنا بنا لیتے ہیں
وہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجا لیتے ہیں

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

وہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت دھوم دھام سے منائیں
بچوں کے ذہنوں میں بھی اس کا نقشہ بٹھائیں
کیوں نہ مسلمان عظمتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک تصور جگائیں
سب مل کر با احسن طور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائیں

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

محفلِ میلاد

کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجایئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجایئے جگان ایہہ نصیب آ گئے
خبراں اللہ دیاں اساں نوں سُنان لئی
راہوں کھنجیاں نوں سدھے راہ تے پان لئی
بُت بھنّے تے جنجو ساڈے لاہن لئی
اَج کیوں نہ اَسی خوشیاں منایئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجایئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجایئے جگان ایہہ نصیب آ گئے
اَج اللہ ساڈی آس چا پہنچائی اے
سوہنے کملی والے جھاتی آ کے پائی اے
ویکھو قسمت ساڈی سُتی جا جگائی اے
دَرُود پڑھ پڑھ تسی نوں بھوایئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجایئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجایئے جگان ایہہ نصیب آ گئے
زندہ دِھیاں تائیں گور وچ پاندے سی
جوائی اپنے بناون توں شرماندے سی

حَد ظُلم والی کر کے وکھاندے سی
سوچاں بھیڑیاں توں ہُن چِت چاہیئے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجائیے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجائیے جگان ایہہ نصیب آ گئے
نئیں سی پتہ پہلاں نبی والی شان دا
وَرقہ تُھل کے نہ ویکھیا قرآن دا
نہ پڑھیا ترجمہ یٰسین دے بیان دا
دن بخشش دے سمجھے قریب آ گئے
کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجائیے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجائیے جگان ایہہ نصیب آ گئے
مَسکین اَساں گنہگاراں نوں بخشاون لئی
دِن حشر دے شفاعت فرماوَن لئی
اَگ دوزخ دی توں اَساں نوں بچاون لئی
کیوں نہ رَج رَج شگن منائیے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ گلیاں تے بازاراں نوں سجائیے رب دے حبیب آ گئے
کیوں نہ اللہ دا شکر بجائیے جگان ایہہ نصیب آ گئے

[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وسلم]

اِلتجاء بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

تمنا ایں میں در تے فیر آواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہجر دے زخم میں آپ نوں وکھاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جدوں روضے توں ہویا دور کیہ دساں کیہ کیہ گزری
مرے لوں لوں چوں نکلن فیر ہاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مری دُنیا ایہہ دُنیا نہیں مری جنت حرم تیرا
ہجر دے رات دن میں گیت گاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرم تیرا کمینے تے جو ہویا فیر کرم کر دے
سبز گنبد تے فیر نظراں جماواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تری چوکھٹ تے بیٹھا ساں اُٹھایا میرے بختاں نیں
کرو نظر کرم سر پرنے آواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترے باجھوں وسیلہ نہ مرا دُنیا و عقبیٰ وچ
وسیلہ تیرے عاشق دا میں پاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کدی ویکھو تے صوفی نوں وی دسو حاضر و ناظر
کویں باقی حیاتی نوں لنگھاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[ماہنامہ لکھاری لاہور اپریل ۱۹۹۹ء صوفی محمد الدین چشتی نظامی، قصور]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جانتے ہو منعقد محفل ہوئی یہ کس لئے
آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یوم ولادت اس لئے

آج دن ہے حریت کے عزم کی تجدید کا
معجزہ ہے کامرانی آپ کی تقلید کا

قوتِ بازو بھی ہو زندہ ترا ایمان بھی
کیوں نہ ہوں مغلوب پھر فرعون بھی ہامان بھی

مسلم خوبیدہ تجھ میں قوتیں موجود ہیں
قدرتِ کامل کی سب وہ برکتیں موجودہ ہیں

جن کے باعث دورِ ماضی کے مسلمان شاد تھے
قیصر وکسریٰ بھی جن کے جوش سے برباد تھے

وہ سعادت مند تھے معروف تھے مخدوم تھے
اور منکر جو بھی تھے مغلوب تھے محکوم تھے

بدر میں تھے تین سو تیرہ جو مردانِ وفا
لشکر کفار کو کیسے دیا نیچا دکھا

منتظر تیری ہے دُنیا اور تو خاموش ہے
ہوش میں آ ہوش میں آ کس لئے بیہوش ہے

بن کے غازی جیت بازی کود جا میدان میں

کون نکلے بچ کے جو آئے تیرے طوفان میں
آج سے گر عہد کر لے عزم اور ایمان کا
کون ہو گا فانی دشمن تیرے پاکستان کا

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

ماہ ربیع الاول ہے سرکارِ مدینہ کی ولادت
ہر دو عالم کے لئے رحمت' ایمان و ایقان کی علامت
ہے نہایت ہی بابرکت یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
پوری کائنات کے لئے ہے یہ باعثِ سعادت

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

حسن انسانیت کے لئے احسانات کا اقرار
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آواری پر خوشی کا اظہار
جشن میلاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کا بیان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر خیالوں کا اظہار
مسلم ممالک ہوں یا غیر مسلم ہر کہیں ہر جگہ
جشنِ میلاد سے اسلام کی عظمت کا اظہار

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]
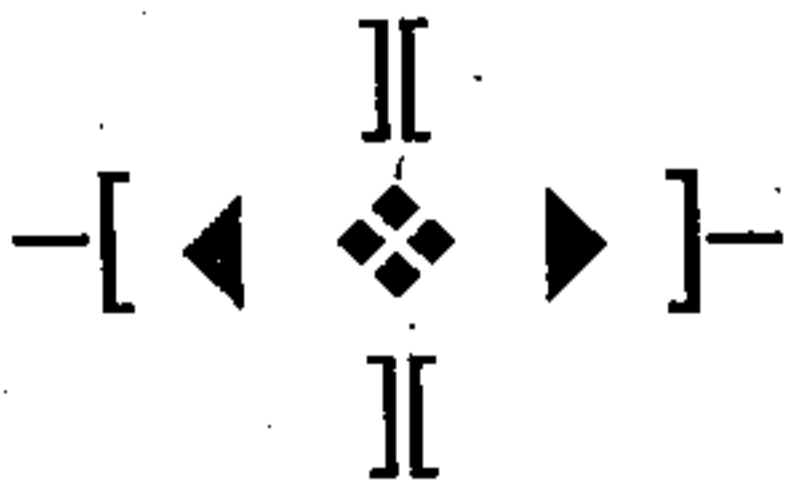
نعت شریف

نزولِ رحمت باری ہے بارھویں تاریخ
اِسی سے عید ہماری ہے بارھویں تاریخ

بیاضِ صبح پہ لکھا قلم نے پڑھ کے درود
عروسِ رحمت باری ہے بارھویں تاریخ

کِھلا ہے صبح کو باغِ خلیل میں جو پھول
اُسی کی خوشبو یہ ساری ہے بارھویں تاریخ

ملا ہے منصب عیش آج ہفت کشور کو
ہر ایک ہفت ہزاری ہے بارھویں تاریخ

کہا مسیح سے چوتھے فلک پہ خالق نے
مرے حبیب کی باری ہے بارھویں تاریخ

جو باری آئی نبی آخرالزماں کی عالم میں
تبھی عنایت باری ہے بارھویں تاریخ

نبی کے نام پر پڑھتے رہو درود اے درد
خدا کو دل سے پیاری ہے بارھویں تاریخ

[جذباتِ درد:۱۲۶/درد کاکوروی/ذیلدار پارک اچھرہ لاہور]

عید میلاد

ساڈے نبی سرتاج پیغمبراں دے لے تشریف آئے اج عید ہوئی
جیہڑی گھڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم لیا اوہو گھڑی بے اج نوید ہوئی

جہدی سانوں اُڈیک چروکنی سی اوہ لال خدا اج گھلیا اے
بت خانیاں وچ گڑوند پے گئی تخت روم تے شام دا ہلیا اے
اک قافلہ عرش دیاں نوریاں دا سوہنے نبی نوں ویکھنے چلیا اے
نوری پڑھدے سلام آن پہنچے بوہا آن حضور دا ملیا اے

نعرے مار کے آکھیا نوریاں نے سانوں رب دے نور دی دید ہوئی
سانوں عرش تے ماہِ صیام آیا ساڈی زمیں تے آن کے عید ہوئی

اچن چیت محبتاں جاگیاں نے شوق دید دا مار اُچھال آیا
سارے جگ دے ستے بھاگ جاگے بڑے ناز دے نال ایہہ سال آیا
جہدی دید کارن مرسل ترسدے بن اوہ اج آمنہ دے گھر لال آیا
اوس لال دی سنت تے جو آیا وہ بڑا ای باکمال آیا

ویکھو تپدے کربلا اندر اصغر ولی دی جند شہید ہوئی
دے سر حسین چا شکر کیتا آکھے مالکا میری اج عید ہوئی

جیہڑی رات حضور معراج پہنچے اوہوی اک انوکھڑی راہ ہیسی
صرف عرش تے رونقاں لگیاں سن باقی چپ ساری کائنات ہیسی
چھٹے نور دے وجدے راہ اندر پانی یار نے یار دی جھات ہیسی

ایسے لئی جبریل نہ توڑ پہنچا اوہ کوئی وکھری ای گل بات ہیسی
اک دوجے نوں آکھیا نوریاں نے اج خوشی دی بڑی خرید ہوئی
اودھر رب حضور نوں کول بھا کے آکھے سجناں میری اج عید ہوئی
مکہ چھڈ مدینے دے وچ آ گئے گلیاں مہکیاں رونقاں لگیاں نے
پتہ پتہ اج باغ دا کھڑن لگا وائیں ٹھنڈیاں مٹھیاں وگیاں نے
دل دین دا روشنی نال چمکے کالی رات جیوں دیویاں جگیاں نے
سچے پہرواں آن آواز کیتی ڈیرے چک لے چوریاں ٹھگیاں نے
اسماعیل قلندر دا پیر آیا دُنیا ویکھ دیاں سار مرید ہوئی
بچے بچے دے منہ چوں پیا نکلے اج وچ مدینے دے عید ہوئی

— [ٹھنڈے ہوکے:۹۰راز اسماعیل قلندر] —

شب میلاد شب قدر سے بلا شبہ افضل
شب قدر میں نزول ملائکہ شب میلاد ظہور محمد افضل
شب قدر میں امتِ رسول پر فضل و احسان
میلاد رسول کا موجودات عالم پر فضل و احسان

— [صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم] —

جہاں میں، جس جگہ بھی، محفلِ سرکار سجتی ہے
بھرا ماحول سجتا ہے، ہر اک دیوار سجتی ہے
وہ یاد آئیں تو آنکھوں میں سدا موتی چمکتے ہیں
میری پلکوں پہ ایسے حسرتِ دیدار سجتی ہے

— [اک دعا پراثر ہوگئی::۸۹] —

نعت شریف

پھرے ونڈ دا خزانے سوہنا سب نوں تے آمنہ دا لال آ گیا
بت ٹٹ گئے پجاری سارے نس گئے بتاں تے زوال آ گیا

پالدا یتیماں نوں تے کر دا کریمیاں
ویریاں نوں معاف کیتا ایڈیاں حلیمیاں
توڑ کے فیر جوڑ دتا چن' ایڈا کر کے کمال آ گیا
پھرے ونڈ دا خزانے سوہنا سب نوں تے آمنہ دا لال آ گیا

سب کولوں پہلوں ہویا سب توں اخیر چلیا
ویریاں نوں معاف کیتا ایڈیاں حلیمیاں
دکھیاں دے دکھاں والی' بن کے اوہ ڈھال آ گیا
پھرے ونڈ دا خزانے سوہنا سب نوں آمنہ دا لال آ گیا

عرشاں تے جان دیاں کیتیاں تیاریاں
لے گیا براق چھیتی مار کے اُڈاریاں
عرشاں دے واسی سارے آکھدے اوہ رب دا جمال آ گیا
پھرے ونڈ دا خزانے سوہنا سب نوں آمنہ دا لال آ گیا

دل وچ رکھ لے قلندر توں تسلیاں
پیار دیاں راہواں بھانویں کنیاں اولیاں
سد لے گا تینوں سوہنا جدوں وی خیال آ گیا
پھرے ونڈ دا خزانے سوہنا سب نوں آمنہ دا لال آ گیا

[ٹھنڈے ہوکے: ۰۷راز اسماعیل قلندر]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

ادب سے یہاں بیٹھو اب سر جھکا کے
فضائل سنو دل سے خیرالوریٰ کے
یہ محفل ہے میلاد کی تم یہاں سے
خدا کی رضا لے کے جاؤ کما کے
محبت کا جذبہ کرو دل سے پیدا
رہے چشم تر ذکر میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سنو نام نامی کرو نذر تحفے
مزے خوب لے لے کے صل علیٰ کے
یہ آداب اس محفل پاک کے ہیں
سنو دل سے غفلت کے پردے ہٹا کے

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
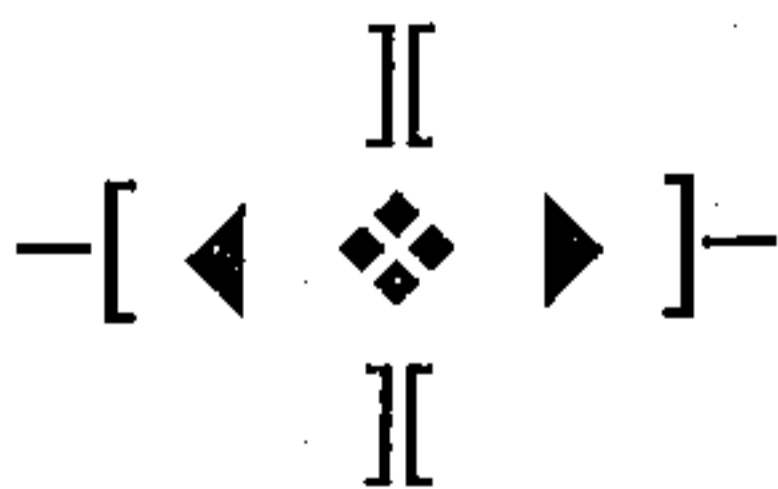
سارے عالم پہ بہار آ گئی

ساعتِ ذکرِ پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم آ گئی' سارے عالم پہ اک کیف چھانے لگا
مُطربانِ ازل زمزمہ سنج ہیں' روحِ کونین کو وجد آنے لگا
اُن کی آمد کے پھر تذکرے چھڑ گئے' ذِکر میلاد پھر دِل لبھانے لگا
گلستاں گلستاں پھر بہار آ گئی' پھر حسن کا چمن مسکرانے لگا
سازِ فطرت سے نغمے اُبلنے لگے' دِل کے جذبات شعروں میں ڈھلنے لگے
شاعرِ خوش نوا وجد میں جھوم کر' روح پرور ترانے سنانے لگا
چار سو عبرت انگیز تھا اِک سماں' ظلمتوں سے تھا معمور سارا جہاں
آفتابِ نبوت ضوفشاں' نورِ حق ہر طرف جگمگانے لگا
نقش بے رنگ دُنیا پہ آ گیا' چار سو ایک دل کش سماں چھا گیا
ایک اُمی لقب' بن کے محبوب رب' نعمتوں کے خزانے لٹانے لگا
آج پھر تیری اُمت ہے خدا روز بوں' دردمندوں کی آنکھوں سے جاری ہے خوں
میرے آقا سفینہ ہے منجدھار میں' میرے خواجہ سفینہ ہے ٹھکانے لگا
یاوَرِ بے کساں' خلق کے راہبر' ہم غلاموں پہ بھی لُطف کی اِک نظر
تیرے قربان مایوسیاں بڑھ گئیں' تیرے قربان یقین ڈگمگانے لگا
پھر ہمیں عظمت بوذری رضی اللہ عنہ بخش دے' شان فاروق و فقر علی بخش دے
پھر زمانے کے اَنداز ہیں خشمگیں' پھر زمانہ ہمیں آزمانے لگا

— ◄ [تجلیات:۸۰] ► —

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجا رہے ہیں
نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ قسمت جگا رہے ہیں
منکر یہ پوچھتا ہے جھنڈیوں کی اصل کیا ہے
روح الامین کو دیکھو جھنڈے لگا رہے ہیں

[رباعیوں کی برسات:۲۲۶]

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خوشیاں مناؤ سنیّو
رب دی رحمت ہے جہاناں اتے چھائی یارو
آگ دوزخ دی ابولہب تے ٹھنڈی ہوئی
خوشی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم چہ جد اُنگلی اُٹھائی یارو

[رباعیوں کی برسات:۲۳۳]

پڑھ میلاد حسان نے صائم عالی رُتبہ پایا
کملی والے جس نوں اپنے منبر تے بٹھلایا
کہیا حسان تساں جہیا بیٹا کسے وی ماں نہیں جایا
جیویں تساں سی بنناں چاہیا اونویں رب بنایا

[رحمت دا خزانہ:۸۲]

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

میلاد کا صدقہ

رحمت دی گھٹا چھائی اے میلاد دا صدقہ
ہر پاسے بہار آئی اے میلاد دا صدقہ
چن تارے تے سورج اوہدے بوہے دے منگتے
پھلاں وی مہک پائی اے میلاد دا صدقہ
عرش وی پئے تکدے حلیمہ ترے گھر نوں
اوہ شان توں اج پائی اے میلاد دا صدقہ
ہر پاسے چراغاں اے حضور آئے اساڈے
ہر پاسے ایہہ روشنائی اے میلاد دا صدقہ
شیطان پیا روندا اے شیطان جو ہویا
ہر طرف خوشی چھائی اے میلاد دا صدقہ
اولاد توں خالی نہ رہی جھولی کسے دی
مسرور ہر اک مائی اے میلاد دا صدقہ
جہدے نال دی نعمت نہیں جگ تے کوئی وی
گنہگاراں دے کول آئی اے میلاد دا صدقہ
ہوندے نے پئے ذکر جہدے محفلاں اندر
اَج تر گئی او دائی اے میلاد دا صدقہ
مدت توں جہدی تانگ سی سب اہل جہاں نوں
ناصر اوہ گھڑی آئی اے میلاد دا صدقہ

[سرور جاوداں:۸۰]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

ہو مبارک آپ کو تشریف لائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
بخشوانے کے لئے ہم سب کو آئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
فیض کرنا سب سے یکساں آپ کا شیوہ رہا
دُشمن جاں کو بھی دِل سے آپ بھائے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
صبح صادق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضو سے جہاں روشن ہوا
سب زمین روشن ہوئی ' سب آسمان روشن ہوا

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

ہر سمت نظر آتے ہیں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے
یہ جلوے ہیں دراصل میں غفار کے جلوے
اِن جلوؤں سے روشن ہے جہاں بھر کی ہر ایک چیز
ہیں شمس و قمر طیبہ کے مختار کے جلوے
سینے میں ضیاء جن سے' ہے اِیمان فروزاں
ہیں قدرت کے شہکار کے اَنوار کے جلوے
محشر سے پریشان ہے کیوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت
ہے روزِ حشر سارا تو دلدار کے جلوے
مت آنسو بہاؤ گنہگارو گناہ پر
رو رو کے بجھا دیں گے وہ سب نار کے جلوے

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] —

لوح بھی تو ' قلم بھی تو ' تیرا وجود الکتاب
گنبدآبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کر دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل و جستجو ' عشق حضور و اضطراب

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] —

اَساں اِوہناں کد ملنا مڑ کے' پئی ہمیش جدائی
رودن پھل محمد بخشا ' رَج نہ شاخ ہنڈائی

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] —

جگمگایا ہے مقدر کا ستارا کیسا
بس گیا دل میں مدینے کا نظارا

— [حدیث جاں:٦٤] —

بزمِ ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بزمِ ذکر سجی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
رحمت برس رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
عرشِ اولیٰ سے لائے' نوری نورانی چادر
اِس بزم پر تنی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
محفل میں آنے والو' تم سب کو ہو مبارک
جھولی جو بھر رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
محفل سجانے والے' یہ عطاؔ تیں کہہ رہی ہیں
قسمت کا تو دھنی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
دِل ہو رہے ہیں روشن' ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ
بگڑی سنور رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
قبر و حشر تلک یہ واللہ کرے اُجالے
یہ شمع جو جلی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے

[فیضانِ انیس:٦٩]

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

یادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کی یاد کو دِل میں بسائے بیٹھے ہیں
بڑے نیاز سے محفل سجائے بیٹھے ہیں

مہک رہے ہیں سبھی زخم اُن کی خوشبو سے
گُلِ چنا کے چمن ہم کھلائے بیٹھے ہیں

اُنہی کے نام سے قائم ہے اعتبارِ جہاں
اُنہی کے نام پہ خود کو لٹائے بیٹھے ہیں

سجا سجا کے تصور میں آپ کے جلوے
ہم اپنے دِل کو مدینہ بنائے بیٹھے ہیں

نہیں ہے خوف ہمیں ظلمت زمانہ کا
چراغ ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلائے بیٹھے ہیں

نظر میں روضہء اَقدس ہے' سبز گنبد ہے
نہیں ہے غم کہ ہر اِک غم بُھلائے بیٹھے ہیں

غموں کی دھوپ سے کیا واسطہ عطا ہم کو
ہم تو حرم پاک کے سائے میں آئے بیٹھے ہیں

[عطائے حرمین رحمۃ اللہ علیہ]

بوہے اکو سوالی جان سارے' دوجے بوہے سوالی کوئی جاندا ای نئیں
سخی ڈٹھا انوکھا اے جگ اندر' جدوں دیندا کجھ کول بچاندا ای نئیں
کون منگدا اے کناں منگدا اے وٹ نوری پیشانی تے پاندا ای نئیں
جگرا سخی کریم دا ویکھ ناصر جنی وار کوئی منگے ٹھکراندا ای نئیں

آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مبارک ہو، مبارک ہو، شہِ ابرار آتے ہیں
حبیبِ کبریا کونین کے سردار آتے ہیں

درودوں کی، سلاموں کی، سجا کر ڈالیاں لاؤ
کہ اب صَلِّ علیٰ کے مالک و حقدار آتے ہیں

کرے گا آسمان جن پر نچھاور چاند اور تارے
وہ دُنیا کے دُلارے احمد مختار آتے ہیں

فقیرو بے نواؤ جھولیاں پھیلاؤ خوش ہو کر
کہ وہ ابر سخا ہر سمت گوہر بار آتے ہیں

مسلمانوں کو اِس سے اور کیا بڑھ کر خوشی ہو گی
کہ مہمان اُن کے ہو کر سیّدِ ابرار آتے ہیں

لٹاؤ مال و زر اپنا خوشی میں اُن کے آنے کی
مسلمانوں تمہارے مونس و غمخوار آتے ہیں

کھڑے ہو کر اَدب سے دست بستہ پڑھو سلام اُن پر
اے فائقؔ ترے آقا، ترے سردار آتے ہیں

[نورِ مجسم کی تشریف آوری: ۲، از مولانا حشمت علی فائق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

— ▶ [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] ◀ —

ذہنوں کی تیرگی کا مداوا اسی میں ہے
ہر دل میں شمع عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلائی جائے
آؤں کہ پھر بسائیں دلوں کی بستیاں
گھر گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محفل سجائی جائے

— ▶ [کاروانِ نعت:۱۳۰] ◀ —

— ▶ [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] ◀ —

کیوں نہ رج خوشیاں منائیے' آ گئے حضور آ گئے
واری صدقے ہو ہو جائیے آ گئے حضور آ گئے
لے کے شاناں اعلیٰ آیا کملی والا آیا
جہدے لئی کائنات بنائی آ گئے حضور آ گئے
بے کس تے لاچاراں تائیں' شفاواں ملیاں بیماراں تائیں
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے نعرے اج لائیے' آ گئے حضور آ گئے
آمد پاک دے جشن مناؤ' آؤ آؤ عاشقو آؤ
آؤ سوہنے دا میلاد منائیے' آ گئے حضور آ گئے

— ▶ [فیضانِ انیس:۹۵] ◀ —

— ▶ [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] ◀ —

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

کون و مکاں کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے
خوشیاں مناؤ عاشقو! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

حمد خدا جل جلالہ کہ آج ہماری سنی گئی
شکرِ خدا جل جلالہ کہ احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

کعبہ جھکا ' خوشی سے شجر جھومنے لگے
اور وجد میں سبھی در و دیوار آ گئے

اب تو کسی بھی غم کا ہمیں کوئی غم نہیں
ہم غمزدوں کے مونس و غمخوار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

اعلان کر رہے ہیں فرشتے جگہ جگہ
لو! ساری کائنات کے دلدار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

اے عاصیو! نہ اپنے گناہوں سے تم ڈرو
اس درجہ دلنواز تھی آمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
سب کو نظر نجات کے آثار آ گئے

اب گمراہی کا خوف ہو کس واسطے ہمیں!
فیضان اپنے قافلہ سالار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

کب مجھ کو بلاؤ گے

ہم دید کے پیاسے ہیں کب پیاس بجھاؤ گے
کب رُخ سے نقاب اپنا للہ ہٹاؤ گے

تیرے ذکر کی محفل ہے محفل پہ کرم کرنا
ہو جائے کرم محفل پہ' گر بزم میں آؤ گے

ہر بات میری بگڑی ، بگڑی کو بنا دیجئے
کب اپنے مدح خواں کی تقدیر بناؤ گے

ہر لحظ تڑپتی ہوں تیری دید کو اے آقا
کب تک یونہی تڑپوں گی کب جھلک دکھاؤ گے

حسنین کے صدقے میں اب مجھ پہ کرم کرنا
کب مجھ پہ کرم ہوگا کب مجھ کو بلاؤ گے

کچھ عرض بھی کرنا ہے کچھ درد سنانے ہیں
دکھ درد کے مارے کے کب درد مٹاؤ گے

کچھ پاس نہیں اپنے اب آس تمہاری ہے
لجپال سخی میرے خود لاج نبھاؤ گے

میں جاؤں مدینے میں سرکار کہیں ناظم
کب آ کے مدینے پھر نعت سناؤ گے

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

بزمِ ذکر سجی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
رحمت برس رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
عرشِ اولیٰ سے لائے' نوری نوری چادر
اِس بزم پر تنی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
محفل میں آنے والو' تم سب کو ہو مبارک
جھولی جو بھر رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
محفل سجانے والے' یہ عطائیں کہہ رہی ہیں
قسمت کا تو دھنی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
دِل ہو رہے ہیں روشن' ذکرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ
بگڑی سنور رہی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے
قبر و حشر تلک یہ واللہ کرے اُجالے
یہ شمع جو جلی ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے

[فیضانِ انیس:٦٩]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

پڑھو مولود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ محفل شاد ہو جاوے
حضورِ خاص میں شاید ہماری یاد ہو جاوے
یہ وہ مولودِ اکرم ہے کہ جس کے فیض امجد سے
نہ ہو اولاد گھر جس کے اُسے اولاد ہو جاوے
پڑھے جو خانہء ویراں میں مولودِ مقدس کو
بَلا سب دور ہو کہ وہ مکاں آباد ہو جاوے
وظیفہ گر کرے مولودِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ جو
اگر ہو قید مشکل میں تو وہ آزاد ہو جاوے
یہ وہ عمل مکرّم ہے کہ جس کے ورد کرنے سے
رقم نیکی عمل نامہ میں بے تعداد ہو جاوے
کرے جو ذکر مولودِ مقدس کا صدقِ دل
ہو اُس کی مغفرت اور بخشش اِیجاد ہو جاوے
مدینہ تک چلا جاؤں میں اپنے سر کے بل یارب
کرم سے فضل سے حضرت کا گر ارشاد ہو جاوے

[گنجینہء نعت:۸۳]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
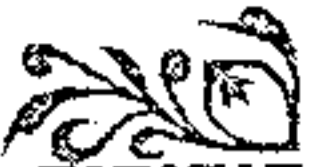
بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا

اے سبز گنبد والے منظور دُعا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

اے نورِ خدا آ کر آنکھوں میں سما جانا
یا در پہ بلا لینا یا خواب میں آ جانا
اے پردہ نشین دل کے پردے میں رہا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

محبوب الٰہی سا نہ کوئی حسیں دیکھا
یہ شان ہے اُن کی کہ سایہ بھی نہیں دیکھا
اللہ نے سائے کو چاہا نہ جدا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

میں قبر اندھیری میں گھبراؤں گا جب تنہا
امداد میری کو تم آ جانا میرے آقا
روشن میری تربت کو للہ ذرہ کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

چہرے سے ضیاء پائی ان چاند ستاروں نے
اس در سے شفا پائی دُکھ درد کے ماروں نے
آتا ہے انہیں صابر ہر دُکھ کو روا کرنا
جب وقت نزع آئے دیدار عطا کرنا

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

ہر مشکل دیوچ آقا نوں توں یاد تاں کر کے ویکھ
سوہنے دے ذکر تھیں گھر اَپنا آباد تے کر کے ویکھ
منظور ناں ہووے تاں پھیر آکھیں فریاد تاں کر کے ویکھ
بیتاب اِیہہ مشکلاں دا حل اِی میلاد تاں کر کے ویکھ

[مَدینے دِی یاد:۹۱]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

دُرودشریف

سُن کے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دُرود پڑھنا' کیتا مومن تے ذاتِ وَدُود لازم
جیویں وچ نماز نمازیاں تے ' ہے رکوع قیام سجود لازم
گھر گھر محفلاں کرن حضور دیاں' عاشق سمجھ کے پاک مولود لازم
نعتاں پڑھن توں پہلاں حضور اُتے' حافظ پڑھنا ہے پاک دُرود لازم

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]
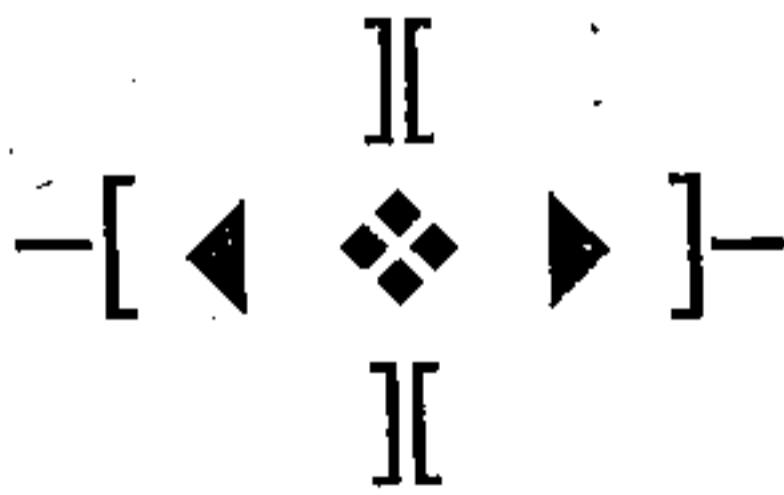
[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلم]

حسن بخش محفلِ امکاں ہے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
زینت صحنِ ریاضِ جاں ہے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
نوعِ انساں کو عطا کیں حق نے صد ہا نعمتیں
دیں ہمیں اس معطیٔ مطلق نے کیا کیا نعمتیں
قلب کی تسکیں آنکھوں کا اُجالا نعمتیں
بیش قیمت' دل نواز و روح افزا نعمتیں
حق کا اب سب سے بڑا احساں ہے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
بے ثمر صدیوں سے تھیں اِنسانیت کی کھیتیاں
منتظر تھے ان کی آمد کے زمین و آسماں
برسرِ فاراں ہوئی رحمت کی اک بدلی عیاں
ہو گیا شاداب و فردوسِ نظر باغِ جہاں
ابر گل بار و گہر افشاں ہے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
حق نما آئے' نگوں اصنامِ باطل ہو گئے
آشنا اپنے خدا سے' تھے جو غافل ہو گئے
گلّہ باں جو تھے' جہاں بانوں میں شامل ہو گئے
بد ہوئے اچھے' جو ناقص تھے وہ کامل ہو گئے
فتح بابِ عظمت انساں ہے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
تذکرہ ان کی ولادت کا ہے زیبا تذکرہ
آگہی افروز' پر کیف و دل آرا تذکرہ
ہو رہا تھا' ہو رہا ہے اور ہو گا تذکرہ

ہے خدا کا تذکرہ ' خیرالوریٰ کا تذکرہ
زیب و زینِ گلشنِ ایماں ہے میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
لازمی ہم پر ہے شکرِ نعمت رب جلیل
ہے یہ محفل شکر احسان خدا کے بے عدیل
محفلِ میلاد حضرت پر فَحَدِّث ہے دلیل
ہم غلاموں کی ہے یہ خوش قسمتی بے قال و قیل
عین حکم و حکمتِ قرآں ہے میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

[میلادِ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم:۱۰]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

میلاد کا موسم آوت ہے
ہر ذرہ جشن مناوت ہے
ہر چاند ستارہ رستوں میں
کرنوں کے پھول نچھاوت ہے
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ہے
گھر بار ریاض سجاوت ہے

[ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم:۳۰]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

جیہڑے نور تھیں بنیا کل عالم .... اَج آمداں نے اُس نور دیاں
اَج جھکیا عرش معلی اے .... دھرتی دا بھارا پلا اے
مائی آمنہ پاک دے گھر اگے .... جھک گئیاں گھاٹیاں طور دیاں
اَج آمنہ مائی تر گئی اے .... جھدی نور تھیں جھولی بھر گئی اے
جھدے گھر نوں سلاماں ہون پیاں .... جنت دی ہر اک حور دیاں
اَج لگ گئے بھاگ حلیمہ نوں .... اَج مل گئے چین یتیماں نوں
دل کمب گئے' جاناں نکل گیاں .... آج ہر جابر مغرور دیاں
سب دور ہنیرا ہو جاوے .... ہر طرف سویرا ہو جاوے
جس ملک چہ کرناں آ جاون .... چن عربی دے دستور دیاں
اوتھے نور خدا دا وردا اے .... اوتھے فلک سلاماں کردا اے
جتھے پڑھیے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی .... جتھے محفلاں ہون حضور دیاں
میرے آقا کملی والے دی .... اوتھوں شان دا ہے آغاز ہوندا
مک جاندیاں جتھے نے صائم .... سب حداں عقل شعور دیاں
اَج کیف دی بارش ہوندی اے .... اَج نہراں وگن سرور دیاں

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں محفل سجانا ہم نہ چھوڑیں گے
یہ نعرہ یارسول اللہ لگانا ہم نہ چھوڑیں گے
کہو تو چھوڑ دیں گے ہم جہاں کی محفلیں ساری
مگر میلاد کی محفل سجانا ہم نہ چھوڑیں گے

[مدحت خیر الانام:۷۵]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

مل کے پڑھو دُرود خوشی کا مقام ہے
ہر سُو وہاں صدائے درود و سلام ہے
خالی گیا نہ آپ کے دَرِ پاک سے کوئی
اُن کی سخا تو دوستو ہر خاص و عام ہے
ہر سُو وہاں صدائے دُرود و سلام ہے
جن پہ کرم ہے خاص میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
کیا شک ہے اُن فقیروں میں میرا بھی نام ہے
ہر سُو وہاں صدائے درود و سلام ہے
بیتاب لُطف ہے جیت ذِکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں
بس ذِکر مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کا بھی کام ہے
ہر سُو وہاں صدائے درود و سلام ہے

[مدینے دِی یاد:۱۴۰]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

جو بھی میلاد کی محفل سجاتے ہیں
خدا گواہ ہے مدینے ضرور جاتے ہیں
آجاتے ہیں جس کو بھی محبت کے قرینے
پھر اُس کو بلا لیتے ہیں سرکار مدینے

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

سرکار کا صدقہ ملتا ہے ...... سرکار کا صدقہ کھاتے ہیں
میلاد کی محفل میں دامن ...... سب منگتوں کے بھر جاتے ہیں
یہ خاص کرم ہے آقا کا .... میلاد کی محفل والوں پہ
آتے ہیں وہی اس محفل میں .... سرکار جنہیں بلواتے ہیں
جبرئیل آمیں نے عرشوں پہ .... میلاد منایا آقا کا
ہم فرشی آج عقیدت سے .... گھر گھر میلاد مناتے ہیں
محبوب خدا کے دیوانے .... مطلوبِ خدا کے پروانے
میلاد کی محفل بلبوں سے .... جھنڈیوں سے خوب سجاتے ہیں
وہ محفل کیسی محفل ہے .... جو ذکرِ نبی سے خالی ہو
میلاد منانے والوں کے .... دن خود سے خود پھر جاتے ہیں
سفری پہ کرم ہے آقا کا .... میلاد جہاں بھی ہوتا ہے
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کُل .... وہ محفل آن سجاتے ہیں

[راحتِ العاشقین:۱۳۸]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

رکھتے ہیں خبر آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہی اُس گھر کی
جو گھر میں محبت سے میلاد مناتے ہیں
میلاد کی محفل ہو یا نعت کی محفل ہو
محبوب خدا آکے قدموں سے سجاتے ہیں

[راحتِ العاشقین:۱۱۵]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

گھر گھر سجاؤ محفل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتنا وہ خوش نصیب ہے جس کا یہ شعار ہے
جس نے سجائی محفل میلاد تر گیا
ہر سو خزاں ہے اُس کے گھر فصل بہار ہے

[راحتِ العاشقین: ۷۰]

محفل میلاد میں اُن سے مدینہ مانگ لو
کس طرح جیتے ہیں جینے کا قرینہ مانگ لو
ہیں وہ سفرؔی محفل میلاد میں آئے ہوئے
آج اُن سے اُن کے در پہ جا کے جینا مانگ لو

[راحتِ العاشقین: ۷۴]

اُنہی کے کرم سے یہ آباد دُنیا، اُنہی کی عطاؤں سے شاد دُنیا
اُنہی کے میلاد کی محفلیں ہم، عقیدت سے گھر گھر سجاتے رہیں گے
یہ قدرت نے بخشش کا بخشا بہانہ محبت سے میلادِ سرور منانا
خدا کی قسم جب تلک دم میں دم ہے ہم میلاد اُن کا مناتے رہیں گے
لگائیں تھیں جبریل علیہ السلام نے جھنڈیاں عرش پہ
لگائیں کہ ہم اُن کے جھنڈے فرش پہ
چراغوں سے کر کے جہاں سفرؔی روشن
ولادت کی خوشیاں مناتے رہیں گے

[راحتِ العاشقین: ۱۰۲]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

میلاد کی محفل کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سجاتے ہیں
خوش بخت ہیں جو اُن کا میلاد مناتے ہیں
کھاتے ہیں تو بس اُن کا پیتے ہیں تو بس اُن کا
لاریب دو عالم کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے ہیں
محفل ہے یہ نورانی لولاک کے مالک صلی اللہ علیہ وسلم کی
قدسی بھی یہاں آ کے سر اپنا جھکاتے ہیں
جبریلِ امیں علیہ السلام لے کے عرشوں پہ کھڑے جھنڈے
ہم فرش پہ جھنڈیوں سے عالم کو سجاتے ہیں
آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں اِس محفل نوری میں
خوش بخت ہی آتے ہیں خوش بخت ہی آتے ہیں
محشر میں کرم ہوگا اُن پہ ہی کرم ہو گا
سفری جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں

[راحتِ العاشقین:۴۶]

دِل میں تصویر جو آقا کی بسا لیتے ہیں
اُن کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں بلا لیتے ہیں
پھر رہا اُن کو نہ دُنیا میں کسی بات کا غم
اُن کی محفل جو عقیدت سے سجا لیتے ہیں

[راحتِ العاشقین: [illegible]]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

میلاد کی محفل جن کے لئے ہم آج سجائے بیٹھے ہیں
محفل کی یہ خوشبو کہتی ہے محفل میں وہ آئے بیٹھے ہیں
بخشا ہے قدرت نے موقع ہم سب کو یہ اپنی بخشش کا
ہم نعت کی صورت میں ساماں بخشش کا بنائے بیٹھے ہیں
جو روز سجاتے ہیں محفل سرکارِ مدینہ کی گھر گھر
سرکار صلی اللہ علیہ وسلم انہی دیوانوں کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں
کم ظرف ہیں وہ بدبخت ہیں وہ میلاد کے جو بھی منکر ہیں
ہر ماننے والے کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کملی میں چھپائے بیٹھے ہیں
بے ہی سہی بے گھر ہی سہی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمائیں گے
قدموں میں بلائیں گے اک دن یہ آس لگائے بیٹھے ہیں
مایوس کبھی کرتے ہی نہیں میلاد منانے والوں کو
دیدار کی خاطر ہم اپنا دامن پھیلائے بیٹھے ہیں
یہ کرم اے سفری کم بھلا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دوعالم کا ہم پر
میلاد کی محفل میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم خود آپ جو آئے بیٹھے ہیں

[راحتِ العاشقین: ۵۱]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

آپ آئے کرم ہی کرم ہو گیا
سب کے دل جگمگائے کرم ہو گیا
محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ میں جاؤں فدا
جو بھی محفل میں آئے کرم ہو گیا
جن کی محفل ہو محفل میں آتے ہی ہیں
وہ جو محفل میں آئے کرم ہو گیا
کملی والے کی آمد پہ جس نے جہاں
گلیاں کوچے سجائے کرم ہو گیا

[لکیاں نیں موجاں:۵۸]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
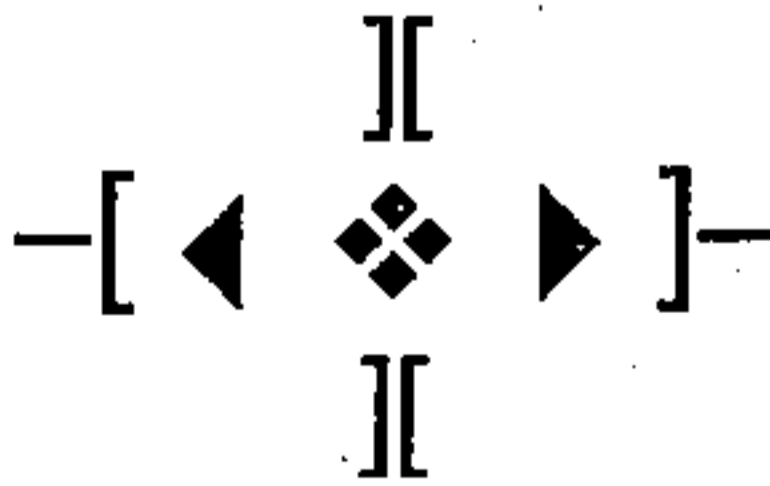
— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] —

آج ہے جشن میلادِ خیرالوریٰ' آج بزمِ جہاں کا سماں اور ہے
اس جگہ ذکر ہے لولاک کا' یہ زمیں اور ہے آسماں اور ہے
آج رنگِ فضائے جہاں ہے نیا' آج رنگِ فضائے جہاں اور ہے
شش جہت کے طلسم و حجابات میں' بالیقین کوئی جلوہ فشاں اور ہے
فرشیوں کی جبینیں سجدہ ریز ہیں' عرشیوں کی خوشی کا جہاں اور ہے
عالمِ قُدس نورٌ علیٰ نور ہے' عالمِ قُدس کی داستاں اور ہے
ہر جگہ ان کے جلوؤں کی ضو ہے نئی' ہر جگہ حُسن کی داستاں اور ہے
نور و نکہت کا عالم یہاں اور ہے' نور نکہت کا عالم وہاں اور ہے
مرحبا رحمتِ حق کی جلوہ گری' شاد میں ناز نیناں فردوس بھی
حور وغلماں کے رُخ پر ہے اِک تازگی' رونق رُوئے باغِ جناں اور ہے
ابنِ مریم کا اعجاز تھا دل نشیں' دل رُبا دلفریب و حیات آفریں
لیکن اے سیدہ آمنہ کے حسیں' تیرا انداز تیرا بیاں اور ہے
عشق والوں نے کچھ اور سمجھا تجھے' عقل والوں نے کچھ اور جانا تجھے
صاحبانِ نظر کا یقین اور ہے' بزرگانِ خرد کا گماں اور ہے
سخت مشکل تھی گو نعت کی یہ زمیں' میرے اشعار پھر بھی جیسی کیف آفریں
طائرانِ چمن کی نوا اور ہے' عالمِ قُدس کا نغمہ خواں اور ہے

— [تجلیات:۵۹ تا ۶۰] —

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم] —

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

میری سرکار جسے اپنا بنا لیتے ہیں
وہی تو آپ کی محفل کو سجا لیتے ہیں

[لکیاں نیں موجاں:۸۰]

میلاد ہم منائیں گے جھوم جھوم کے
اپنے گھر سجائیں گے جھوم جھوم کے
میلاد کے صدقے آقا طیبہ بلائیں گے
شہر مدینہ جائیں گے جھوم جھوم کے
یہ عیدیں جس کے صدقے میں ہم کو نصیب ہیں
وہ عید ہم منائیں گے جھوم جھوم کے
جشن ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تم کو مبارک ہو
یہ جشن ہم منائیں گے جھوم جھوم کے

[لکیاں نے موجاں:٦٩]

[صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

غم دے ماریو عید کرو مولا کرم کمایا اے
پڑھو درود سلام پڑھو کملی والا صلی اللہ علیہ وسلم آیا اے
جس دی خاطر رب سوہنے ساری کھیڈ رچائی اے
دُنیا وچہ اوہ سوہناں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اج تشریف لیایا اے
جے نہ جائز میلاد صلی اللہ علیہ وسلم ہندا میں پچھناں فتویاں والیاں نوں
رب بلا کے سارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں میلاد منایا اے

[فیضانِ انیس:۲۸]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

بزمِ میلادِ نبی سب کو آنا چاہیے
گوشِ دل سے پنبۂ غفلت اُٹھانا چاہیے
ہو رہا ہے ذکر احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کا
مستمع ہو کر سبھی کو فیض پانا چاہیے
جادۂ طاعت سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی غافل نہ ہو
دل کو اعمال قبیحہ سے ڈرانا چاہیے
ڈال کر دل میں محبت جنت الفردوس کی
نیکیوں سے رستہ جنت بنانا چاہیے
قبر میں جبکہ حسابِ زندگی لیں گے ملک
اُن سے اپنا دامن عصیاں چھڑانا چاہیے
سَلِّمُوْا یَا قَوْمَ بَل صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْن

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
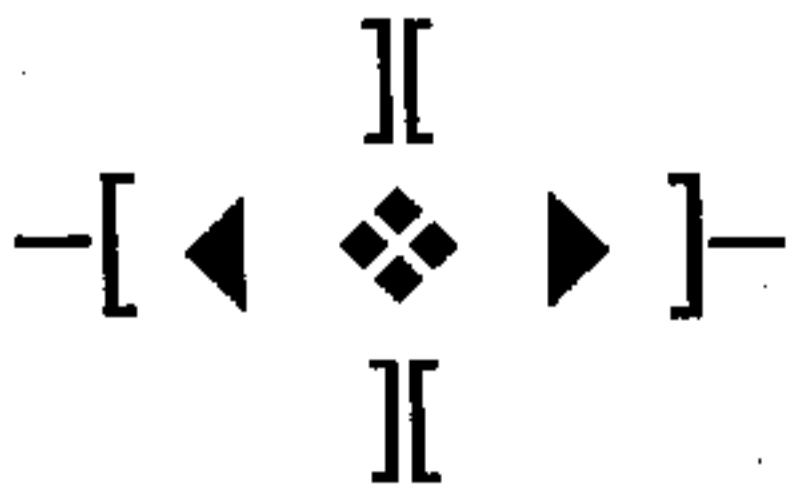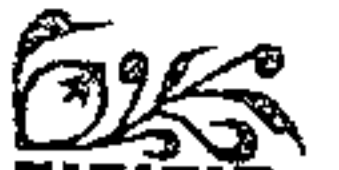
عید میلاد کی خوشی

عید میلاد ہے شاہ کونین کی' شادیانے خوشی کے بجاتے چلو
کیسی مستی میں ہے آج خلقت سبھی' جھوم کر ان کی نعتیں سناتے چلو

آج نعمت خدا کی ہوئی تمام' لوٹ لو آج ہے فیض عام
بن کے آیا ہے جو رحمت جہاں کے لئے جشن میلاد اس کا مناتے چلو

ساز پر دل کے چھیڑ دو وہ نغمے نئے' وجد میں آئے سارا جہان بن پئے
رنگ ایسا جمے نہ کبھی ماند ہو' ذکر ان کا لبوں پہ سجاتے چلو

ایک وہی ہیں میرا مقصد و مدعا' کاش آجائیں وہ سب کرو یہ دعا
شوق دیدار ان کا اگر دل میں ہے' اپنی آنکھوں سے پردہ ہٹاتے چلو

آج خوشیوں میں شامل ہیں جن و ملک رنگ بھرا ہے اس کا زمین تا فلک
کوئی تم بھی مسرت کا سامان کرو بام و در آج اپنے سجاتے چلو

تم سدا جب پڑھو گے درود و سلام' مل ہی جائے گا صابر تمہیں بھی دوام
دل پہ لکھ کر نبی جی کی رحمت کا نام' عشق احمد کا جھنڈا اٹھاتے چلو

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

کرم الٰہی

کرم خدا کا ہوا ہے جن پر وہ ان کی محفل سجا رہے ہیں
بلایا جن کو میرے نبی نے وہی تو محفل میں آ رہے ہیں
یہ نور چاروں طرف ہے چھایا دلوں پہ ذکر نبی سمایا
یہ سارے دیوانے آج مل کر نبی کی نعتیں سنا رہے ہیں
یہاں تو رحمت کی بارشیں ہیں ہماری ان سے گزارشیں ہیں
بلا لیں ان کو مدینہ آقا یہاں جو آنسو بہا رہے ہیں
جہاں ہے ذکر نبی کی محفل وہاں ملائک آ رہے ہیں
جو مانگنا ہے ان ہی سے مانگو وہ آج رحمت لٹا رہے ہیں

[لکیاں نیں موجاں:۸۵]

سوہنے دے غلام سوہنے محفلاں سجاؤندے نیں
جناں تے کرم ہووے او محفلاں چہ آؤندے نیں
سارے پروانے نیں آقا دے دیوانے نیں
گیت کملی والے دے رَل مل گاؤندے نیں

[لکیاں نے موجاں:۹۲]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

پیارا دِن عید میلاد

ہے یہ بارہ ربیع الاول کا دن' آج قلب مسلماں بڑا شاد ہے
ہوں عبادات وخیرات وخوشیاں نہ کیوں' چونکہ محبوب کا یومِ میلاد ہے
آج کے دن نظر آئے تھے معجزے' خوشیاں غلمانوں حوروں فرشتوں نے کیں
ہوئیں خوشیاں جو آمدِ سرکار پر' جشن میلاد اِنہی خوشیوں کی یاد ہے
اپنی گلیوں کی خوب صفائیاں کرو اور اپنے گھروں میں چراغاں کرو
پتہ چل جائے کہ دِل مسلمان کا اپنے آقا کی اُلفت سے آباد ہے
جا بجا خوبصورت لگیں جھنڈیاں' ہو سجاوٹ مساجد و دکانات کی
منظر ہو ایسا دلکش بنائے جو خود کہ یہی پیارا دن عیدِ میلاد ہے
یومِ میلاد ہے آج جلسے کرو' کملی والے سے اُلفت کو ظاہر کرو
ان کی اُلفت نشانی ہے ایمان کی' ان کی تعظیم ایمان کی بنیاد ہے
ہے کدورت جسے جشن میلاد سے' جس کو بھاتی نہیں مدح سرکار کی
نقص ہے اُس کے دین اور ایمان میں' قلب کو اُس کے کرتا جو ناشاد ہے
کون سا دِن فزوں اِس سے خوشیوں کا ہے' سوگ کا دِن سمجھتا ہے اِس کو وہی
جس کا فانوسِ ایمان بے نور اور خانہء دِل اس کا برباد ہے
مخفی ہے جس میں اتحادِ اُمت کا راز' شوکت دین وملت بڑھاتا ہے جو
جو بڑا ہے بزرگی وعظمت میں بھی' وہ سرکار کا جشن میلاد ہے
ہے تمنا کہ محشر کے دن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' مجھے فرمائیں یہ مژدہَ جانفزا
میری نعتیں تو لکھتا تھا بس اِس لیے' اے مجرم فاروقی تو آزاد ہے

[محبت مجھے جشن مولد سے ہے: رازمولانا محمد اقبال فاروقی]

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

چھایا ہے ابر رحمت' اُمڈی ہوئی گھٹا ہے..... ماحول خوش نما ہے
آئے ساکنانِ عالم' مژدہ یہ جاں فزا ہے..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
تسبیح خواں ہے شبنم' ہر پھول باوضو ہے..... اِک نیل رنگ و بُو ہے
نغمہ سرائے مدحت' ہر موجہ صبا ہے..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
وَالّیل کی وضاحت' ہیں مشک بو ہوائیں..... مہکی ہوئی فضائیں
ہر چار سو اُجالا' تشریحِ والضحیٰ ہے ..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
ٹوٹا ہے آج قصرِ نوشیرواں کا کنگرہ ..... طاری ہوا ہے لرزہ
آتش کدہ جو روشن تھا' آج بجھ گیا ہے ..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
گونجے ہیں کاخ و کو میں صلوات کے ترانے ..... آئے سمے سہانے
جلوہ طرازِ عالم' وہ جانِ مدعا ہے ..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
اَب مٹ گیا ہے کفر و الحاد کا اندھیرا ..... پیدا ہوا سویرا
"بُشریٰ لَکُمْ "طلوعِ خورشیدِ حق نما ہے..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
وہ اَمن و آشتی کا پیغام لے کے آیا ..... اسلام لے کے آیا
اسلام ہی ہمارے ہر درد کی دوا ہے ..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
بعد از خدائے برتر' برتر مقام اس کا ..... پاکیزہ نام اس کا
تسکینِ جاں کا باعث ہے' روح کی غذا ہے..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"
کوئی اُس کی عظمتوں سے ہے آشنا تو رب ہے ..... وہ لائقِ ادب ہے
مخدوم کے قلم کا سجدے میں سر جھکا ہے ..... "میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"

[میلادِ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم / از صاحبزادہ محب اللہ نوری]

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] —

جڈاں ربیع الاوّل دا چن چڑھدے ہک نوری ملک ندا ڈیندے
خوش تھی مومن میلاد منا فرمان اے پاک خدا ڈینڈے
جیہڑا خوش تھی رزق حلال وچوں میلاد دا جشن منا ڈیندے
اُوں کان سفیرا جنت وچ رَب پاک محل سجوا ڈیندے

— [نورگر صلی اللہ علیہ وسلم،۱۲۲] —

— [صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ] —

بارشِ رحمت ہوئی بر سرِ زمین .... آ رہے ہیں رحمۃٌ للعلمین
سرسبز گلشن ہوئے ہر بحر و بر .... خوشبو خوش رنگ گل برگ و ثمر
عالم عنصر کا باعث نار ہے .... در حقیقت نار ہی گلزار ہے
ہو گئے تیار جب شمس و قمر .... عالمِ ملکوت نے باندھی کمر
آمد کے گیت سب گانے لگے .... ملائکہ خدمت میں سب آنے گئے
نعرۂ صلِّ علیٰ ہر طرف میں .... ہر حرف ہر برف ہر ظرف میں
آ گیا وہ آ گیا وہ آ گیا .... مالکِ مُلکِ خدا وہ آ گیا
منبعِ خلقِ خدا نورِ ھُدیٰ .... کچھ نہیں جس کے سوا وہ آ گیا
جس کی خاطر ہر زباں ہر ہر نشاں .... کر رہے تھے التجا وہ آ گیا
جس کی خاطر نقشۂ کونین کو .... پاس اللہ نے کیا وہ آ گیا
لی مع اللہ آیا جس کی شان ہے .... رونقِ عرشِ خدا وہ آ گیا
ہر گلستانِ دبستان باغ و بہار .... جس کی خاطر جا بجا وہ آ گیا
اشرف المخلوق خالق کا نشاں .... مظہرِ ذاتِ خدا وہ آ گیا

مرغ و ماہی شاہ و شاہی جس لئے ....ہو رہے ہیں سب فدا وہ آ گیا
تاج کا تختِ خلافت کا ہے شاہ ....آج محبوبِ خدا وہ آ گیا
نقطہِ علمِ ازل اُمُ الکتاب ....مخزنِ صدق و صفا وہ آ گیا
کسی نے چھ لاکھ برساں زہد کل ....جس کی خاطر تھا کیا وہ آ گیا
حکم ذاتِ ایزدی سے یہ ہوا ....سب کرو سجدہ صفا وہ آ گیا
عالمِ ملکوت ارواح و مثال ....خلق نے سجدہ کیا وہ آ گیا
ایک نے سجدہ نہ کیا جان کر ....جس کو سجدہ نہ کیا وہ آ گیا
نورِ حق ہے ذاتِ انسان میں عیاں ....ہو کے مسجود ملائک وہ آ گیا
شاہِ گل کی حاضری میں بلبلیں ....پڑھتی ہیں صَلِّ علیٰ وہ آ گیا
دو جہاں کا ہر زماں کا بادشاہ ....شہبازِ لامکاں وہ آ گیا
کاشفِ سرّ حقیقت رازداں ....عالمِ علمِ لدنی آ گیا
کامل و اکمل مکمل بے بدل ....راہنما و پیشوا وہ آ گیا
دین و دنیا جس کی سب تعریف ہے ....پاک از صفت و ثنا وہ آ گیا
عین میں قوسین میں سرِّ حسین ....جس کا ہے نور و ضیا وہ آ گیا

[سمپورن کلام: ۳۱۹]

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]
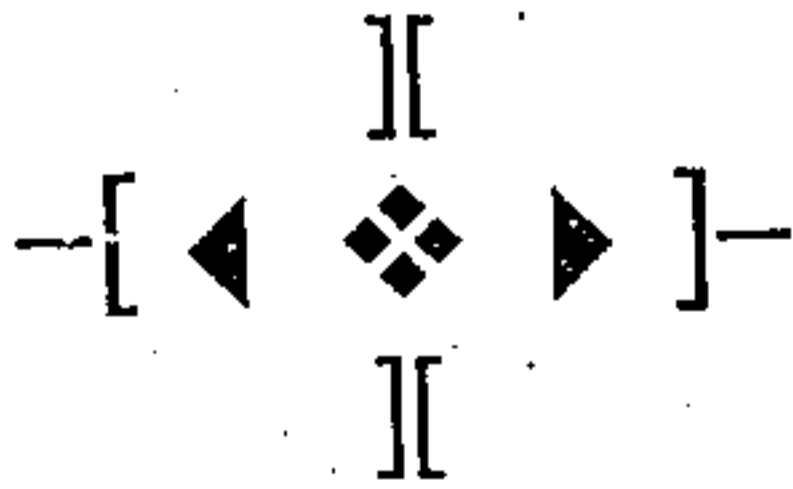
[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّآلہٖ وسلم]

سرکار کے دیوانے، خوشیاں منا رہے ہیں
دونوں جہاں کے والی، تشریف لا رہے ہیں
بخشش ہے اس کی لازم، دونوں جہاں میں نوری
یادِ نبی میں جو بھی، محفل سجا رہے ہیں

[انوار کی بارش:۱٦]

محبوبِ خدا مطلوبِ رسل، جب کرم کمایا کرتے ہیں
ہم جیسے بے بس لوگوں کو، طیبہ وہ دکھایا کرتے ہیں
تم لب پہ سجا کر ذکرِ نبی، محفل کو سجاؤ پروانو
سنتے ہیں کہ اپنی محفل میں، تشریف وہ لایا کرتے ہیں
آقا کے غلاموں پہ ہر دم، انوار کی بارش ہوتی ہے
جب ان کی محفل ہم نوری، مل بیٹھ سجایا کرتے ہیں

[انوار کی بارش:۴۷]

سرکار کی آمد پر جو جشن مناتے ہیں
ان کو ہی میرے آقا دیدار کراتے ہیں
محبوبِ خدا اُس کو سینے سے لگاتے ہیں
اس نورِ مجسم کی جس دن میں ہوئی آمد
نازاں ہی ملائک بھی خوش بخت غلاموں پر
جو شام و سحر نوری میلاد مناتے ہیں

[انوار کی بارش:۱۵]

[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّآلہٖ وسلم]

نعت شریف

[صلّی اللہُ علیٰ حبیبہٖ محمّدٍ وّاٰلہٖ وسلّم]

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم = سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم = دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا = نورِ اوّل کا جلوہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں = شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم = وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو = نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی = چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے = پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے = نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کئے = اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے = ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے = بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ = وَسَلَّمْ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

[صلّی اللہُ علیٰ حبیبہٖ محمّدٍ وّاٰلہٖ وسلّم]

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وسلّم]

گھر گھر کرو چراغاں تھاں تھاں دیوٗ نیازاں
خوشیاں دے تحفے لے کے منٹھار صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے نے
جد دی سجائی محفل مستانیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی
اللہ دی رحمتاں دے انوار آ گئے نے

[فیضان انیس:۲۷]

خوش بخت ہے وہ جس کو سرکار بلاتے ہیں
روضے پہ بلا اپنا دیدار کراتے ہیں
ایمان ہے یہ میرا یہ میرا عقیدہ ہے
میلاد کی محفل کو خود آ کے سجاتے ہیں

[راحتِ العاشقین:۴۲]

[صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وسلّم]

آج آقا کو محفل میں آنے تو دو نور سے بزمِ عالم سجانے تو دو
جھوم اُٹھے گی محفل خدا کی قسم' رُخ سے پردہ نبی کو اُٹھانے تو دو
آج آئیں گے محفل میں جب شاہِ دیں شاہِ ارض وسما سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
جھولیاں سارے منگتوں کی بھر جائیں گی' آ کے آقا کو رحمت لٹانے تو دو
میکشو ان کی محفل میں آؤ ذرا' بزمِ میلاد ان کی سجاؤ ذرا
سب کے بگڑے مقدر سنور جائیں گے جام نظروں سے ان کو پلانے تو دو
ایسے لگتا ہے محفل میں وہ آ گئے' کیف و مستی کے بادل ہیں جو چھا گئے
چوم کے اِن کے نعلینِ پاعاشقو! عاصیوں کو مقدر جگانے تو دو

[راحتِ العاشقین:۱۳۲]

محفلِ میلاد کا اہتمام

جس نے بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں بسا لیا
پائے نہ وہ کچھ بھی اس نے سب کچھ ہی پا لیا

عید میلاد آئے گی سجاؤں گا گھر کو میں
محفل میلاد سے میں نے اپنے کو چمکا لیا

رُوحِ مُرسل بھی آئے گی میرے مسکن میں یار سن
نعتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھ کے اُن کو بلا لیا

ہر طرف میلاد ہوں گے جلوسوں کی ٹولیاں
مصطفےٰ یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورد کو سب نے اپنا لیا

یہ دن تو ایک تحفہ ہے ساری کائنات کے لئے
اس دن تو ذاتِ باری نے سب کچھ لٹا دیا

اسلم تیرے نبی تو نمائندۂ یزداں ہیں اس جہاں میں
انسانوں کو تحفہ دینا تھا رب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا لیا

[نذرانۂ شاعر:۱۰]

[صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

مبارک باد

محفل نعت سجانے والو لاکھ مبارکباد تمہیں
فلکوں آ کر قدسی دیتے ہیں سب داد تمہیں
آؤ بتاؤں چاہتے ہو گر قرب خدا کا حاصل ہو
منزلِ حق دکھلائے گا یہ آقا کا میلاد تمہیں
گھر گھر پاک میلاد کی محفل روز سجاؤ چاہت سے
بے اولاد یہ سن لو سارے' دے گا رب اولاد تمہیں
دیتا ہے توفیق جنہیں رب خرچ میلاد پہ کرتے ہیں
اُس کے دیئے سے دینے والو رکھے خداوند شاد تمہیں

[فیضان انیس:۱۰۱]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

طیبہ نگر جمال جلال کعبے سایہ خام خیالی نہیں رہ سکدا
عالی فیض دربار توں کدی خالی کوئی جلالی جمالی نہیں رہ سکدا
اَج جھولی کھلاری اے ایس کر کے نا اُمید سوالی نہیں رہ سکدا
اَج ولادت دی رات سردار سائیاں پلّہ کوئی بھی خالی نہیں رہ سکدا

[ڈھخدا اُڈھواں:۳۵]

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ]

[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم]

محفل میلاد شریف

سوہنیا محفل سجائی تیرے نام لئی
جیہڑا پاک میلاد مناوے ...... سُتّے اپنے لیکھ جگاوے
سوہنیا آ گئے نے دیوانے اے سلام لئی
سوہنیا محفل سجائی تیرے نام لئی
قسم خدا دی سچ میں کہندا ...... محفل وچ جو آ کے بہندا
نال یقین دے جو وی منگے ......سوہنا اوہنوں پل وچ رنگے
سوہنیا تیری ہے رحمت ہر تمام لئی
سوہنیا محفل سجائی تیرے نام لئی
کول بُلا لے ترلے پایئے......جی چاہندا اے سارے جایئے
جیہڑی گنبدِ خضریٰ توں آندی......نوری نوری جلوے وکھاندی
سوہنیا حافظ وی ترسے اُس شام لئی
سوہنیا محفل سجائی تیرے نام لئی

[صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم]

[صلّی اللہ علٰی حبیبہٖ محمّدٍ وّ آلہٖ وسلّم]

نغمۂ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انسانیت کے قافلہ سالار آ گئے
نوع بشر کے سرور و سردار آ گئے

احسان مومنوں پہ خدا نے جنہیں کیا
خوشیاں مناؤ مومنوں سرکارؑ آ گئے

ہاں جن کو اپنا نور خدا نے کہا وہی
حق کے حبیب دلبرِ غفار آ گئے

پہنے ہوئے لباسِ بشر فرشیوں کے پاس
مہمانِ عرش پیکر انوار آ گئے

جن کی مثال ازل سے ابد تک نہیں کوئی
جو قدرت خدا کے ہیں شہکار آ گئے

ویرانے کی طرح تھی زمانے میں زندگی
اُس کو بنانے گلشن و گلزار آ گئے

ہر بے کس و حزیں کے وہ ہمدرد و خیر خواہ
ہر غم زدہ کے مشفق و غمخوار آ گئے

چوکھٹ پہ جن کی خم ہیں زمانے کی گردنیں
جو جبرائیل کے بھی ہیں سردار آ گئے

اُن کے خدا نے اُن کو بہت کچھ عطا کیا
جنت ہے جن کی ملک وہ مختار آ گئے

سب سے زیادہ علم خدا نے جنہیں دیا
جو ہیں خدا کے محترم اسرار آ گئے

جن کی حیات' جن کا عمل' جن کی گفتگو
سب کے لئے ہے اُسوہ و معیار آ گئے

طارقؔ نہیں ضلالت و ظلمت کا ڈر ہمیں
اوجِ ہدیٰ کے نیّرِ ضوبار آ گئے

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

ذِکرِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بامُراد کرن والیو
یاداں نال یاد ہوندی یاد کرن والیو
رَب آکھے تُساں دیاں مَنّ لیاں ساریاں
صدقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فریاد کرن والیو
رحمتاں تے عزّتاں تے دولتاں دے سائے نے
گھراں وچہ محفلِ میلاد کرن والیو

[دُھخداوُھواں:٦٥]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]

جدوں تیک کائنات دی بزم اندر دَور چلدا صبح تے شام رہناں
تدوں تیک حسان رضی اللہ عنہ دے میخانے جاری نعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم دا جام رہناں
جھومن محفلاں ذِکرِ میلاد دیاں پُختہ عاشقاں عشق مدام رہناں
دست بستہ کھلو سردار سائیاں سُنی پڑھدا صلوٰۃ و سلام رہناں

[دُھخداوُھواں:٢٦]

[صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم]
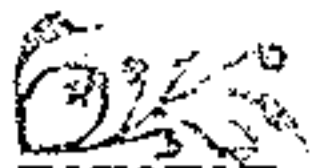
[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ]

آمد خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

جہاں سے چھٹ گئی ظلمت نیا نظم و نظام آیا
ہزاروں خوبیاں لے کر وہ جب خیر الانام آیا

جہاں میں ہر طرف وحشت تھی اور تاریک منظر تھا
شعاعِ نور پھیلانے کو وہ ماہِ تمام آیا

اُسی نے آدمی کو آدمیت کا شرف بخشا
وہ انسانوں کا دل پہچاننے والا امام آیا

اُسی نے بے کسوں کی، غمزدوں کی دستگیری کی
یتیموں اور بیواؤں کے آڑے وقت کام آیا

وہی ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہے مالک جنت
وہ بن کر ساقیِ کوثر لئے ہاتھوں میں جام آیا

ملائک کیوں نہ ہر دم ہر گھڑی بھیجیں درود اُن پر
خدائے پاک کا جن پر ہر ایک لحظہ سلام آیا

فرشتوں نے اسی دم جھٹ ادب سے میرا منہ چوما
زباں پر میرے جس دم احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا

نصیرؔ اس دم مجھے حیرت سے دیکھا خلد والوں نے
رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جس دم میرا نام آیا

[ہم کلام، صفحہ: ۵۵]

رحمت دے پھل

پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا
کفر بدلیاں چھٹ گیاں............ رحمت سایہ چھا گیا
جس پھل چن جھولی پائے...... خوشبواں نال دل بہلائے
مُردہ دِل زندہ ہوئے.......... ہر کوئی شفاء ہن پا گیا
پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا
سُکے رکھ وی پھلاں تے آئے...... رحمت کوزے بھر بھر پائے
مَیل اندر دی دھوا لونی............ ابرِ رحمت آگیا
پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا
سچیاں ایہہ اپانی بھرنا...... جھوٹیاں اندر دوزخ سڑنا
درشن چھیتی پا لونی............ عربی لاڑا آگیا
پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا
آمنہ بی دا لال ہے سوہنا...... مائی حلیمہ دی گود وچ آونا
ڈاچی حلیمہ بٹھا لونی............ مدنی لاڑا آگیا
پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا
فقیر نمانے گل سُنائی...... رحمت چھتری چھان کر آئی
سب نوں چھاویں بلا لونی............ رحمت سایہ آگیا
پھل رحمت والے چُن لونی...... باغ پھلاں تے آگیا

[صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم]

آمدِ نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جیہڑے نور تھیں بنیا کل عالم
اَج آمداں نے اُس نور دیاں

اَج جھکیا عرش مُعلی اے
دھرتی دا بھارا پلا اے

مائی آمنہ پاک دے گھر وِلے
جھک گئیاں گھاٹیاں طور دیاں

اج آمنہ مائی تر گئی اے
جھدی نور تھیں جھولی بھر گئی اے

جھدے گھر نوں سلاماں ہون پئیاں
جنت دی ہر اک حور دیاں

اَج لگ گئے بھاگ حلیمہ نوں
اَج مل گئے چین یتیماں نوں

دل کمب گئے جاناں نکل گیاں
آج ہر جابر مغرور دیاں

سب دور ہنیرا ہو جاوے
ہر طرف سویرا ہو جاوے

جے ملک چہ کرناں آ جاون
چن عربی دے دستور دیاں

اوتھے نور خدا دا وردا اے
اوتھے فلک سلاماں کردا اے

جتھے پڑھیے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی
جتھے محفلاں ہون حضور دیاں

میرے آقا کملی والے دی
اوتھوں شان دا ہے آغاز ہوندا

مک جاندیاں جتھے نے صائم
سب حداں عقل شعور دیاں

اَج کیف دی بارش ہوندی اے
اَج نہراں وگن سرور دیاں

[صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم]

طالبِ شفاعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ریاست علی مجددی